افکارِ شہید حسینیؒ

- علامہ شہید حسینیؒ کی اخلاقی نصیحتیں
- علامہ شہید حسینیؒ کا سیاسی، انقلابی و عالمی ویژن

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ کے چہلم کی مناسبت سے حضرت امام خمینیؒ کا تعزیتی پیغام

پاکستان کے باشرف اور غیور عوام جو حقیقی معنوں میں ایک انقلابی ملت ہیں اور اسلامی اقدار کے پابند ہیں اور جن سے ہمارا بہت قدیمی، گہرا انقلابی، ایمانی اور ثقافتی رشتہ ہے میں انہیں اس امر کی تاکید کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ وہ شہید راہ حق (علامہ عارف الحسینیؒ) کے افکار کو زندہ رکھیں اور ابلیس زادوں کو حضرت محمدؐ کے حقیقی اسلام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی اجازت نہ دیں۔

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّۃِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آبَائِہٖ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ

وَفِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ وَلِیّاً وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِیْلاً وَعَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَہ اَرْضَکَ طَوْعًا وَ

تُمَتِّعَہ فِیْھَا طَوِیْلاً

افکارِ شہید حسینیؒ

(حصہ اول)

علامہ شہید حسینیؒ کی اخلاقی نصیحتیں

(حصہ دوم)

علامہ شہید حسینیؒ کا سیاسی، انقلابی و عالمی ویژن

المہدی ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

فہرست

افکارشہید قائدعلامہ عارف حسین الحسینیؒ

مقدمہ: شہید حسینیؒ کے افکار کی اہمیت ______ ۶

حصہ اول: شہید حسینیؒ کی اخلاقی نصیحتیں

۱) تقویٰ کی اہمیت ______ ۱۰
۲) تقویٰ کے اثرات ______ ۱۹
۳) تقویٰ کے آثار یا نشانیاں ______ ۴۳

حصہ دوم: شہید حسینیؒ کا سیاسی، انقلابی و عالمی ویژن

۱) پاکستان کے حصول کے مقاصد ______ ۵۶
۲) ہم کونسا نظام چاہتے ہیں؟ ______ ۷۰
۳) اسلام و مسلمان ایک عظیم طاقت ہیں ______ ۸۰
۴) اسلام محمدی و امریکی اسلام ______ ۸۴
۶) مسلمانوں کی پستی کی وجوہات ______ ۸۵
۷) انقلاب اسلامی کے پاکستان پر اثرات ______ ۹۸
۸) اتحاد بین المسلین ______ ۱۰۰

۹) عزاداری ہماری شہہ رگ حیات ______ ۱۱۰

۱۰) برأت از مشرکین ______ ۱۲۳

۱۱) تنظیم کی ضرورت واہمیت ______ ۱۲۳

۱۲) خط امام خمینیؒ ______ ۱۳۸

۱۳) امام خمینیؒ سے آپ کا عشق ومحبت ______ ۱۴۸

☆---☆---☆

شہید حسینیؒ کے افکار کی اہمیت

علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ کے چہلم کی مناسبت سے حضرت امام خمینیؒ کا تعزیتی پیغام

پاکستان کے باشرف اور غیور عوام جو حقیقی معنوں میں ایک انقلابی ملت ہیں اور اسلامی اقدار کے پابند ہیں اور جن سے ہمارا بہت قدیمی، گہرا انقلابی، ایمانی اور ثقافتی رشتہ ہے میں انہیں اس امر کی تاکید کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ وہ شہید راہ حق (علامہ عارف الحسینیؒ) کے افکار کو زندہ رکھیں۔ اور ابلیس زادوں کو حضرت محمدؐ کے حقیقی اسلام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی اجازت نہ دیں۔

شہیدؒ بزبان شہیدؒ

انٹرویو شہید ڈاکٹر محمد علی نقویؒ

میں یہ کہوں گا کہ ہمارے لئے اسلام کو سمجھنا اتنا آسان نہیں ہے اس کو سمجھنے کے لئے باقر الصدر کا وہ قول یاد آتا ہے کہ ''آپ امام خمینی کی ذات میں اس طرح ضم ہو جائیں جس طرح وہ اسلام میں ضم ہو چکے ہیں'' تو اب ہمارے لئے بات آسان ہو گئی ہے کہ جو کچھ امام خمینی ہیں وہ اسلام ہے۔ اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں جس طریقے سے امام خمینیؒ اسلام میں ضم ہو

گئے تھے اور وہ چاہتے تھے آپ امام خمینیؒ میں ضم ہو جائیں میں سمجھتا ہوں ہم نے اس ملک کے اندر جن لوگوں کی زندگیاں مکمل ہوتے ہوئے دیکھی ہیں اپنی اس زندگی میں ان میں سے ایک شخصیت جس کا نام بڑے منفرد اور نمایاں انداز میں لیا جا سکتا ہے جو امام خمینی کی ذات میں کھو گئے تھے، ضم ہو گئے تھے وہ شہید عارف الحسینیؒ تھے۔

ایک اور مقام پر شہید ڈاکٹر نقویؒ نے فرمایا

شہید حسینیؒ جس صف میں کھڑے ہیں ہم اس کو صحیح درک نہیں کر سکے۔ اگر واقعی تھوڑی بہت سمجھ اور ادراک ہو تو امام خمینیؒ ایک محفل کا نام ہے جس میں دس پندرہ ستارے ہیں جن میں شہید مطہریؒ نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ بہشتیؒ، جواد باہنرؒ باقر الصدرؒ، شہید راغب لبنانیؒ، مہدی الحکیمؒ، جیسے ستاروں کی محفل تھی جس کا حسینی شہید بھی ایک حصہ تھے۔ وہ ہمارے معاشرے کا حصہ نہیں تھے!! ہمارے معاشرے کا درحقیقت وہ حصہ نہیں تھے۔

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا

شہید حسینی کی یہ خوش قسمتی ہے اور ان کی وجہ سے ہمارے لئے یہ باعث سعادت و خوش بختی تھا کہ شہید نے شعوری طور پر انقلاب اسلامی ایران کو پاکستان میں متعارف کروایا۔ ہم نے جذباتی طور پر اور انہوں نے شعوری طور پر۔ کسی کا یہ جملہ استعمال کرتا ہوں۔ شہید حسینی کی تعریف کرتے ہوئے اس نے یہاں یہ جملہ کہا ہے کہ انہوں نے آئینے سے بھی زیادہ شفاف انداز میں یہاں انقلاب کو reflect (منعکس) کیا ہے آئینے سے بھی زیادہ صاف انداز میں!! کیونکہ آئینہ ہو بہو وہی کچھ منعکس کرتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں نہیں نہیں آئینے سے بھی زیادہ صاف انداز میں۔!! اتنی تشریح کے ساتھ کے شیشہ بھی اتنی تشریح نہیں کر سکتا۔

شہید قائد علامہ عارف الحسینیؒ کی شخصیت پاکستان میں ایک ایسی ہستی ہے کہ جس نے

پاکستانی تشیع کو نظریاتی طور پر حقیقی مکتب اہل بیتؑ، خط امام خمینیؒ اور نظام ولایت فقیہ کے ساتھ متمسک کیا۔ اور عملی میدان میں بھی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام حقیقی کا پاکستان میں صحیح معنوں میں پرچار کیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آج کی نوجوان نسل کو نظریاتی اور فکری انحراف سے بچانے کے لیے دین مبین اسلام کی سربلندی، ملت تشیع کی کامیابی اور پاکستان کے استحکام میں کردار ادا کرنے کے لیے شہید حسینیؒ کے آثار سے روشناس کرایا جائے۔ المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی نے شہید کے آثار سے کچھ منتخب موضوعات کو اس کتابچے میں جمع کیا ہے تاکہ شہید کے ان افکار کو اپنی نوجوان نسل تک پہنچایا جا سکے پروردگار عالم ہم سب کو شہید کے افکار و نظریات کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

☆---☆---☆

(حصہ اول)

علامہ شہید حسینیؒ کی

اخلاقی نصیحتیں

☆---☆---☆

تقویٰ کی اہمیت

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنۡ تَتَّقُوا اللهَ يَجۡعَلۡ لَكُمۡ فُرۡقَانًا وَيُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّئَاتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ وَاللهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيمِ (سورہ انفال:29)

خالق نے قرآن میں مومنین کو خطاب کیا ہے۔''إِنۡ تَتَّقُوا اللهَ''اگر تم لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اگر تم متقی بن گئے'' يَجۡعَلۡ لَكُمۡ فُرۡقَانًا ''خداوند متعال تمہارے لئے فرقان عطا کرے گا۔ایسی روح کہ آپ حق اور باطل کے درمیان فرق کرسکیں گے اوراس چیز کی نورانیت اور ہدایت کی برکت سے آپ وہ راستہ جو خدا کی طرف جاتا ہے اس راستے سے جدا کرسکین گے جو شیطان کی طرف جاتا ہے۔

''وَيُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّئَاتِكُمۡ ''جب تم لوگ تقوی اختیار کرو گے تو خداوند متعال تمہاری برائیوں کو چھپادے گا اور''وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ''اور تمہارے گناہوں کومعاف کردے گا۔

تقویٰ،سعادت کے حصول کا بنیادی اصول

کچھ ہوتے ہیں اصول ۔جس طرح ایک عمارت کے لئے بنیاد کی ضرورت ہے جس پر وہ کھڑی ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیں بھی زندگی میں سعادت کے حصول کے لئے سعادت دینوی و

اخروی کے حصول کیلئے کچھ اصول اپنانے چاہییں کچھ بنیادیں بنانی چاہئیں۔اگران بنیادوں پر ہم نے اپنی زندگی کو استوار کیا تو یقینا پھر ہم سرفراز وسر بلند باہر آئیں گے اور شکست سے دو چار نہیں ہوں گے۔ان اصولوں میں سے ایک اصول اوران بنیادوں میں سے ایک بنیاد تقویٰ ہے کہ اگر ہم نے تقویٰ اختیار کر لیا تو اس کے بعد خداوند متعال نے وعدہ کیا ہے کہ ہم تم کو فرقان عطا کریں گے۔اس فرقان کے ذریعے آپ اپنی زندگی میں نیک و بد،حق و باطل اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکیں گے اور آپ کسی جگہ نہیں پھسلیں گے اور لغزش میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

تقویٰ محفوظ کرتا ہے نہ کہ محدود

ہوسکتا ہے مغربی ڈیموکریسی سے متاثر اور مغرب کے تصور آزادی کے دلدادہ یہ اعتراض کریں اور یہ سوال اٹھائیں کہ تقویٰ تو انسان کو محدود کر دیتا ہے۔مثلاً اسلام شراب سے روکتا ہے، عورت کو عریانی کی حالت میں معاشرے میں آنے سے روکتا ہے،اوراسی طرح دوسری پابندیاں ہیں۔اب اگر وہ کہیں کہ تقویٰ تو انسان کو محدودیت کی جانب لے جاتا ہے حالانکہ انسان بااختیار ہے،انسان آزاد ہے تو اس کو ہر قسم کی محدودیت سے آزاد اور بالاتر ہونا چاہئے۔

ہم اپنے نوجوان دوستوں کو یوں جواب دیتے ہیں کہ جوانانِ عزیز!ایک ہے محدودیت اور دوسری ہے مصونیت، جسے اردو میں حفاظت سے تعبیر کرتے ہیں، ان دونوں میں فرق ہے۔محدود ہونا اور بات ہے، محفوظ ہونا اور ہے۔ یہ دونوں ایک نہیں ہیں اسی لئے استاد شہید مطہری قدس سرہ اس سلسلے میں یوں مثال دیتے ہیں۔

''ہم گھر بناتے ہیں، کمرے بناتے ہیں اور چار دیواری بناتے ہیں تاکہ ہم سردی اور گرمی سے محفوظ رہیں۔ہماری جان، ہمارا مال اور ہماری ناموس دشمن سے محفوظ رہے۔یا اپنے لئے لباس بناتے ہیں،ٹوپی اور عمامہ پہنتے ہیں، پاؤں کے لئے جوتا بناتے ہیں تاکہ ہمارا بدن ، ہمارا سر، ہمارے پیر سردی وگرمی سے محفوظ رہیں، گردوغبار سے بچتے رہیں، پاک وصاف رہیں۔اب ایک

مغرب زدہ آدمی اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو مغربی ڈیموکریسی سے متاثر ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو اس انسان نے اپنے آپ کو محدود کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو دیواروں کے اندر قید کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنے سر پر اتنا بڑا عمامہ رکھا ہوا ہے۔ اس نے اپنے پاؤں کو جوتوں میں اسیر کر لیا ہے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ یہی کہ بھائی! یہ سب انسان کے نفس و جان کے لئے، ناموس کے لئے، مال کے لئے حفاظت کا انتظام ہے۔ اس سے ہم محدود نہیں ہوتے بلکہ اس گھر کے ذریعے، ان کپڑوں کے ذریعے، اس ٹوپی کے ذریعے، ہم اپنے آپ کو سردی، گرمی، دشمنوں، حیوانات اور درندوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

یہ مثال اپنے ذہن میں رکھیں اور آئیں اب جائزہ لیں کہ آیا تقویٰ ہم کو محدود کرتا ہے یا محفوظ؟

تقویٰ ہمیں محفوظ کرتا ہے، یعنی جب ہم باتقویٰ ہوں، ہمارے دل میں تقویٰ ہو اور ہمیں مہارت حاصل ہو جائے تو پھر اس تقویٰ کے ذریعے ہم نقصان سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ شیطان انسی و شیطان جنی کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

تقویٰ کی مثال اس مضبوط قلعہ کی سی ہے کہ جس میں انسان محفوظ رہتا ہے، دشمن کے حملے سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ پس انسان تقویٰ کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ کرتا ہے نہ کہ انسان اس سے محدود ہو جاتا ہے۔ اگر یہ محدودیت بھی ہے تو اس محدودیت کو ہم حفاظت کہتے ہیں۔ جیسے آپ اپنے گھر کے اردگرد چار دیواری بناتے ہیں، بظاہر یہ محدودیت ہے لیکن درحقیقت یہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔ کپڑے بھی اسی طرح اور ٹوپی اور جوتے بھی اسی طرح ہیں۔

تقویٰ روح کا لباس ہے

اگر آپ کے بدن کے لئے یہ کپڑے حفاظت ہیں تو اسی طرح آپ کی روح کے لئے تقویٰ لباس ہے۔ قرآن نے بہترین تعبیر پیش کی ہے۔

''وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ'' (اعراف۔۲۶)

یعنی قرآن نے روح انسانی کے لئے تقویٰ کو لباس سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح لباس بدن کے لئے ،جسم کے لئے حفاظت ہے اسی طرح تقویٰ روح کی حفاظت اور لباس کا کام دیتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

آگاہ رہو اگر تم تقویٰ کی حفاظت کرو گے تو تقویٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لہٰذا یہ تقویٰ نہ صرف انسان کو محدود نہیں کرتا اور قید نہیں کرتا بلکہ تقویٰ ہر قسم کی قید اور غلامی سے انسان کو آزادی دلاتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ التَّقْوَىٰ اللهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ وَ ذَخِيرَةُ مَعَادٍ

بے شک اللہ کا خوف ہدایت کی کلید، آخرت کا ذخیرہ ہے۔ ''وَعِتْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَةٍ'' تقویٰ ہر قید و بند سے آزادی کا نام ہے، ہر قسم کی غلامی سے آزادی دلوانے کا نام تقویٰ ہے۔ ''وَنَجَاةٌ مِنْ كُلِّ هَلَكَةٍ'' اور ہر بدبختی سے نجات کا نام تقویٰ ہے۔ ''بِهَا يَنْجَحُ الطَّالِبُ'' جو بھی کسی ہدف و مقصد کا طالب ہے وہ اسی تقویٰ کے ذریعے اپنے اس مقصد تک پہنچ سکتا ہے۔ ''وَيَنْجُو الْهَارِبُ'' اور جو شخص اپنے دشمن سے نبرد آزما ہو خواہ دشمن آپ کا نفس ہو یا بیرونی دشمن ہو، تقویٰ اس سے نجات دلاتا ہے۔ ''وَتُنَالُ الرَّغَائِبُ'' تقویٰ کے ذریعے انسان اپنی آرزوؤں تک اور اپنے مقاصد تک پہنچ جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۷)

امیر المومنین علیہ السلام تقویٰ کو ہر قسم کی قید و غلامی سے آزادی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ پس تقویٰ نہ صرف محدودیت نہیں، نہ صرف انسان کے لئے قید نہیں بلکہ انسان کے لئے آزادی کا پیام ہے۔

دیکھو عزیز جوانو! اگر انسان اپنے نفس کا غلام ہو اپنی خواہشات نفسانی کا پیروکار ہو تو مجھے بتاؤ کہ کیا وہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں آزاد ہوں؟ آیا وہ دوسروں کو آزادی دلا سکتا ہے؟ تقویٰ جو پہلا کام کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو خواہشات نفسانی کی پیروی کے دائرے سے نکالتا ہے۔ نفس کو آپ کا تابع بناتا ہے۔ جب تقویٰ اقتدار، جھوٹ، فریب، دھوکہ، مال، زر اور زور کی زنجیروں کو آپ کے دل سے توڑ دیتا ہے تو اس کے بعد آپ کو روحانی اور معنوی آزادی کی طرف لے جاتا ہے۔ جب

آپ معنوی فضا تک پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد انسان اجتماعی آزادی میں بہترین کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر یہ انسان خود نفس کا پیرو ہے اگر اس کی گردن میں اقتدار کا، جھوٹ اور فریب کا، حرصِ مال کا طوق اور زر و زور کی زنجیریں پڑی ہیں تو بتائیں وہ معاشرے کی ایک زنجیر بھی کھلوا سکتا ہے؟ شاید آپ کو یاد ہو میں نے اس کی مثال یہ دی تھی کہ اگر ایک انسان کے پاؤں میں، سر میں، گردن میں زنجیریں پڑی ہوں اور وہ سر سے پاؤں تک زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو اور اس کے ساتھ دوسرے ہزار افراد بھی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوں تو یہ شخص دوسروں کو ان زنجیروں سے آزاد کروا سکتا ہے؟ نہیں بلکہ وہ اس وقت ان کو ان زنجیروں سے نجات دلوا سکتا ہے کہ جب وہ خود زنجیروں سے آزاد ہو۔ پہلے اپنی زنجیروں کو توڑے پھر دوسروں کی زنجیروں کو توڑ سکتا ہے۔ اب اگر ایک شخص نفس کا غلام، خواہشات نفسانی کا پیرو ہے، اگر اس کی گردن میں اقتدار کی زنجیر پڑی ہے اور اسی طرح جھوٹ، فریب، لالچ اور دوسری بری صفات کی زنجیریں ہماری روح کے گرد پڑی ہیں اور ہماری روح ان میں اسیر ہے تو پھر بتایئے ہم کس طرح معاشرے کے دوسرے افراد کو ان بری صفات سے آزادی دلوا سکتے ہیں؟

اگر جو بائیڈن یہ کہے کہ ہم دنیا میں امن و امان قائم کریں گے تو ہمیں اس پر کبھی یقین نہیں آئے گا۔ اگر نتن یاہو یا کوئی اور طاغوت ہو اور یہ کہے ہم اس دنیا میں عادلانہ نظام قائم کریں گے، اگر پاکستان کا کوئی مرد یا عورت چاہے کوئی بھی ہو اور یہ کہے کہ ہم پاکستان میں بہترین عادلانہ نظام قائم کریں گے تو ہم کبھی بھی اس پر یقین نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ جب وہ مرد یا عورت خود اپنی خواہشات نفسانی کے پیرو ہے، اپنے نفس کا غلام ہے، اس نے اپنے آپ کو ابھی تک آزاد نہیں کروایا تو وہ پاکستان کے دوسو ملین یا بیس کروڑ انسانوں کو کس طرح آزادی دلا سکتا ہے۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ خواہ مرد ہو یا عورت پہلے اپنے آپ کو کم از کم اپنے نفس کی غلامی سے آزاد کروائے، پہلے اپنے اندر کا بت توڑے، اس کے بعد کہے کہ ہم پاکستان کو استقلال دلوائیں گے۔ پاکستان کو سپر طاقتوں سے آزاد کروائیں گے۔ اس وقت ہم آپ کی بات مانیں گے۔ لیکن اگر وہ سر برہنہ

پھرتی ہو، اور اس طرح اگر کوئی خود ان (امریکیوں) کے پاس جاتا ہو اگر چہ وہ اسلام کا نعرہ بلند کرتے ہوں اور انہوں نے داڑھی بھی رکھ لی ہو لیکن جب خود وہ نفس کے پیرو ہیں، متعصّبانہ باتیں کرتے ہیں پھر اس کے بعد وہ ہم سے کہیں کہ ہم پاکستان میں غریبوں کے لئے یہ کریں گے اور وہ کریں گے، تو ہم کبھی بھی باور نہیں کر سکتے کہ ایسا شخص عادلانہ نظام قائم کرے گا۔ غریبوں اور مظلوموں کو آزادی دلوائے گا، محروموں کی مدد کرے گا۔ ہاں اگر ایسی باتیں امام خمینیؒ جیسی عظیم شخصیت کرے تو ہم مانیں گے اس لئے کہ انہوں نے پہلے اپنی انانیت کو کچلا ہے اب اگر وہ کہیں کہ ہم امریکہ کو کچل دیں گے تو ماننے کی بات ہے۔

بنابر ایں تقویٰ جو پہلا کام کرتا ہے وہ انسان کو معنوی آزادی دلاتا ہے۔ جب انسان کو معنوی آزادی مل جائے تو پھر اجتماعی آزادی اس کے لئے مشکل کام نہیں۔ جن کے پاس معنوی آزادی نہیں وہ اگر اجتماعی آزادی کی باتیں کرتے ہیں تو سوائے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

تقویٰ ہمارا محافظ ہے اور ہم تقویٰ کے محافظ ہیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح تقویٰ کی تعریف کی گئی ہے اور مولا امیر المومنین علی علیہ السلام نے تقویٰ کا جو مقام بتایا ہے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ ''اِنَّ التَّقْوٰی مِفْتَاحُ سَدَادٍ'' تقویٰ ہدایت کی کلید'' وَ ذَخِیْرَۃُ مَعَادٍ'' آخرت کا زادِ راہ ''وَعِتْقٌ مِنْ کُلِّ مَلَکَۃٍ'' ہر قسم کی قید و غلامی اور قید و بند سے آزادی ہے۔ ''نَجَاۃٌ مِّنْ کُلِّ ھَلَکَۃٍ'' اور بد بختی سے نجات ہے، اسی تقویٰ کے ذریعے انسان ہدف و مقصد تک پہنچتا ہے، اسی تقویٰ کے ذریعے انسان دشمن سے نجات پاتا ہے اور اسی تقویٰ کے ذریعے انسان اپنی آرزوؤں تک پہنچ سکتا ہے۔ پس اگر تقویٰ کا یہ مقام ہے پھر تو انسان معصوم ہے؟ پھر تو ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن ہم عرض کریں گے نہیں بھائی! مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ اگر تقویٰ انسان کو حاصل ہو جائے تو

پھر بھی انسان کے لئے قدم قدم پر پھسلنے کا خطرہ ہے۔

یہاں پر ہم گناہوں کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

1۔ بعض گناہ ایسے ہیں جو تقویٰ کے قلعہ اور تقویٰ کی سپَر اور ڈھال پر اثرانداز نہیں ہوتے۔

2۔ بعض گناہ ایسے ہیں جو اس تقویٰ کی ڈھال اور سپر کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

احادیث میں ہم پڑھتے ہیں مثلاً شراب سے ہم تقویٰ کے ذریعے بچ سکتے ہیں اگر ہم میں تقویٰ ہے تو ہم شراب نہیں پیئیں گے۔ مثلاً میرے گھر میں شراب کی بوتل پڑی ہے، میں گھر میں کمرے میں تنہا ہوں، اکیلا سویا ہوا ہوں اور شرعاً بھی میرے لئے وہاں سونا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے، لیکن جہاں تک غریزہ شہوت کا مسئلہ ہے۔ چونکہ یہ شہوت نفسانی کا معاملہ ہے تو یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے۔ یہاں پر اسلام یہ نہیں کہتا کہ بس تقویٰ کافی ہے اور تقویٰ کے ذریعے یہاں آپ اپنے ایمان کو بچا سکتے ہیں بلکہ یہاں پر شریعت آپ کو تقویٰ پر ہی نہیں چھوڑتی بلکہ آپ کے لئے ایک اور حکم بھی ہے۔ اگرچہ آپ متقی ہیں، اگرچہ آپ اپنے زمانے کے مقدس اردبیلی ہی کیوں نہیں ہیں۔ پھر بھی شریعت آپ کو کمرے میں ایک جگہ، نامحرم عورت کے ساتھ ٹھہرنے اور سونے کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر آپ کہیں کہ میں دیندار ہوں، متقی ہوں، مقدس اردبیلی ہوں اور جتنی بھی قسمیں آپ کھائیں کہ میں سلمان فارسیؓ ہوں لیکن شریعت آپ کی بات قبول نہیں کرتی۔ بلکہ آپ کے لئے شریعت کا حکم ہے کہ تنہا' کمرے میں نامحرم عورت کے ساتھ سونا حرام ہے۔ یہاں اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسا خطرناک مقام ہے کہ یہاں پر بڑے بڑے افراد پھسل جاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آدھی رات کو شیطان، نفس امارہ، اپنا تیر چلائے اور وہ نشانے پر جا لگے اور آپ اس گناہ میں مبتلا ہو جائیں۔ لہٰذا یہاں شریعت صرف تقویٰ پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ شریعت تقویٰ کے ساتھ ساتھ آپ کا مورچہ مزید مضبوط کرنے کے لئے حکم دیتی ہے کہ آگے نہ جاؤ چونکہ تمہارا دشمن بہت خطرناک ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کا پاؤں پھسل جائے۔ لہٰذا آپ کو اس طرف جانا ہی نہیں چاہیے۔ تو یہاں پر ہم تقویٰ کے محافظ ہیں ہمیں تقویٰ کی حفاظت کرنی ہے۔ اور تقویٰ

ہمارا محافظ ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم تقویٰ کے محافظ ہوں اور تقویٰ ہمارا محافظ ہو؟ یہ تو ہم طلبہ کی اصطلاح میں ''دور'' ہوجائے گا۔ یعنی یہ کہیں کہ مرغی کس چیز سے ہے؟ انڈے سے اور انڈا کس چیز سے ہے؟ مرغی سے!! اسے اصطلاح میں ''دور'' کہتے ہیں تو یہاں بھی یہی صورت حال ہے۔ ہماری حفاظت تقویٰ کرتا ہے اور ہم تقویٰ کی حفاظت کرتے ہیں۔

تو ہم جواب دیں گے کہ جس طرح آپ کے کپڑے ہیں، لباس ہے۔ آپ اپنے بچوں کو لباس پہناتے ہیں اور پھر اسے کہتے ہیں میرے پیارے بچے اپنے کپڑوں کا خیال رکھنا، ان کی حفاظت کرنا، انہیں گندے اور میلے ہونے سے محفوظ رکھنا اور ادھر لباس اور کپڑے بچے کو اس لئے پہناتے ہیں کہ وہ بچے کی حفاظت کریں، سردی سے، گرد وغبار سے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے۔ مولا امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''اَلَا فَصُوْنُوْهَا'' تم تقویٰ کی حفاظت کرو۔ ''وَتَصُوْنُوْا بِهَا'' اور تقویٰ کے ذریعے اپنے لئے حفاظت کا سامان کرو۔ اب کوئی پوچھے کہ ہم تقویٰ کی حفاظت کیسے کریں؟ یا تقویٰ ہماری حفاظت کیسے کرے؟ تو ہم کہتے ہیں دونوں ایک ساتھ ہیں ہم اگر خدا تک پہنچنا چاہتے ہیں تو ہمیں تقویٰ سے مدد لینا چاہئے اور تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ہمیں خدا سے مدد و توفیق مانگنی چاہئے۔ تقویٰ ہی کے ذریعے ہمیں خدا تک پہنچنا ہے اور خود تقویٰ بھی ہمیں خدا ہی سے حاصل کرنا ہے اور اس کے حصول کے لئے خدا ہی سے مدد مانگنی ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام اسی خطبے میں فرماتے ہیں: ''اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ'' اے بندگان خدا! میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ ''فَاِنَّهَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ'' بتحقیق تقویٰ خدا کا حق ہے تمہاری گردن پر ''وَالْمُوْجِبَةُ عَلَى اللّٰهِ حَقَّكُمْ'' اور اسی تقویٰ کے ذریعے خدا پر تمہارا حق ثابت ہوتا ہے۔ ''وَاَنْ تَسْتَعِيْنُوْا عَلَيْهَا بِاللّٰهِ'' اے بندگان خدا تم اگر چاہتے ہو کہ تمہیں تقویٰ حاصل ہوجائے تو خدا سے مدد مانگو۔ ہمیشہ یہ دعا مانگو کہ خدا ہمیں متقی بننے کی توفیق دے۔ خدا ہمیں تقویٰ کی توفیق دے۔ ''وَتَسْتَعِيْنُوْا بِهَا عَلَى اللّٰهِ'' اور

خدا تک پہنچنے کے لئے اسی تقویٰ سے مدد چاہو۔تقویٰ حاصل کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگو اور خدا تک پہنچنے کے لئے تقویٰ سے مدد مانگو۔(نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۹)

بنا بر ایں ہمیں تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ہمیں تقویٰ حاصل کرنا چاہیئے اور پھر یہ تقویٰ ہمارے دین کو محفوظ کرے گا اور ہمارا دین بھی اس کے ذریعے محفوظ ہوگا اور ہم اس کے ذریعے خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔

پس برادران عزیز! اس کے بعد تقویٰ کے فوائد انشاء اللہ دوسری فصل میں عرض کروں گا۔آخر میں ایک حدیث عرض کرتا ہوں۔ یہ حدیث کلمات قصار میں سے ہے۔مولا امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

''ضَعْ فَخْرَكَ وَاحْطُطْ كِبْرَكَ وَاذْكُرْ قَبْرَكَ''(نہج البلاغہ کلمہ قصار ۳۹۸)

یہ صرف تین جملے ہیں۔مولاؑ فرماتے ہیں۔اے انسان! فخر و سربلندی کو چھوڑ دے،اپنے آپ کو بڑا مت سمجھ، فخر مت کر اور اپنی قبر کو یاد رکھ۔

ہاں تم کس طرح فخر کی بات کرتے ہو۔ابن آدم کس طرح فخر کی باتیں کرتا ہے۔''اَوَّلُهٗ نُطْفَةٌ وَ آخِرُهٗ جِيفَةٌ'' یہ تو وہی ابن آدم ہے کہ اس کا اول نطفہ ہے اور آخر میں جب مر جائے تو مردار ہے اور اگر اس کو کسی کا ہاتھ لگ جائے تو غسل کرنا پڑے گا۔اگر ہماری ابتداء یہ ہے اور انتہا یہ ہے تو پھر فخر کس بات پر؟ ''ضَعْ فَخْرَكَ''اے انسان! فخر چھوڑ دے ذرا اپنی اصل کو پہچان۔''وَاحْطُطْ كِبْرَكَ''اور بڑائی بھی چھوڑ دے۔کس طرح اپنے آپ کو بڑا کہتے ہو اور تکبر کرتے ہو۔تمہیں نہ دنیا میں آنے کا اختیار ہے اور نہ اس دنیا سے جانے کا۔تو پھر کیونکر تکبر کرتے ہو۔اے انسان! تواضع کر، فروتنی کر، اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھ، تکبر مت کر۔ جو تکبر کرتا ہے اس کی مثال اس دھوئیں کی مانند ہے کہ جب آپ سگریٹ یا حقے کا کش لیتے ہیں تو اس کا دھواں اوپر کی جانب جاتا ہے لیکن یہی اوپر جانے والا دھواں پست ہے بے قیمت ہے۔ جو شخص تکبر کرتا ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اس کی مثال اس دھوئیں کی سی ہے جو بظاہر بلندی کی جانب جاتا ہے

لیکن در حقیقت سب سے پست ہے۔

تقویٰ کے اثرات

اب اگر ہم تقویٰ کے آثار ڈھونڈنا چاہیں تو ہم دیکھیں گے کہ ہم مثلاً آئی او، آئی ایس او یا تحریک میں کام کر رہے ہیں جو مذہبی جماعتیں ہیں ان میں کام کرنے کی وجہ سے آیا مجھ میں کچھ تقویٰ آیا ہے یا نہیں؟ تقویٰ کے کچھ آثار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس زمین میں قوۃ جاذبہ (کشش ثقل) ہے۔ یہ قوۃ جاذبہ دیکھنے کی چیز نہیں ہے لیکن کچھ آثار سے ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زمین میں قوۃ جاذبہ ہے۔ اگر میں اس تسبیح کو چھوڑ دوں تو یہ نہ تو اوپر جائے گی اور نہ ہی دائیں بائیں جائے گی بلکہ یہ سیدھی زمین کی طرف جائے گی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین میں کشش اور قوۃ جاذبہ ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے دیکھا ہے کہ زمین میں قوۃ جاذبہ ہے۔ تو آپ کہیں گے کہ قوۃ جاذبہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جنہیں آپ آثار کے ذریعے سے درک کر سکتے ہیں تقویٰ بھی ایسی ہی چیز ہے۔ تقویٰ ان چیزوں میں سے نہیں ہے کہ اگر ہم دور سے ایک جوان کو دیکھیں تو اس کی آنکھوں اور پیشانی سے ہم یہ سمجھ سکیں کہ یہ شخص متقی ہے بلکہ ہم اسے آثار کے ذریعے پہچانیں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا تقویٰ کے کچھ آثار ہم میں موجود ہیں یا نہیں؟

آج ہم تقویٰ کے دینی اور اجتماعی اثرات پر بات کریں گے۔ نہج البلاغہ میں مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کا تقویٰ سے متعلق ارشاد ہے کہ

''وَعِتْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَةٍ وَنَجَاةٌ مِّنْ كُلِّ هَلَكَةٍ'' (نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۶)

''تقویٰ ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے'' بالفاظ دیگر معاشرے میں تقویٰ کے اثرات سے متعلق امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''تقویٰ ہر قید و بند سے آزادی اور بد

بختی سے نجات دلاتا ہے'' ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

''وَدَوَاءُ دَاءِ قُلُوبِكُمْ وَشِفَاءُ مَرَضِ اَجْسَادِكُمْ '' (نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۶)

''یہ تقویٰ تمہارے دلوں کے دردوں کی دوا اور تمہارے جسموں کی بیماریوں کا علاج ہے''

انسان کو درپیش تمام تر مشکلات کے حل کا نسخہ جو مولاؑ نے پیش کیا ہے وہ تقویٰ ہے دین و آخرت اور قبر میں درپیش حالات پر تقویٰ اپنے گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔ دنیا میں معاشرے پر بھی تقویٰ اپنے اثرات مرتب کرتا ہے کسی چیز کی قیمت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب وہ چیز موجود نہ ہو اور کوئی دوسری چیز بھی اس کی جگہ نہ لے سکے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی معاشرے میں تقویٰ ختم ہو جائے تو پھر اس کی جگہ نہ حکومت لے سکتی ہے نہ علم و سائنس، اور نہ ہی دیگر مختلف قوانین کے بس میں ہے کہ وہ اس خلاء کو پر کر سکیں۔ کوئی چیز بھی تقویٰ کا نعم البدل نہیں۔ نہ زر، نہ زور، نہ قوانین، نہ حکومت حتیٰ کہ علم جیسی بڑی چیز بھی تقویٰ کا متبادل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کے ارکان میں سے ایک تقویٰ ہے اور اگر معاشرے کے ارکان میں سے تقویٰ کو نکال دیں تو معاشرہ بدبخت اور تباہ و برباد ہو جائے گا۔

تقویٰ اور امراض سے بچاؤ

اگر تقویٰ نہ ہو تو انسان کھانے میں بھی افراط کرے گا جب کھانے میں افراط کرے گا تو وہ مریض ہو جائے گا یا اسے بلڈ پریشر ہو گا یا ہارٹ اٹیک یا پھر اسی طرح کے دوسرے امراض لاحق ہو جائیں گے کیونکہ احادیث میں ہے کہ ''تمام بیماریوں کی جڑ پیٹ ہے'' اب اگر انسان تقویٰ نہ رکھتا ہو تو شراب بھی پیئے گا اور دوسری مرغن غذائیں بھی کھائے گا اور ان سب کے برے اثرات بالخصوص شراب کے برے اثرات جو سائنس نے کشف کئے ہیں اور ڈاکٹر ان کی تصدیق کرتے ہیں، میں مبتلا ہو جائے گا۔

اگر ایک شخص تقویٰ نہیں رکھتا تو شہوت میں افراط کرے گا اور پھر قسم قسم کی بیماریوں میں

مبتلا ہوجائے گا۔ وہ افراد جن کے اپنی بیویوں کے ساتھ حالات خراب ہوجاتے ہیں چونکہ ان میں تقویٰ نہیں ہوتا تو وہ دوسری عورتوں کے ہاں جاتے ہیں اور بیویوں کو دیر سے آنے کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس بیوی مجبور ہے کہ جھگڑا کرے اور کہے کہ مجھے طلاق دے دو یا ان مردوں نے کوئی اور غلط کام کیا ہو مثلاً نامرد ہوگیا ہو اب بیوی کے حقوق پورے نہیں کرسکتا یہ سب کچھ اور دیگر غلط قسم کی بیماریاں انسان کو لاحق ہوجاتی ہیں۔

تقویٰ اور سعادت انسان

پس تقویٰ جو مولا کائناتؑ نے فرمایا ہے ''تقویٰ تمہارے دلوں کے دردوں کی دوا اور تمہارے جسموں کی بیماریوں کا علاج ہے۔'' یہ کسی عام شخص کی بات نہیں بلکہ اس عظیم روحانی شخصیت کی بات ہے جو انسان کے اندرونی حالات سے آگاہ ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ اس انسان کے لئے کون کون سی چیزیں مفید ہیں اور کون کون سی مضر ہیں۔ ہمیں اگر دنیاوی اور دینی سعادت حاصل کرنی ہے تو پھر ہمیں تقویٰ کی طرف رجوع کرنا ہوگا وہ شخص جو تقویٰ رکھتا ہے وہ اپنی کمائی پر اکتفا کرتا ہے۔ اپنے حق پر اکتفا کرتا ہے وہ ہرگز ایسا نہیں کرتا کہ اپنے شب و روز اس فکر میں گزارے کہ میں کس طریقہ سے زیادہ کماؤں، کس کی جیب کاٹوں اور مالدار بن جاؤں۔ وہ ہر حال میں شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس وہ شخص ہے جس کے دل میں تقویٰ نہیں ہے تو اس کا دل پریشان ہے۔ اسے سکون حاصل نہیں ہے اور ان اعصابی بیماریوں کی وجہ سے معدہ کی تکلیف ہوجاتی ہے اور پتہ نہیں اسے کون کون سی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس وہ شخص جو متقی و پرہیزگار ہے۔ ان تمام بلاؤں اور بدبختیوں سے بچا ہوا ہے۔

تقویٰ اور ماہ رمضان

ہمیں تقویٰ کی طرف رجوع کرنا ہے اور تقویٰ کے آثار میں سے ایک اثر یہ ہے کہ جتنا انسان

کے دل میں تقویٰ آجائے، اتنا وہ شخص عمل صالح کی طرف راغب ہوجائے گا۔ جتنا انسان کے دل میں تقویٰ کم ہوگا، اتنا انسان گناہوں کی طرف مائل ہوگا۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ تیس دن جو ہم روزہ رکھتے ہیں اس کے بعد ہمیں ملاحظہ کرنا ہوگا کہ آیا ہم نے روزے کے نتیجے میں تقویٰ حاصل کیا ہے یا نہیں؟ آیا ہمارے کردار میں تبدیلی آئی ہے یا نہیں؟

اگر ماہ رمضان سے پہلے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے نماز کو اہمیت نہیں دیتے تھے، سینما جاتے تھے غیبت کرتے تھے، وی۔سی۔آر کو لگا کر غلط فلمیں دیکھتے تھے۔ ٹی وی پر غلط پروگراموں کو دیکھتے تھے۔ ماہ رمضان کے بعد پھر وہی حالت ہے۔ یعنی اِدھر اُدھر پھرنا، نماز کو اہمیت نہ دینا، گھر دیر سے آنا، والدین کے ساتھ برا سلوک کرنا اور اسی طرح کی دیگر غلط باتوں کو دوبارہ سے شروع کر دیں تو ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ رمضان کے مبارک مہینے سے ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور ہمارے دلوں میں تقویٰ نہیں آیا۔ کیونکہ تقویٰ کوئی دیکھنے والی چیز نہیں بلکہ اس کا اندازہ تو فقط نیک اعمال و کردار سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر ہم جاننا چاہیں کہ بجلی کے تار میں کرنٹ ہے یا نہیں تو ہم بٹن دبائیں گے اگر بلب روشن ہوگیا تو ہمیں یقین ہوجائے گا کہ تار میں کرنٹ ہے لیکن اگر بلب روشن نہ ہو تو ہم سمجھ لیں گے کہ تار میں کرنٹ نہیں ہے۔

فرض کریں اگر اخبارات میں اشتہار آئے کہ عید کے موقع پر فلاں فلاں سینما میں فلاں بہترین فلم ریلیز کی جائے گی۔ آپ اس کے پیچھے دوڑ گئے تو سمجھ لیں کہ آپ کے دل میں تقویٰ نہیں ہے۔ اگر آپ نے نیک اعمال کی طرف رجوع نہ کیا۔ آپ غلط کاموں میں اسی طرح حصہ لیتے رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دلوں میں ایمان و تقویٰ نہیں ہے۔ ہم میں سے کسی کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوگا لیکن اگر اس شخص کے اعمال و کردار میں تبدیلی کو دیکھیں گے تو ہم کہیں گے کہ واقعاً یہ متقی ہے۔ یہ اہل بیتؑ کے شیعوں میں سے ہے اور اس نے نہج البلاغہ سے درس لیا ہے۔

تقویٰ اور عمل صالح

تقویٰ اور عمل صالح آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ اگر کسی جگہ بلب ہوگا تو لازم ہے روشنی ہو گی۔ اسی طرح اگر کسی جگہ آگ ہوگی تو آگ کی خصوصیت یہ ہے کہ گرم ہوتی ہے لہٰذا وہ جگہ بھی گرم ہوگی۔ تقویٰ کا لازمہ عمل صالح ہے اور یہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جتنا انسان کا تقویٰ زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا عمل صالح زیادہ ہوگا۔ اور جتنا عمل صالح زیادہ کرے گا اتنا اس کا تقویٰ مضبوط ہوتا جائے گا۔ میں آپ کی خدمت میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ فرض کریں آپ کا ایک دوست ہے اس کے ساتھ آپ کی دوستی ہے۔ آپ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ جب آپ اس کو تحفہ دیں گے، اس کو دعوت دیں گے اور وقتاً فوقتاً آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ ان تمام باتوں سے ہم یہ سمجھیں گے کہ ان کے درمیان دوستی ہے اور دوسرا یہ کہ تحائف کے تبادلے اور ایک دوسرے کی دعوت کرنے سے آپ دونوں کے درمیان محبت اور زیادہ ہوگی۔

بالکل یہی مسئلہ ہے اگر آپ عمل صالح کریں گے تو ہم سمجھیں گے کہ آپ کے دل میں تقویٰ ہے اور جتنا آپ عمل صالح کریں گے اتنا آپ کا تقویٰ مضبوط ہوجائے گا۔ اگر سلمان فارسیؓ جیسی عظیم شخصیت کہ جو ''مِنَّا اَهْلَ الْبَيْت'' کی سند یافتہ ہوا گر وہ بھی ایک دن نماز صبح قضا کرے تو اس کا وہ مقام نہیں رہے گا۔ آہستہ آہستہ تنزل کا شکار ہوجائے گا اور اگر ہم ان واجبات کی طرف توجہ نہیں دیں گے اور پھر بھی ہم کہیں کہ ہم متقی ہیں ہمارا امامؑ امام المتقینؑ ہے۔ متقی ہونے کے کچھ آثار ہوتے ہیں۔ تشیع ایک دعویٰ نہیں ہے بلکہ تشیع ایک حقیقت ہے۔ آپ ہاتھ میں ایک پتھر پکڑ کر اس کا نام موتی رکھ دیں، آپ کے نام رکھنے سے وہ پتھر موتی نہیں بنے گا۔ اگر آپ کا کردار مسلمانوں جیسا نہیں ہے تو آپ ہزار بار اپنے نام کے ساتھ شناختی کارڈ میں لکھیں کہ ''میں مسلمان ہوں۔ اہل بیتؑ کا پیروکار ہوں'' مگر کردار آپ کا شیعوں جیسا نہیں، فقط شناختی کارڈ میں لکھنے سے یا شیعہ گھر میں پیدا ہونے سے شیعہ نہیں بن سکتے۔

پس ہمیں ان مقدس ایام میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے۔ ہمیں اپنے دلوں میں تقویٰ

اورایمان کے شجر کو پروان چڑھانا ہےاورہمیں اس نفس امارہ کو جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے انہیں دنوں اسے شکست دینا ہے۔اسے ذلیل وخوار کرنا ہے۔

تقویٰ بصیرت کا باعث

تقویٰ کے اثرات میں سے ایک اثر یہ ہے انسان اپنی زندگی میں خیر وشر اور اچھائی و برائی کے درمیان تمیز کرسکتا ہے۔تقویٰ انسانی روح کو بصیرت عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو نورانیت بخشتا ہے۔جیسا کہ قرآن کی آیہ مجیدہ میں ہے۔

''اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَاناً''(انفال۔۲۹)

''اگر تم لوگ تقویٰ اختیار کرو گے،تو خداوند متعال تمہیں فرقان یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت عطا کرے گا۔''

تقویٰ کے ذریعے انسانی عقل کس طرح زیادہ ہوتی ہے؟ کیسے عقل کو روشنی ونورانیت ملتی ہے؟ اور کیسے انسان کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے؟ اس درس میں اسی سلسلے میں چند باتیں عرض کریں گے۔

عقل وہوش

انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک تو وہ لوگ ہیں جو بظاہر بہت ہی ہوشیار، چالاک اور ذہین نظر آتے ہیں لیکن وہ اپنی زندگی میں تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔اپنے حالات اور مسائل میں مضطرب، متحیر رہتے ہیں۔تو یہاں پر شک ہوتا ہے کہ آیا یہ شخص عاقل ہے؟ چونکہ ایک عقل ہوتی ہے۔اور ایک ہوش۔عقل وہوش میں فرق ہے۔عقل کوئی اور چیز ہے اور ہوش کچھ اور۔جیسے ہم اکثر کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہت عقلمند ہے یا فلاں ہوشیار تو ہے مگر عاقل نہیں۔جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انسان کو خدا نے قوہ عقیلہ عطا فرمائی ہے۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض افراد انتہائی چالاک، ذہین اور

ہوشیار ہونے کے باوجود اپنی زندگی کے معمولی مسائل میں الجھے رہتے ہیں۔ اچھائی و برائی میں فرق نہیں کر سکتے۔ ان سے اصلاح وفساد میں تمیز نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی عدم تقویٰ ہے یعنی جو لوگ اپنی زندگی کے مسائل کو اچھی طرح حل کر سکتے ہیں وہی متقی ہیں اور جو اپنی زندگی میں ہر وقت مضطرب و متحیر رہتے ہیں یہ ان کے بے تقویٰ ہونے کی علامت ہے۔ یعنی وہ عاقل نہیں ہیں خواہ کتنے ہی چالاک وذہین ہوں۔ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام مومن و متقی شخص کی صفات یوں بیان فرماتے ہیں:

''قَدْ اَحْیَا عَقْلَهٗ'' مومن اور متقی شخص اپنی عقل کو زندہ کرتا ہے۔ ''وَاَمَاتَ نَفْسَهٗ'' اور اپنے نفس کو کچل دیتا ہے۔ ''حَتّٰی دَقَّ جَلِیْلُهٗ وَلَطُفَ غَلِیْظُهٗ'' جب مومن اور متقی شخص عقل کو زندہ کرتا ہے۔ اور نفس کو کچلتا ہے تو اس کی ہڈیاں نرم ہو جاتی ہے اور بدن کی موٹائی، لطائف میں بدل جاتی ہے یعنی دبلا ہو جاتا ہے۔ انسان جب ریاضت کرتا ہے، نفس کشی میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے بدن کی موٹائی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے۔ ''وَبَرَقَ لَهٗ لَامِعٌ كَثِيْرُ الْبَرْقِ'' اس کے نتیجے میں اس مومن میں ایک ایسے نور کی تجلی ہوتی ہے جس کی روشنی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ''فَاَبَانَ لَهُ الطَّرِيْقَ'' پھر اس مومن کو اس نورانیت کے ذریعہ راستہ دکھائی دیتا ہے۔ ''وَسَلَكَ بِهِ السَّبِيْلَ'' اور پھر وہ اس راستے پر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ''وَتَدَافَعَتْهُ الْاَبْوَابُ اِلٰى بَابِ السَّلَامَةِ'' (نہج البلاغہ، خطبہ ۲۱۷) پھر وہ اس کے ذریعے ان دروازوں سے گزرتا ہوا سلامتی کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص کبھی گمراہ نہیں ہوتا پھر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

''يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ'' (مائدہ۔۱۶)

اور وہ بندہ جو امر الٰہی کا اتباع کرتا ہے خداوند متعال اسے سلامتی کے راستوں کی جانب راہنمائی کرتا ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

''يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ'' (مائدہ۔۱۶)

''اوراسے تاریکیوں سے نکال کرنورانیت کی طرف لاتا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

''وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ''(مائدہ۔۱۶)

''اورمومنین ومتقین کوصراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔''

پس جب انسان تقویٰ کے ذریعے اپنی عقل کو زندہ کر کے اپنے نفس کو کچل دیتا ہے اور خواہشات نفسانی کی مخالفت کرتا ہے تو خود بخود اس کے دل میں نور کی ایک تجلی پیدا ہوتی ہے اور وہ شخص اس نور کی روشنی میں اپنے راستے کا تعین کرتا ہے۔

مشکلات زندگی پر قابو پانا

دوسری خصوصیت اور خوبی تقویٰ میں یہ ہے جس کی جانب قرآن میں ارشاد ہوا کہ انسان تقویٰ کی وجہ سے اپنی مشکلات اور زندگی کے مسائل پر قابو پالیتا ہے اور ان سے نکلنے کے راستے انسان کو مل جاتے ہیں۔ چنانچہ آیہ مجیدہ میں ہے۔

''وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ''(طلاق۔۲)

جوشخص اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے خدا اس کے لئے زندگی کی مشکلات و مصائب سے نکلنے کے لئے راستے پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی یہ شخص مشکلات و مصائب میں مبتلا نہیں رہتا۔

دوسری آیت میں خداوندمتعال فرماتا ہے:

''وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ''(طلاق۔۴)

اور جوشخص اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے خداوندمتعال اس کے امور کو آسان کر دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے زندگی کے مسائل و مشکلات ختم ہو جاتے ہیں اور کوئی مسئلہ، مسئلہ نہیں رہتا۔

مشکلات دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک تو وہ جو ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ مثلاً ایک شخص بیمار ہو جاتا ہے یا انسان غربت و فقر میں مبتلا ہے یا انسان کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی مشکلات انسان کے اختیار سے خارج ہیں۔

مشکلات کی دوسری قسم وہ ہے کہ جو انسان اپنے اختیار سے اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔ جیسے ایک انسان کے دل میں یہ شوق و آرزو پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ''کے۔ٹو'' کی چوٹی کو سر کر لے۔ ظاہر ہے اس بلند و بالا پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے میں بہت زیادہ مشکلات ہیں۔ یہ زحمت و مشقت اس نے خود پیدا کی ہے۔ اس مشکل کے بارے میں اسے پتہ بھی ہے اور اس کے اختیار میں بھی ہے۔

اسی طرح آپ اگر انبیاء علیہم السلام کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں اور ان کی سیرت سے وابستہ ہونا چاہتے ہیں یا جب آپ پندرہ سال کے ہو جاتے ہیں اور بلوغت کی زندگی میں آجاتے ہیں، جہاں آپ کو کسی نہ کسی طریقہ زندگی اور راستے کا انتخاب کرنا ہے تو یہاں انسان کو کسی ایک نظام سے وابستہ ہونا پڑتا ہے۔ یا تو وہ کسی سیکولر نظام کے ساتھ وابستہ ہوگا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چل پڑے گا یا پھر کسی دینی نظام سے وابستہ ہو کر انبیاء و آئمہ اطہار علیہم السلام کے راستے کی پیروی کرے گا اور پھر اسے یہ بھی پتہ ہے کہ اگر میں انبیاء اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے راستے پر چلوں گا اور ان کے مسلک کو اختیار کروں گا تو مجھے تکالیف و مشکلات اور مصائب برداشت کرنے پڑیں گے۔ مثلاً روزہ رکھنا ہے اس میں تکلیف و مشقت ہے، آسانی نہیں۔ انسان گرمی میں تیرہ، چودہ گھنٹے بھوکا پیاسا رہے۔ اسی طرح نماز کے لئے صبح اٹھنا، ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرنا یا حج کے لئے جانا، اپنے مال و دولت سے خمس دینا اور جہاد کرنا ان سب چیزوں میں مشقت ہے مشکلات اور زحمات ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب آپ نے یہ مسلک اختیار کر لیا اور اس نظام پر چل پڑے تو آپ کا طاغوتی نظام سے تصادم ہوگا چونکہ طاغوتی نظام کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ انبیاء علیہم السلام کے راستے پر چلیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

''قُولُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تُفْلِحُوا''

تو سارے کفار قریش آپؐ کے مخالف ہو گئے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس نعرے کو اپنے مفادات کے ساتھ متصادم تصور کرتے تھے اور اگر موجودہ دور میں آپ اسلامی نظام اور اسلامی جمہوریت کی بات کریں گے تو آپ کی یہ بات نہ امریکہ کو گوارا ہے نہ روس کو۔ یہاں اسلام سے مراد، امریکی اسلام نہیں ہے۔ بلکہ مراد اسلام محمدیؐ ہے۔ اگر آپ محمدیؐ اسلام کی بات کریں گے تو امریکہ آپ کو راستے سے ہٹانے کی کوششیں اور سازشیں شروع کردے گا۔ اب آپ کے لئے مشکلات ہیں اور مصائب ہیں۔ آپ اگر آئمہ اطہار علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ انہوں نے کتنی مصیبتیں ومشکلات برداشت کی ہیں۔ یہ سب مشکلات ومصائب ان کے لئے اختیاری تھیں یعنی ان کو معلوم تھا کہ جس مسلک وراستے پر ہمیں چلنا ہے اس میں مشکلات ہی مشکلات ہیں لیکن جب انسان متقی ہو اس کے دل میں تقویٰ ہو تو پھر اسے ان مشکلات ومصائب سے نکلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی، خدا خود بخود راستے بنا دیتا ہے اور مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

پس قرآن کی نظر میں مشکلات ومصائب سے نکلنے کا راستہ یہ ہے کہ انسان متقی بن جائے اور اپنے امور کو آسانی سے انجام دینے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔

جب انسان متقی بن جاتا ہے اسے ذاتی زندگی یا اجتماعی زندگی میں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ بغیر کسی دکھ، اضطراب وپریشانی کے اس مشکل ومصیبت پر قابو پالیتا ہے۔ جبکہ دوسرے لوگ پریشانیوں میں مضطرب ہو جاتے ہیں ان کے اعصاب کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن متقی انسان کو کچھ نہیں ہوتا۔ اور اس کے لئے سنگین سے سنگین مسئلہ تقویٰ اور ارتباطِ خدا کے اثر سے آسان ہو جاتا ہے۔

انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے علاوہ دوسری بہت سی بزرگ ہستیاں ہیں کہ جنہوں نے تقویٰ

کے ذریعے بڑی سے بڑی مشکلات پر قابو پالیا۔ ہم ایک ایسی ہستی کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جو خود ہمارے زمانے کی شخصیت ہیں اور ہمارے ہم عصر ہیں یعنی رہبر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی کی ذات کو دیکھیں وہ کس قدر مصائب ومشکلات سے دوچار ہوئے۔ کتنی مصیبتیں ان پر ٹوٹیں لیکن انہوں نے کس طرح اپنے آپ کو ان مشکلات سے نکالا۔ اس وقت تو ہم اس کو نہیں سمجھ سکے لیکن بعد میں خود بخود معلوم ہو گیا کہ امام خمینی نے جو مشکل راستہ اپنایا تھا وہی سو فیصد صحیح تھا۔

اس سے بڑی مشکل اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک ہی دن میں ایک ملک کا صدر اور وزیر اعظم ایک ساتھ شہید ہو جائیں۔ اس کے مقابلے میں مصر کو دیکھیں جب انور السادات واصل جہنم ہوا تو ایک سال تک ملک میں مارشل لاء نافذ رہا اور ادھر ملک کے بہتر (۷۲) بہترین نمائندے اور لیڈر جن میں چیف جسٹس، چار وزیر اور اٹھائیس پارلیمنٹ کے نمائندے اور ملک کے اہم افراد شامل تھے شہید ہوئے، نہ کوئی ہنگامہ ہوا نہ کوئی اضطراب کی جھلک دکھائی دی اور جب لوگ امام خمینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام نے فرمایا:

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ''

یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سب خدا کی طرف سے آئے ہیں اور ہمیں خدا کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کچھ لوگ جلد چلے جاتے ہیں اور کچھ دیر سے۔ اگر رجائی چلے گئے یا باہنر شہید ہو گئے ہیں تو کیا ہوا، ان کا خدا تو ہے۔ اصل تو خدا ہے۔ یہ صرف تقویٰ کی طاقت ہے کہ اتنے بڑے مصائب ومشکلات میں انسان کے حوصلے میں ذرا بھر بھی فرق نہیں پڑتا اور ایسے انسان پہاڑ کی مانند اپنی جگہ پر ڈٹے رہتے ہیں۔ یہ تقویٰ کا اثر ہے۔ جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو تو اس کے لئے ساری مشکلات ومصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر آپ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں ہر طرف آپ کو بڑی بڑی عمارتیں، مکانات نظر آ رہے ہوں یہاں آپ اس رش میں، ان عمارتوں میں، مکانات کی کثرت میں کھو جائیں گے اور ہر چیز آپ کو اپنی جگہ بڑی دکھائی دے گی اور اس رش وہجوم سے آپ کو وحشت ہو گی۔ اس کا رعب ودبدبہ آپ

پر طاری ہو جائے گا۔ لیکن اسی منظر کو آپ کسی بلندی سے یا ہیلی کاپٹر کے ذریعے ملاحظہ کریں تو یہ وحشت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بڑی بڑی عمارتیں، مکانات، لوگوں کا ہجوم سب کچھ انتہائی چھوٹا نظر آنے لگتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب انسان خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور مادی دنیا میں کھو جاتا ہے تو اسے یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے، معمولی معمولی طاقتیں عظیم اور وحشت ناک دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پھر اگر امریکہ اسے کوئی دھمکی دے تو اس کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی اسے بتائے کہ امریکہ نے آپ کے خلاف فلاں سازش تیار کی ہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور اگر امریکی سفیر بلائے تو فوراً اپنی صفائی پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو آپ کا زر خرید غلام ہوں، میں تو آپ کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کا پابند ہوں پھر مجھے کیوں ہٹاتے ہو؟

لیکن جس کا ارتباط خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ امریکہ کو ایک چوہے کی مانند سمجھتا ہے جیسے ایک چوہا اپنے سوراخ سے نکل کر آپ کو دھمکی دے تو کیا آپ اس چوہے کی پرواہ کریں گے؟ نہیں!! اس لئے کہ آپ چوہے کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ لہٰذا وہ لوگ جن کا رابطہ خدا سے ہوتا ہے وہ امریکہ جیسی طاغوتی طاقتوں کو چوہا بھی نہیں سمجھتے۔ اب اگر امریکہ کہتا ہے کہ اگر ثابت ہو جائے کہ دہشت گردی میں ایران کا ہاتھ ہے تو ہم کاروائی کریں گے تو پھر ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر جواب دیتے ہیں کہ اگر مرد ہو تو آجاؤ اپنے آپ کو آزمالو تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری کیا حیثیت ہے؟ لیکن اب تو امریکہ کے بڑے بت کو توڑ دیا گیا ہے۔ ایک سال سے زیادہ ان کے جاسوسوں کو جاسوس خانے میں بند رکھا گیا، امریکہ نے سارے وسائل اور حربے استعمال کئے جب وہ اس میں ناکام ہو گئے تو اس کے علاوہ وہ کیا کر سکتے تھے۔

بنابرایں اگر انسان کا خدا سے رابطہ برقرار ہو جائے اور اس کے دل میں تقویٰ آجائے تو پھر خداوند متعال اس کے سارے امور آسان بنا دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے کوئی مسئلہ مشکل ہی نہیں ہوتا پھر تو اس کی لغت میں ناکامی کا لفظ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جو شخص متقی ہوتا ہے، جو شخص کہتا ہے کہ مجھے خدا کی اطاعت کرنی ہے نہ کہ اپنے نفس کی اور واشنگٹن و کریملن کی اطاعت بھی نہیں کرنی۔

لہٰذا مومن جس کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ اس میں میری جان جائے گی یا میرا مال جائے گا یا میری عزت کا مسئلہ ہے۔ مومن و متقی انسان اس وقت یہ دیکھتا ہے کہ میرا خدا مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ میرا شرعی وظیفہ کیا ہے؟ اب اگر اس کا شرعی وظیفہ یہ ہے کہ قدم اٹھائے تو وہ اقدام کرتا ہے۔ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ۔ اور اگر بظاہر ناکام بھی ہو جائے تو بھی وہ کامیاب ہے۔ چونکہ اس کا مقصد تو اپنے مولا کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ اب اس نے دونوں حالتوں میں اپنے مولا کا حکم مان لیا۔ نتیجے کا تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔ پس ایک مومن کبھی بھی شکست نہیں کھاتا۔ اس کی لغت میں ناکامی کا لفظ نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ کامیاب ہے لہٰذا جو بھی مشکل آجائے اگر میدان میں ہے تو کہتا ہے الٰہی تیری رضا میری رضا ہے، اور جب امام حسین علیہ السلام مدینے سے نکلتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اسی میں مصلحت خدا ہے اور اگر اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں تو فرماتے ہیں:

''اِنَّ اللّٰہَ شَاءَ اَنْ یَرَاھُنَّ سَبَایاً''

یعنی خدا کی رضا اور مصلحت اس میں ہے کہ میرے اہل و عیال کو اسیر دیکھا جائے اور وقت شہادت فرماتے ہیں:

''اِلٰھِیْ رِضاً بِقَضَائِكَ وَتَسْلِیماً لِاَمْرِكَ''

یعنی اے پروردگار میں تیری قضا پر راضی اور تیرے امر کے سامنے تسلیم خم ہوں، اور پھر آپ نے دیکھا کہ جب حضرت علی اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا اور ان کا خون امام علیہ السلام کے ہاتھ پر گرا تو مولاؑ نے خدا کی بارگاہ میں سر بلند کر کے فرمایا۔ اے خدا! چونکہ یہ سب کچھ تو دیکھ رہا ہے اور صرف تیری رضا کے لئے ہے لہٰذا یہ سب چیزیں مجھ پر آسان ہیں۔ غرض یہ کہ خدا انسان کے لئے سب تکلیفیں آسان کرتا ہے تا کہ اسے تسلی ہو کہ سب تکالیف خدا کے لئے برداشت کر رہا ہے۔

اے جوان عزیز! آپ کو اس معاشرے میں جو بھی قدم اٹھانا ہے پہلے آپ تسلی کریں اور یقین حاصل کریں کہ آپ کا یہ قدم خدا کے لئے ہے پھر آپ کو اگر سولی پر بھی چڑھنا پڑے تو کوئی

مشکل نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر آپ اپنی خواہشات کے لئے کوئی کام کرتے ہیں یا امریکہ وروس کی خاطر کوئی قدم اٹھاتے ہیں پھر تو انسان خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَة کا حقدار ہے اور اگر انسان کو تسلی ہو کہ وہ رضائے خدا کے لئے قدم اٹھا رہا ہے اس کا اقدام خوشنودی محمد وآل محمد علیہم السلام کے لئے ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمارے بدن کس لئے ہیں۔ سید الشہداء علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر یہ بدن خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ خاک ہو جائے تو کتنا بہتر ہے کہ ایک مرد کا بدن خدا کے راستے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اس سے کیا بہتر کہ ہمارا یہ حقیر خون خدا کے راستے میں بہہ جائے پھر موت تو ایک دن آنی ہے، ایک دن انسان کو مرنا ہے، شب عاشورہ مسلم ابن عوسجہ کیا فرماتے ہیں؟ زہیر کیا فرماتے ہیں؟

فرماتے ہیں یا بن رسول اللہؐ موت تو حق ہے آخر ایک دن تو ہمیں مرنا ہے کتنا بہتر ہے کہ آپ کے قدموں میں شہید ہو جائیں اس سے بڑھ کر فضیلت تو تصور نہیں کی جا سکتی۔ اگر ہمیں نہ ایک، نہ دو مرتبہ بلکہ ستر مرتبہ یا حضرت زہیر بن قین کی تعبیر کے مطابق ہزار مرتبہ بھی قتل کر کے زندہ کیا جائے اور پھر قتل کیا جائے تو بھی ہم آپ کی دوستی سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔

برادران عزیز! اس دن اگر مسئلہ اسلام کا تھا تو آج بھی مسئلہ اسلام وقرآن کا ہے۔ آج بھی هَلْ مِنْ نَّاصِرٍ کی آواز فضا میں گونج رہی ہے۔ ایک طرف ابن زیاد کی آواز ہے تو دوسری جانب سید الشہداء علیہ السلام کی صدا ہے۔ وہ جو مغربی یا مشرقی نظام کی باتیں کرتے ہیں یا سوشلزم و کیمونزم اور قوم پرستی کی، یہ سب یزیدی آوازیں ہیں۔ آپ اسلام محمدی نہ کہ اسلام امریکی یعنی وہ اسلام جس پر امریکہ راضی ہو، بلکہ وہ اسلام جو محمد مصطفیٰؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے، وہ اسلام جس کے لئے محمد وآل محمد علیہم السلام نے قربانیاں دیں۔ وہ اسلام جس کے لئے سید الشہداء علیہ السلام نے کربلا میں استغاثہ بلند کیا، آپ اس اسلام کی مدد کریں۔ آپ کو زیب نہیں دیتا کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے پیروکار ہوتے ہوئے کسی اور کے پیچھے چلیں۔ جو قدم بھی آپ اٹھاتے ہیں، آپ تسلی کروائیں کہ ہمارا یہ قدم خدا کے راستے میں ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ اور امام

زمانہ علیہ السلام راضی ہیں۔ اس پر روزِ قیامت خداوند تعالیٰ کی عدالت میں جواب دے سکتا ہوں۔
آخر میں ایک حدیث تلاوت کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے بزرگ صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ اے ابوذرؓ!

''مَنْ مَلَكَ مَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ''

اللہ اکبر! حقیقت یہ ہے کہ ہماری ساری مشکلات ان دو چیزوں کی وجہ سے ہیں۔ ہم اگر جہنم کی طرف جا رہے ہیں تو ان دو چیزوں کی وجہ سے۔ اے ابوذرؓ جس نے دو چیزوں پر قابو پا لیا۔ ''مَنْ مَلَكَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ'' جس کسی نے ناف سے لے کر زانو کے درمیان کی جگہ پر کنٹرول کر لیا۔ ''وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' اور جس کسی نے زبان کی حفاظت کر لی، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس کی جگہ جنت میں ہے۔

''قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ''

حضرت ابوذرؓ عرض کرتے ہیں:

اِنَّ لَنُؤْخَذُ بِمَا اَنْ نَنْطِقُ بِاَلْسِنَتِنَا

کیا جو باتیں ہم کرتے ہیں اور جو کچھ زبان پر لاتے ہیں اس پر سوال ہوگا۔

''قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ''

تو آپ نے فرمایا:

يَا اَبَاذَرْ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسُ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ اِلاَّ حِصَائِدَ اَلْسِنَتِهِمْ اِنَّكَ لَا تَزَالُ سَالِماً مَاسَكَتَّ وَ اِذَا تَكَلَّمْتَ كُتِبَ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ يَا اَبَاذَرْ اِنَّ الرَّجُلَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فِي الْمَجْلِسِ لِيَضْحِكَهُمْ بِهَا فَيُهْوٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ يَا اَبَاذَرْ وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهُ وَيْلٌ لَّهُ وَيْلٌ لَّهُ يَا اَبَاذَرْ مَنْ صَمَتَ نَجَا فَعَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَلَا

تَخْرُجَنَّ مِنْ فِيكَ كِذْبَةٌ اَبَدًا

اے ابوذرؓ! لوگ اپنی زبانوں کی کمائی سے ہی جہنم میں اوندھے منہ پھینکے جائیں گے۔ تم جب تک خاموش ہو سلامت ہو جب بولو گے تو یا تمہارے لئے ثواب لکھا جائے گا یا گناہ۔ اے ابوذرؓ! جب ایک شخص کسی محفل میں لوگوں کو ہنسانے کے لئے کچھ کہتا ہے تو اسے زمین و آسمان کے درمیان جہنم میں لٹکا دیا جائے گا۔ اے ابوذرؓ! وائے ہو اس پر، وائے ہو اس پر، وائے ہو اس پر جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے۔

اے ابوذرؓ! جو خاموش رہا اس نے نجات پالی۔ پس تم سچ بولتے رہنا اور کبھی بھی تمہارے منہ سے جھوٹ نہ نکلنے پائے۔

حق و باطل میں تمیز

تقویٰ کے متعدد اثرات بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک اثر کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:

''اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَاناً'' (انفال۔۲۹)

اگر آپ متقی بن جائیں، اگر آپ تقویٰ اختیار کریں تو خداوند متعال آپ کو فرقان عطا کرے گا۔ ایک ایسی نورانیت آپ کے دل میں عطا کرے گا جس کے ذریعے آپ حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکیں گے۔ یعنی تقویٰ کا ایک اثر یہ ہے کہ انسان کو بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور انسان کی روح روشن ہو جاتی ہے۔ جب انسان کو بصیرت حاصل ہو جائے، جب انسان کا دل نورانیت و روشنی حاصل کر لے تو پھر وہ خود بخود اپنی زندگی میں حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکتا ہے اور یہی مشکل مسئلہ ہے کہ بعض اوقات انسان خیال کرتا ہے کہ یہ بات حق ہے، یہ چیز ٹھیک ہے لیکن حقیقت میں وہ باطل ہوتی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے اور حقیقت میں وہ حق ہوتی ہے ہم ایک دعا کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ حَقًّا

اے خدا ہمیں حق کو حق کے لباس میں دکھا دے تا کہ ہم اس کی پیروی کریں اور باطل کو باطل کے لباس میں دکھا دے تا کہ ہم اس سے پرہیز کریں اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ انسان تشخیص دے سکے کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ غلط ہے، یہ حق ہے اور یہ باطل ہے۔ جس طرح میڈیکل کے میدان میں اور دنیائے طب میں ماہر اور اچھا ڈاکٹر اسے کہا جاتا ہے جو مرض کو تشخیص دے سکے۔ جب وہ تشخیص دے لے کہ بیمار کا مرض کیا ہے؟ تو پھر علاج معالجہ اتنا مشکل نہیں ہوتا اور اس کے بعد ڈاکٹر مریض کے لئے نسخہ تجویز کر سکتا ہے۔

پس ماہر و حاذق ڈاکٹر اور طبیب وہ ہے جو انسان کے مرض کو تشخیص دے سکتا ہے۔

مثال کے طور پر حضرت آیت اللہ العظمٰی سید محسن حکیم کے فرزند گرامی حجتہ الاسلام آقائے سید مہدی حکیم (یاد رہے کہ حجتہ الاسلام سید مہدی حکیم رضوان اللہ تعالی علیہ شہید عارف حسین الحسینی کی اس تقریر کے وقت زندہ تھے لیکن بعد میں شہید حسینی کی زندگی میں ہی عراق کی بعث پارٹی کے ہاتھوں سوڈان کے ایک ہوٹل میں شہید ہو گئے) بتا رہے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے اپنے والد بزرگوار نے بتایا کہ انبیاء کرام اور آئمہ اطہار علیہم السلام پر ہر قسم کی بلائیں اور مصیبتیں آئیں اور ان کا زندگی میں ہر قسم کا امتحان ہوا لیکن ایک چیز کے ساتھ ان کا امتحان نہیں ہوا، ایک مصیبت اور بلا ان پر نہیں آئی اور وہ یہ کہ انہیں اپنی مسئولیت اور ذمہ داری سے بے خبر نہیں رکھا گیا یعنی انہیں یہ واضح نہ ہو کہ اس وقت انہیں کیا کرنا ہے کیونکہ نبی اور امام کو اپنی مسئولیت معلوم ہوتی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ مجھے کربلا جانا ہے اور ان کو پتہ تھا کہ مثلاً مجھے عاشورہ کے دن یہ قربانی دینا ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کو علم تھا کہ مجھے انیس رمضان المبارک کی شب کو مسجد میں جانا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ خدا مجھ سے ہی چاہتا ہے کہ میں آگ میں کود جاؤں۔ امام رضا علیہ الصلوۃ والسلام خود جانتے تھے کہ خدا کی رضا اس میں ہے کہ وہ انگور کھائیں کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ کس وقت کیا کرنا ہے؟ انسان کے لئے اپنی تکلیف شرعی معین نہ ہو، یہ مشکل

اور مصیبت ان کے لئے نہیں تھی لیکن یہ مصیبت و بلا اور امتحان ہمارے لئے ہے کہ ابھی اس وقت اگر ہم میدان میں آئیں اور لوگوں کو میدان میں بلائیں اور فرض کریں کہ ان پر فائرنگ ہو جائے کچھ افراد قتل ہو جائیں تو آیا ہمارا وظیفہ یہ ہے کہ ہم ضرور میدان میں آئیں اگر چہ لوگ قتل ہی کیوں نہ ہو جائیں یا یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے؟ پس یہ مشکل ہمارے لئے ہے۔ لہٰذا اس مشکل مرحلے کے لئے خداوند متعال فرماتا ہے:

''اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَاناً''

اگر آپ نے تقویٰ اختیار کیا اور متقی بن گئے تو آپ کا یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا پھر آپ کے لئے خداوند متعال غیبی طور پر ایک چیز آپ کے دل میں عطا کرے گا جس کے نتیجے میں آپ کے لئے راستہ واضح اور مشخص ہو جائے گا۔ پھر آپ حق اور باطل کے درمیان تشخیص دے سکیں گے۔ اس ضمن میں فقط ایک آیت ہی نہیں ہے بلکہ اس آیت کے علاوہ دوسری کئی احادیث بھی موجود ہیں۔

چند احادیث:

ارشاد ہوتا ہے

''جَاھِدُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ عَلٰی اَھۡوَائِکُمۡ تَحُلُّ قُلُوۡبُکُمُ الۡحِکۡمَۃَ''

تم لوگ اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کرو تا کہ تمہارے دلوں میں حکمت الٰہیہ آ جائے اور اس حکمت الٰہیہ کے نتیجہ میں آپ حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکیں گے۔ ایک دوسری مشہور حدیث ہے کہ:

''مَنۡ اَخۡلَصَ لِلّٰہِ اَرۡبَعِیۡنَ صَبَاحًا جَرَتۡ یَنَابِیۡعُ الۡحِکۡمَۃِ مِنۡ قَلۡبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ'' (عیون الرضا۔۲۵۸)

جس شخص نے خدا کے لئے چالیس دن عمل خالص انجام دیا اور ان چالیس دنوں میں سوائے

خدا کے کسی اور کے لئے اس نے عبادت نہیں کی، خالص اللہ کی بندگی کی تو اس دل سے اس کی زبان پر حکمت کا چشمہ جاری ہو جائے گا تو پھر حکمت کی روشنی کے نتیجہ میں انسان اپنی تکلیف شرعی معین کر سکتا ہے کہ میری کیا ذمہ داری ہے؟

ایک اور مقام پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہے کہ

مَا اَخْلَصَ الْعَبْدُ الْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْقَالَ مَا اَجْمَلَ عَبْدٌ ذِکْرَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اِلَّا زَھَّدَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا

(اصول کافی، ج ۲ ص ۱۶)

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص چالیس روز تک ایمان کو خدا کے لئے خالص نہیں کرتا۔ یا امام نے یوں فرمایا (یہ تردید راوی کی طرف سے ہے) کہ ایک بندہ خدا کے ذکر کو چالیس دن بہترین طریقے سے انجام نہیں دیتا مگر یہ کہ خداوند متعال ان چالیس دنوں کے بعد اس بندے کو دنیا میں زاہد قرار دے دیتا ہے۔ یعنی اس شخص کے دل میں یہ دنیاوی مال و متاع، دولت و ثروت، مقام و کرسی یہ سب چیزیں بے وقعت ہو جائیں گی۔

وَبَصَّرَہٗ دَآئَھَا وَ دَوَآئَھَا

پھر خداوند متعال اس بندے کو اس دنیا کے درد و درمان سے بھی آگاہ کر دے گا۔ اس چالیس دن کی عبادت کے نتیجہ میں اس بندے کو خدا اس دنیا کا درد بھی بتلا دے گا اور پھر ان دردوں کا علاج بھی۔

فَاَثْبَتَ الْحِکْمَۃَ فِیْ قَلْبِہٖ وَ اَنْطَقَ بِھَا لِسَانَہٗ

پھر اس کے بعد اس بندے کے دل میں خدا حکمت الٰہیہ کو محکم کر دے گا اور پھر اس شخص کی زبان پر خداوند متعال حکمت جاری کر دے گا۔ اسی کی زبان سے حکمت کی باتیں نکلوا دے گا۔

ان احادیث کے پڑھنے سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ تقویٰ کے نتیجے میں انسان کو بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ تقویٰ کے نتیجے میں انسان کے دل کو نورانیت عطا کی جاتی ہے۔ تقویٰ کے نتیجے

میں انسان کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد انسان اس زندگی میں اس دنیا میں صحیح طور پر زندگی گزار سکتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ یہ چیزیں میری مصلحت میں ہیں اور یہ چیزیں میرے ضرر میں۔ یہ حق ہے اور یہ باطل ہے۔

ایسا ہی ایک مسئلہ جنگ جمل میں پیش آیا جب ایک شخص علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ مولاؑ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ فلاں فلاں کہ جنہوں نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جنگوں میں مدد کی، قربانیاں دیں، آج ہم ان کے خلاف شمشیر اٹھائیں تو مولاؑ نے فرمایا۔ ''اِنَّکَ لَمَلْبُوْسٌ عَلَیْکَ'' تجھ پر حق مشتبہ ہو گیا ہے۔

''اَعْرِفِ الْحَقَّ تَعْرِفْ اَھْلَہٗ اَعْرِفِ الْبَاطِلَ تَعْرِفْ اَھْلَہٗ''

پہلے حق کو پہچانو پھر خود بخود اہل حق کو پہچان لو گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انسان اگر حق کو پہچان لے تو پھر اہل حق کو پہچاننا اور حق کی پیروی کرنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ اسی طرح اگر انسان باطل کو پہچان لے تو پھر اس کے لئے اہل باطل کو پہچاننا اور ان سے اجتناب و پرہیز کرنا کوئی مسئلہ نہیں۔ لہٰذا اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق و باطل کے درمیان انسان تمیز کر سکے۔

ایک اور حدیث جو تقویٰ کے اثرات بیان کرتی ہے اور اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں موجود ہے اسے علامہ سید محمد حسین طباطبائی اعلی اللہ مقامہ تفسیر المیزان میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔

لَوْلَا تَکْثِیْرٌ فِیْ کَلَامِکُمْ وَ تَمْرِیْجٌ فِیْ قُلُوْبِکُمْ لَرَاَیْتُمْ مَا اَرٰی وَ لَسَمِعْتُمْ مَا اَسْمَعُ

اے مسلمانو! اے انسانو! اگر تم بات کرنے میں زیادہ روی نہ کرتے۔ ہاں ہم جب بیٹھ جاتے ہیں معلوم نہیں کتنی قسم کی باتیں کرتے ہیں، جب سیاست پر گفتگو ہوتی ہے تو پھر پتہ نہیں ہر آدمی کے خلاف کیسی کیسی غلط باتیں کر جاتے ہیں۔ تہمتیں باندھتے ہیں اور اگر نجی مسائل بیان کرتے ہیں تو پھر ہر عجیب وغریب قسم کے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

''لَوْ لَا تَكْثِيْرٌ فِي كَلَامِكُمْ ''اگر تم لوگ باتوں میں زیادہ روی نہ کرتے۔''تَمَرِيْجٌ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ''اگر تم اپنے دلوں کو ہرزہ زنی قرار نہ دیتے یعنی ایک ایسی چراہ گاہ قرار نہ دیتے کہ جس میں ہر حیوان چرنے کے لئے جائے۔آپ کے دل اگر ایسی چراہ گاہ نہ ہوتے کہ اس میں شیطان بھی آئے، وسوسے بھی آئیں اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا۔''لَرَاَيْتُمْ مَا اَرٰی ''تو جو کچھ اس عالم میں میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھ سکتے۔''وَلَسَمِعْتُمْ مَا اَسْمَعُ ''اور جو چیز میں سنتا ہوں تم بھی سن سکتے تھے گو یا فرمانا چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کے دلوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تمہارے دلوں میں ہر قسم کے حیوانات، ہر قسم کے شیاطین، جن وانس آتے رہتے ہیں۔

اسی طرح امام صادق علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''لَوْ لَا اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ حَوْلَ قُلُوْبِ بَنِيْ آدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰاتِ''(محجۃ البیضاء ج۲ ص ۱۲۵)

اگر اولاد آدم کے اردگرد شیاطین پرواز نہ کرتے ، بنی آدم کے دلوں کے اندر شیاطین آمدورفت نہ کرتے۔اگر شیاطین کے وسوسے ان کے دلوں میں نفوذ نہ کرتے۔''لَنَظَرُوْا''تو یہ بھی دیکھ سکتے تھے۔''اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰاتِ''پس یہ جو سنتے ہیں کہ فلاں صحابی بزرگ شخصیت وہ اس قسم کی باتیں کرتے تھے وہ کرامات رکھتے تھے۔مولاؑ فرماتے ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ استعداد وصلاحیت ہر ایک میں ہے۔لیکن ہم اور آپ نے ان صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم نے اپنے دلوں میں جن میں واقعاً سوائے روحانی افکار کے کوئی اور فکر نہیں ہونی چاہئے تھی ہم نے اس دل کو شیطان کا گھونسلہ بنا دیا۔ہم نے اس دل کو مادی محبتوں سے بھر دیا تو اس کے نتیجے میں ہم ماورائے طبیعت کے مناظر دیکھنے سے محروم ہو گئے۔

''لَوْلَا اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ حَوْلَ قُلُوْبِ بَنِيْ آدَمَ''

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر شیاطین بنی آدم کے دلوں کے اردگرد چکر نہ لگاتے، قلوب پر ان کا آنا جانا نہ ہوتا تو''لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰاتِ''تو یہ آدم کے

بیٹھے بھی ملکوت وسماوات کی سیر کر سکتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی بہت ساری احادیث ہیں اور وقت کا دامن مزید احادیث کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ پس یہ آیات اور کچھ روایات جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کیں، ہمیں بتاتی ہیں کہ تقویٰ کا براہ راست اثر قلب و روح انسانی پر یہ ہوتا ہے کہ انسان کا قلب و روح بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ بعض احادیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ تقویٰ انسان کی روح کی بصیرت پر براہ راست اثر نہیں کرتا بلکہ تقویٰ بالواسطہ انسان کی روح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مثلاً مولا امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''مَنْ عَشِقَ شَيْئًا'' جو شخص کسی چیز سے بے تحاشا محبت کرتا ہے۔ ''اَعْشٰى بَصَرَهٗ وَاَمْرَضَ قَلْبَهٗ'' (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۷) اس چیز کی محبت اس کی آنکھوں کو اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے دل کو مریض بنا دیتی ہے۔ یا دوسری حدیث میں ہے۔

''عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهٖ'' (نہج البلاغہ، کلمہ قصار ۲۱۲)

مولاؑ فرماتے ہیں کہ انسان اپنے آپ پر مغرور ہو جائے اس میں عجب پیدا ہو جائے اور وہ کہے کہ میں یہ کرتا ہوں مثلاً عبادت میں میرا کارنامہ یہ ہے میں نماز شب پڑھتا ہوں، میں قوم کی خدمت کرتا ہوں۔ میں نے اپنی قوم کے لئے یہ کیا ہے۔ اس قسم کے کاموں کو ہم عجب کہتے ہیں۔ مولا امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان کا عجب میں مبتلا ہونا عقل کے حساد میں سے ہے۔ یعنی یہ عقل کے دشمنوں میں سے ایک ہے یعنی انسان کا اپنے نفس پر عجب کرنا اس کی عقل کی نورانیت کو کم کرتا ہے۔ یا دوسری حدیث میں ہے:

''اَكْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ'' (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۲۱۹)

مولاؑ فرماتے ہیں کہ اکثر انسانوں کے پھسلنے کی جگہ یہ ہے کہ جب انسان کے لئے کوئی حرص و طمع پیدا ہو جاتا ہے، جب انسان کسی چیز کی طمع میں آجاتا ہے پھر اس کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ یہ احادیث ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ تقویٰ کا دل پر اثر ان ڈائریکٹ ہے یعنی جب انسان خواہشات نفسانی کو موقع دیتا ہے، میدان ان کے لئے خالی چھوڑ دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں انسان

کی عقل اور انسان کی روح کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر تقویٰ کے ذریعے آپ نے ان خواہشات نفسانی پر کنٹرول کر لیا تو آپ کی عقل اور دل کی بصیرت زیادہ ہو جائے گی۔ پس آج ہم انہی احادیث پر گفتگو ختم کرتے ہیں۔

لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جب انسان متقی بن جاتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں انسان کے نفس، انسان کے دل اور انسان کی روح کو بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب اس کو بصیرت حاصل ہو جائے تو اپنی زندگی میں حق اور باطل کے درمیان فرق کر سکتا ہے۔ پھر وہ اپنا وظیفہ شرعی تشخیص دے سکتا ہے کہ مجھے فلاں کام کرنا ہے اور فلاں کام نہیں کرنا۔ کل انشاء اللہ آگے بڑھیں گے۔ آج میں ایک اور حدیث بیان کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابوذرؓ کو جو بزرگ صحابی ہیں چند نصیحتیں کی ہیں۔

''یَا اَبَاذَرْ اِغْتَنِمْ خَمساً قَبْلَ خَمْسٍ'' اے ابوذرؓ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کا خیال رکھو۔ ''شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ'' ایک یہ ہے کہ بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کا خیال رکھو جب تک آپ بوڑھے نہیں ہوئے ہیں جب تک آپ کے اعضاء و جوارح نے جواب نہیں دیا ہے جب تک آپ کے اعضاء و جوارح مضبوط ہیں تو بڑھاپے سے پہلے جوانی کا خیال کرو اور جوانی سے صحیح فائدہ اٹھاؤ۔ دیکھئے ہم دعائے کمیل میں پڑھتے ہیں۔

''قَوِّ عَلَى خِدْمَتِكَ جَوَارِحِيْ وَاشْدُدْ عَلَى الْعَزِيْمَةِ جَوَانِحِي''

اے خدا یہ جو اعضاء و جوارح آپ نے ہمیں عطا کئے ہیں ان کو آپ قوی و مضبوط فرمائیں۔ آپ نے ہمیں ہاتھ دیئے ہیں ہم ان کو اطاعت میں استعمال کرنا چاہتے ہیں آپ نے ہمیں جوانی دی ہے ہم اس کو آپ کی بندگی میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ حیف ہے، افسوس ہے کہ انسان اس جوانی کو اپنے اعضاء و جوارح کو خواہشات نفسانی اور باطل چیزوں کی خدمت میں صرف کرے۔

برادر عزیز! آج کل سیاسی میدان ہے ہاں آپ سیاسی میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ کان کھول کر سنیں، ناراض نہ ہوں۔ انشاء اللہ آپ جوان ہیں۔ آپ یہ بات سن کر ناراض نہیں ہوں گے بلکہ خوب سوچیں گے۔ آپ چاہتے ہیں ان امور میں آپ کام کریں چونکہ آپ کے اعضاء وجوارح آپ سے کام چاہتے ہیں لیکن اگر آپ ایسے راستے میں قدم رکھیں گے جس کی انتہا ماسکو ہوگی یا واشنگٹن تو آپ کی جتنی دوڑ دھوپ ہے، جتنی زحمتیں ہیں مثلاً خدانخواستہ آپ نے کوڑے کھائے یا ممکن ہے کہ آپ کو پھانسی چڑھنا پڑے، آپ کا یہ سارا کام کس کے لئے ہوگا۔ واشنگٹن کے لئے یا ماسکو کے لئے ہوگا۔ کتنی عجیب بات ہے۔ برادر عزیز! خدا نے آپ کو جوانی اس لئے دی تھی کہ آپ اسے ماسکو یا واشنگٹن کی خدمت میں صرف کریں؟ یا نہیں بلکہ آپ کو ایسے چینل میں آنا چاہئے جس کی انتہا قم ہو یا کربلا و نجف یا دوسرے الفاظ میں آپ کے راستے کا اختتام خدا، رسولؐ اور قرآن واسلام پر ہونا چاہئے۔ آپ ذرا غور کریں آپ کہاں جا رہے ہیں، آپ اپنی توانائیوں کو کس کی خدمت میں صرف کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ اپنی توانائیوں کو خدا کے مقابلے میں روس اور امریکہ کی خدمت میں خرچ کریں۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ آپ خود سمجھ لیں۔ آپ سے سوال کیا جائے گا کہ آپ نے اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی۔

برادر عزیز! آپ اپنی جوانی کا خیال رکھیں اگر آپ کو توبہ و بندگی کرنی ہے تو بڑھاپے سے قبل اسی جوانی میں کریں جیسا کہ مشہور شعر ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

بڑھاپے میں نیک بن جانا تو کوئی ہنر نہیں جب بھیڑیا بھی بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ بھی دیندار و پرہیز گار بن جاتا ہے۔ جوانی میں اگر واقعاً آپ نماز شب کے لئے اٹھتے ہیں تو آپ خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

"یَا اَبَاذَرِ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ

سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَ فِرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ''

اے ابوذرؓ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو مرض سے پہلے، بے نیازی کو نیازمندی سے پہلے، اوقات فراغت کو مصروفیات سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔

تقویٰ کی نشانیاں

تقویٰ کی پہلی نشانی: (بدگمانی سے پرہیز)

تقویٰ کا ایک اثر یہ ہے کہ اگر واقعاً ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہو تو پھر ہم اپنے بھائیوں کے خلاف نہ بات کریں گے نہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلائیں گے بلکہ اگر ایک کام ہم نے اپنے بھائی سے دیکھ لیا تو اس کو حمل برصحت کریں گے میں نے اگر دیکھ لیا کہ ایک لڑکا ایک خاتون کو اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار کر کے لے جا رہا ہے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ نامحرم لڑکی کو ساتھ لے جا رہا تھا۔ بلکہ میں حمل برصحت کروں گا کہ ہوسکتا ہے وہ اس کی بہن ہو۔ ہوسکتا ہے ک اس کی پھوپھی یا خالہ ہو۔ مثلاً اس کے محارم میں سے ہو، محرم ہو (نامحرم نہ ہو) یا مثلاً اگر میں نے دیکھ لیا کہ ہمارے بھائی نے ایک لفظ کہہ دیا کہ جس سے فرض کریں دوسرے بھائی کی مذمت ہو یہاں پر میں اس کو حمل برصحت کروں گا کہ ہوسکتا ہے یہاں پر کچھ مصلحت ہو اور اس مصلحت کی وجہ سے اس شخص نے یہ لفظ کہا ہو۔ جس طرح کہ ہمارے آئمہ اطہار علیہم الصلواۃ والسلام اپنے اصحاب کو زمانے کے حکمرانوں کے تشدد سے بچانے کے لئے کبھی کبھی ان کے خلاف بھی ایک آدھ جملہ استعمال کرتے تھے تاکہ وہ لوگ کہیں کہ یہ ان افراد میں سے نہیں ہے تو اسی طرح اگر مثال کے طور پر کسی بھائی نے

(ہم آپ کی مثال نہیں دیتے ہم اپنی مثال دیتے ہیں) کہ ہم مثلاً متنازع فیہ قسم کے افراد میں سے ہیں اب ایک علاقے میں اگر کوئی سمجھے کہ آپ ہمارے ساتھ مربوط ہیں تو پہلے سے ہی آپ کو کام کا موقع نہیں ملے گا لہٰذا وہاں پر آپ کہہ دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے یہ فلاں قسم کی فکر رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ اس مصلحت کے تحت ہے تا کہ آپ کو وہاں کام کرنے کا موقع مل جائے اور آپ ان میں فکر اسلامی کے لئے کام کر سکیں۔ اگر پہلے سے وہ یہ سمجھ لیں کہ آپ فلاں شخص کے ساتھ مربوط ہیں تو آپ ادھر تقریر کے لئے اٹھیں گے تو وہ آپ کے خلاف نعرے لگائیں گے کہ یہ فلاں کا آدمی ہے اسے نکال دو۔ بولنے نہ دو۔ پس ہم اگر ایک جگہ دیکھیں گے کہ فلاں شخص کے خلاف اس نے بات کی تو ہم اس کو اس وقت حمل بر صحت نہیں کریں گے فوراً اس کو سند بنا کر پورے یونٹوں کو بھیج دیں گے کہ فلاں ہمارے آئی ایس او کے خط کے خلاف ہے۔ اس نے ہمارے فلاں آدمی کے خلاف تقریر کی ہے۔ یہ کیا ہے وہ کیا ہے وغیرہ اور وہ شخص کو جو آپ کے پاس نعمت تھی اور قدرت تھی آپ نے اس کو خود بخود ضائع کر دیا۔ یا مثال کے طور پر بعض جگہوں میں کچھ افراد مستضعف ہیں۔ ابھی تک وہ حقائق درک نہیں کر سکے ہیں اگر یہاں پر آپ کے دل میں تقویٰ موجود ہو تو آپ ان کو موقع دے دیں۔ ان کے ساتھ بات کریں، ان سے بحث کریں ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرف آ جائیں لیکن اگر غصے میں آ کر، احساسات میں آ کر، آپ نے ان کے خلاف باتیں کیں آپ نے ان کے احساسات و جذبات کو مجروح کیا تو وہ آپ کی تنظیم سے دور ہو جائیں گے۔ اب ایک نشانی تقویٰ کی یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنی تنظیم میں کسی بھائی سے کوئی ایک بات دیکھ لی تو آپ فوراً اس کو برے پہلو پر حمل نہ کریں آپ اس کو حق اور نیکی پر حمل کریں۔ یہاں تک کہ بعد میں اگر آپ کو تحقیق کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ وہ واقعاً آپ کے خط کا مخالف ہے وہ مثلاً آپ کی تنظیم کے ساتھ نہیں ہے تو اس کے بعد آپ کا قانون ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک نشانی ہے۔

تقویٰ کی دوسری نشانی: (حب مقام یا اقتدار طلبی سے پرہیز)

تقویٰ کی دوسری نشانی یہ ہے (البتہ نشانیاں بہت ہیں) کہ ہم یہاں تحریکوں اور تنظیموں میں کام کرتے ہیں۔ خداوند متعال نے اذہان کے لحاظ سے انسانوں کو مختلف پیدا کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہاں میرا آپ کے ساتھ یا دوسرے بھائی کے ساتھ فکری طور پر کوئی اختلاف ہوجائے۔ اب یہاں پر دو حالتوں سے خارج نہیں ہے۔ یا میرے دل میں تقویٰ الٰہی موجود ہے یا تقویٰ الٰہی موجود نہیں ہے۔ یا دوسری مثال۔ فرض کریں آپ نے پہلے مجھے یونٹ کا کوئی عہدہ دیا تھا بعد میں مجھ سے بہتر ایک آدمی آپ کو مل گیا جو تنظیم کے لئے زیادہ اور بہتر کام کرسکتا تھا وہ عہدہ آپ نے مجھ سے لے کر اس کو دے دیا۔ اب یہاں پر اگر میرے دل میں تقویٰ موجود ہے تو پھر اس عہدے کو اگر آپ نے مجھ سے لے لیا پھر بھی میں آپ کی تنظیم کے ساتھ اسی طرح فعالیت، سرگرمی اور تعاون جاری رکھوں گا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ میرے دل میں تقویٰ موجود ہے جس جوش و خروش کے ساتھ پہلے کام کرتا تھا اگر اس کو بالکل ترک کردیا یا اس میں کمی کردی تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ میرے دل میں تقویٰ نہیں ہے (اگر میں نے بالکل کام کو ختم کردیا) یا میرے دل میں تقویٰ کم ہے (اگر میں پہلے دو گھنٹے روزانہ دیتا تھا تو اب دو گھنٹوں کی جگہ پر آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دیتا ہوں) اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل میں تقویٰ کم ہے۔

اسی طرح اگر میں نے تنظیم کے لئے کام کیا تھا۔ تنظیم سے غلطی ہوگئی یا مجھ سے غلطی ہوگئی اور آپ نے مجھے اپنی تنظیم سے نکال دیا اب دو حالتوں سے خارج نہیں ہے یا میں نے دو سال، پانچ سال، دس سال جو تنظیم کے لئے کام کیا تھا یا اس پر میں راضی ہوں اور خوش ہوں یا اس گزشتہ فعالیت پر میں پشیمان ہوں اگر میں پشیمان ہوگیا کہ واقعاً میں نے غلطی کی تھی یہ تو ایک سیاسی تنظیم تھی مثلاً اپنی دکانداری یا تجارت کرتا خواہ مخواہ میں نے پانچ یا دس سال اس تنظیم کے لئے ضائع کئے اور آخر میں انہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ میرے دل میں تقویٰ موجود نہیں ہے اور یہ دس سال کام جو میں نے کیا ہے خدا اور رسولؐ اور اہل بیتؑ و قرآن و

اسلام اور تنظیم کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنی شخصیت کے لئے اپنی ساکھ کے لئے اور اپنے مفادات کے لئے کیا تھا۔ کیونکہ اگر میرے دل میں تقویٰ موجود ہوتا اس لئے کہ میں نے سب کام خدا کے لئے کیا ہوتا تو میں ناراض نہ ہوتا میں خفا نہ ہوتا اس لئے کہ میں نے تو تنظیم کے لئے اور لوگوں کے لئے کام نہیں کیا تھا اب اگر آپ نے مجھے فارغ کر دیا ہے تو خدا نے مجھے فارغ نہیں کیا۔ بنا بر ایں اگر میرے دل میں تقویٰ الٰہی موجود ہے تو میں کہوں گا کہ الحمدللہ میں نے دس سال اس تنظیم میں اپنا وظیفہ شرعی ادا کیا ہے اب ہمارے بھائی مناسب نہیں سمجھتے کہ میں اس تنظیم میں مزید رہوں تو اگر میں تنظیم سے خارج ہو گیا تو اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ ہم بعض اوقات تنظیم اور اسلام کو ایک سمجھتے ہیں کہ اگر مجھے تنظیم سے نکال دیا تو گویا میں اسلام سے بھی نکل گیا۔ آئی۔ ایس۔ او میں جب تھا تو داڑھی رکھی ہوئی تھی جب اس سے نکل گیا تو داڑھی بھی منڈوا دی اگر پہلے مسجد میں آتا تھا دعائے کمیل میں آتا تھا تو جب آئی۔ ایس۔ او والوں نے مجھے فارغ کر دیا تو پھر مسجد کو بھی خدا حافظ کہہ دیتا ہوں "هذا فراق بيني وبينك في امان الله" یہ دلیل ہے اس بات پر کہ میرے دل میں تقویٰ موجود نہیں ہے اور میں نے جو کچھ کیا ہے خدا کے لئے نہیں کیا ہے۔

کام صرف خدا کے لئے ہونا چاہیے

برادر عزیز! کام کریں لیکن خدا کے لئے۔ اگر زیادہ کرو لیکن خدا کے لئے نہ ہو تو یہ سراب جیسا ہو گا کہ جیسے دور سے انسان کو پانی نظر آتا ہے لیکن جب نزدیک جاتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ آپ کو یہاں کچھ دکھائی دے رہا ہے لیکن موت کے بعد آپ دیکھیں گے کچھ بھی نہیں ہے۔ کم کام کرو لیکن خدا کے لئے ہو خلوص کے ساتھ ہو۔ آپ نے خود اپنے بینروں پر شہید مطہریؒ کا یہ فرمان لکھا ہوا ہے کہ اپنی ذات کے لئے کام کرنا بت پرستی ہے اور خدا اور لوگوں کے لئے کام کرنا شرک ہے۔ اپنا اور لوگوں کا کام خدا کے لئے کرنا عین توحید ہے۔ پس لوگوں کے لئے یا تنظیم کے لئے کام کرنا کس کی خاطر ہونا چاہیے؟ صرف خدا کے لئے!! اصل محور خدا ہونا چاہیے وہ ذات اور وہ نقطہ

جس کے اردگرد ہمارا سب کچھ گھومتا ہو وہ کیا ہونا چاہیے؟ خدا!! جیسا کہ کیمونسٹوں کے نزدیک محور آلات وابزار، اقتصاد ہیں ہمارے نزدیک سب چیزوں کا مرکز خدا ہونا چاہیے اگر ہم خدا کے لئے کام کریں گے تو ہم خوش ہوں گے کیونکہ اس کا ہمیں نتیجہ ملے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا میں نام نہیں لوں گا بہت سے لوگوں نے کام کیا بڑی بڑی ہستیاں تھیں لیکن ان کے مقابلے میں دوسری ہستیاں بھی تھیں وہ جنہوں نے خدا کے لئے کام کیا اگرچہ کم تھا لیکن آج ان کو خدا کے علاوہ ہم سب مسلمان بھی یاد کر رہے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے لئے کام نہیں کیا تھا خدا ان کیساتھ کیا سلوک کرے گا؟ (یہ تو وہ خود جانتا ہے) آج لوگوں نے بھی ان کو بھلا دیا ہے۔

تقویٰ کی تیسری نشانی: (عہدوں کو مقاصد کے حصول کیلئے وسیلہ سمجھنا)

تقویٰ کی تیسری نشانی یہ ہوگی کہ اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو پھر اگر ہمیں تنظیم سے نکال دیا جائے تو دس سال جو ہم نے کام کیا ہے اس پر ہم پشیمان نہ ہوجائیں اگر ہم پشیمان ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے خدا کے لئے کام نہیں کیا تھا۔ ایک اور نشانی یہ ہے کہ جس تنظیم میں بھی انسان کام کرے البتہ سلسلہ مراتب اپنی جگہ پر محفوظ ہو اس سے بڑھ کر ہم عہدوں کو مقصد نہ سمجھیں اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو پھر ان عہدوں کو وسیلہ سمجھیں اور ان کے ذریعے ہم اعلیٰ و برتر و وسیع مقصد کے لئے کام کریں اگر ہم نے انہیں مقصد سمجھ لیا تو پھر امام خمینیؒ مدظلہ نے بنی صدر منافق کے دور میں یہ جملہ فرمایا تھا کہ اگر آپ یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ سب کچھ میرے چینل کے ذریعے ہو اور جو کچھ میرے چینل کے ذریعے ہوگا وہ سو فیصد صحیح اور عین اسلامی ہوگا اور اگر وہی کام زید کرے تو وہ غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے اگر یہ سوچ رکھتے ہو تو یہ اسلامی سوچ نہیں ہے اور تقویٰ کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ آپ کا مطمع نظر یہ ہو کہ اس معاشرے میں ان مظلوموں کی جو مشکلات ہیں اگر ہمارا یہ مقصد ہو کہ ان بیچاروں کی مشکلات حل ہوجائیں اور ان کے دردوں میں کچھ کی دوا ہوجائے خواہ وہ دوا میرے ذریعے سے ہو یا دوسرے کے ذریعے سے ہو۔ اب ہم بعض

اوقات ناموں سے بگڑ جاتے ہیں ابھی تک یہ موقع نہیں آیا لیکن خوب یہ بھی ہے بعید نہیں ہے کہ ناموں تک آ جائیں کہ ہم مثلاً نام پر آپس میں جھگڑیں کہ یہ کام آئی۔ایس۔او کے نام سے ہونا چاہیے تیسرا کہے نہیں تحریک کے نام سے ہونا چاہیے۔اگر ہم آپس میں الجھ گئے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔بابا ہمیں تو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ میرے نام سے ہو یا آپ کے نام سے ہو میرے ذریعے ہو جائے یا آپ کے ذریعے ہو جائے دیکھنا یہ ہے کہ کام ہو جائے اب اس سلسلے میں ہم نے ایسے اشخاص بھی دیکھے ہیں جنہوں نے بعض جگہوں پر خدمات انجام دی ہیں مثلاً یہیں کراچی میں چھ جولائی کو ہمارے ساتھ جو مسئلہ پیش آیا تھا ہم نے ایک صاحب سے کہہ دیا کہ زخمیوں کے لئے کمک و مدد کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہمارا نام نہ لیں یا اسی طرح ایک اور بزرگ شخصیت ہیں جو چاہتے ہیں کہ کسی جگہ پر اس قسم کے کام کریں لیکن وہ نہیں چاہتے کہ ان کا نام لیا جائے یہ تقویٰ کی دلیل ہے۔(ریاکاری سے پرہیز) چونکہ ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ یہ نفس بڑا خطرناک ہے یہ مختلف راستوں سے انسان کو گمراہ کرتا ہے بعض اوقات ریا کے ذریعے انسان کو خراب کرتا ہے پس اگر ہم ان چیزوں میں لگ جائیں کہ میرا نام ہو جائے ۔چونکہ آئی۔او کے ساتھ مربوط ہوں یا تحریک کے ساتھ ہوں یہ جو ہم تحریک کا نام لیتے ہیں درحقیقت ہمیں تحریک کی فکر نہیں ہوتی ہمیں اپنی فکر ہوتی ہے تحریک کا نام اس لئے لیتے ہیں کیونکہ تحریک میں ہم ہیں تو یہ خود ایک قسم کی ریا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میرے دل میں تقویٰ نہیں ہے ہمیں تو کام کرنا چاہیے تھا چاہے وہ جس کے نام سے ہو۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے کاموں کا رنگ اسلامی ہو تو ہمیں ان چیزوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے فلاں نام یا میرا عہدہ وغیرہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

عہدہ امتحان ہے

برادران عزیز! یہ عہدہ ہمارے اور آپ کے لئے امتحان ہے۔تکلیف شرعی ہے امانت

ہے۔اس امانت کے متعلق ہم اور آپ سے سوال کیا جائے گا۔خدا شاہد ہے جب سے یہ تحریک کی ذمہ داری ہمارے سر پر آئی ہے ہمیں خود ہر وقت یہی فکر ہوتی ہے کہ خدایا ہم قبر میں ملائکہ کو کیا جواب دیں گے؟ اگر ہم سے کوئی غلطی اور کوتاہی ہوگئی ہو تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کل اگر خدا کی عدالت میں ہماری پیشی ہوجائے تو ہم وہاں کیا جواب دیں گے؟ خدا شاہد ہے ہم اب بھی اس انتظار میں ہیں کہ خدا کوئی شخص پیدا کرے جو اہل ہو اور یہ امانت ہم اس کے سپرد کریں اور ہم واپس اپنے علاقے میں دوسرے بھائیوں کے ساتھ اسلامی سپاہی کی حیثیت سے خدمت میں مشغول ہوجائیں۔

عہدہ مقصد نہیں بلکہ حصول مقاصد کا وسیلہ ہے

برادران عزیز! بس ہمارے اور آپ کے نزدیک یہ عہدہ امتحان ہے یہ عہدہ مقصد نہیں ہے اس عہدے سے ہماری اور آپ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اس کے علاوہ کوئی اور فرق نہیں آتا۔ اگر یوں ہے تو پھر ہمیں عہدوں پر کسی کے ساتھ تلخ کلامی نہیں کرنی چاہیے۔کسی قسم کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے اور کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے لوگ تاثر لیں کہ آئی۔ایس۔او کے درمیان کچھ افراد ہیں جو یا اقتدار طلب ہیں یا انحصار طلب ہیں یا خواہشات نفسیانی ان پر غالب آگئی ہیں اور چونکہ ان کو عہدہ نہیں ملا یا ان کے ساتھی کو عہدہ نہیں ملا اس لئے انہوں نے گڑ بڑ کی ہے۔آپ یہ موقع دشمنوں کے ہاتھ نہ دیں۔آپ اسلام کے سپاہی کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔اس لئے دشمنان اسلام کے دلوں میں آپ کیلئے بغض و کینہ ہے وہ آپ سے انتقام لینا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے ہاتھ میں موقع دے دیں اور وہ جس طرح چاہیں اسی طریقے سے آپ کے اور ہمارے خلاف یا اس تنظیم کے خلاف زہر اگلیں۔

عہدوں سے رفتار و کردار بدل جاتا ہے؟

پہلا مسئلہ جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ذمہ داری اور عہدوں کا مسئلہ۔ وہ بھی اسلامی نقطہ نظر سے۔ اسلام اور دوسرے مادی مکاتب کے درمیان عہدوں کے لحاظ سے فرق یہ ہے کہ مادی مکتب والے عہدوں کو مقصد سمجھتے ہیں جو بھی کسی عہدے پر آتا ہے وہ شخص اپنے آپ کو اس عہدے کا مالک سمجھتا ہے لیکن اسلام میں یہ عہدے وسائل ہیں، ذریعہ ہیں، مقصد نہیں ہیں۔ جس شخص کو بھی عہدہ دیا جاتا ہے وہ شخص اس عہدے کو اپنے لئے ذمہ داری سمجھے اور خود کو اس عہدے کا امین تصور کرے۔ کوئی شخص اگر ایک عہدے پر آئے اور وہ خود کو اس عہدے کا مالک سمجھے تو اس کی رفتار اور ہوگی اور جو شخص اپنے آپ کو اس عہدے کا امین اور اپنے لئے ایک ذمہ داری سمجھے تو اس کا رفتار و کردار اور ہوگا۔ میں یہاں پر اپنے عزیز بھائی جن کو میں چند مہینوں سے پہچانتا ہوں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ذمہ داری جو آپ کے حوالے کی گئی ہے مجھے امید ہے کہ اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے آپ کے رویہ میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ البتہ تبدیلی ایک لحاظ سے آئے گی۔ وہ اس لحاظ سے کہ پہلے آپ کی ذمہ داری محدود تھی اب آپ کی ذمہ داری زیادہ ہوگئی ہے تو اس لحاظ سے آپ کی زندگی میں ضرور تبدیلی آنی چاہیے۔ وہ یہ کہ جب بعض افراد جو مادی فکر اور سوچ رکھتے ہیں انہیں کوئی عہدہ ملتا ہے تو وہ اپنے کو بہت کچھ سمجھنے لگتے ہیں اور عزیز و معزز قسم کے دوست جب اس کے پاس آتے ہیں تو گویا وہ ان کو پہچانتے ہی نہیں۔ اس قسم کی تبدیلی آپ کی زندگی میں نہیں آنی چاہیے۔ خدانخواستہ اگر آپ کی زندگی میں اس قسم کی تبدیلی آ گئی تو یہ ایک خطرناک چیز ہے اور آپ کے لئے خطرے کی علامت ہے اور یہی فرق اسلامی اور غیر اسلامی فکر کے درمیان ہے۔ جو اسلامی فکر رکھتا ہو اور جو اسلام کو اپنا مکتب مانتا ہو اور خود اپنے کو مجاہد اور مومن سمجھتا ہو تو وہ نہ صرف عہدہ لینے کے بعد خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ شخص عہدہ قبول کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔ جب دوسرے رفقاء اسے عہدے کی پیشکش کریں تو وہ اس لئے اس کو لینے سے گریز کرتا ہے کہ عہدے میں ذمہ داری ہے تکلیف شرعی ہے لیکن اس کے مقابلے میں جو غیر

اسلامی فکر رکھتا ہو وہ عہدہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔اگر چہ اس عہدے تک پہنچنے میں اس کو جھوٹ ہی کیوں نہ بولنا پڑے اور اسے دوسروں کے سامنے ذلت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔مگر چونکہ وہ شخص عہدے کو ایک مقصد سمجھتا ہے لہٰذا وہ یہ سب چیزیں برداشت کرتا ہے اگر ایک شخص مومن و مجاہد ہے اسلام کو اپنے لئے مقصد سمجھتا ہے تو وہ حتیٰ المقدور عہدے کو قبول کرنے سے گریز کرتا ہے۔

تقویٰ کی چوتھی نشانی: (خود پسندی یا خود پرستی سے بچنا)

تقویٰ کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو افلاطون نہ سمجھے اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو

''فوق کل ذی علم علیم''

ہر باعلم شخصیت کے اوپر خدا نے اس سے زیادہ علم رکھنے والے کو رکھ دیا ہے۔مثال کے طور پر میں آئی۔ایس۔او میں آیا تو ابھی جو لڑکے مجھ سے ایک یا دو سال بعد تنظیم میں آئے ہیں اب میں ان پر بزرگی ثابت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں ان سے ایک سال پہلے آیا ہوں۔یہ تو کوئی بزرگی نہ ہوئی۔چونکہ یہ مجھ سے ایک سال عمر میں چھوٹے ہیں اگر یہ مجھ سے ایک سال بڑا ہوتا تو یہی مجھ سے ایک سال پہلے تنظیم میں آتا۔یہ تو فضیلت کا معیار نہ ہوا کیونکہ دو سال پانچ سال اس سے پہلے اس تحریک میں آیا ہوں لہٰذا اگر ایک مجلس ہو تو مجھے یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ چونکہ میں اس سے پہلے تنظیم میں آیا ہوں لہٰذا یہ میرے احترام کے لئے اٹھے اگر چہ وہ مجھ سے زیادہ کام کیوں نہ کرتا ہو۔پس ہم میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے اور یہ کہ میں سوچوں کہ جو کچھ میں سمجھتا ہوں یہی حرف آخر ہے اور دوسرے بھائی یہ نہیں سمجھ سکتے تو یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔یہ جو میں آپ سے چند دن پہلے آیا ہوں تو میں کہوں کہ میں تو آپ سے زیادہ سمجھتا ہوں اور آپ اگر اچھے بھی ہیں لیکن چونکہ آپ کو ایک سال ہوا ہے کہ اس تنظیم میں آئے ہیں۔لیکن جب آپ بات کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ''چپ ہو جاؤ بیٹھ جاؤ،تم تو کل آئے ہو تم بات کرتے ہو'' یہ تقویٰ نہیں۔ہوسکتا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ سمجھتا ہو،ممکن ہے اس کے ذہن میں ایسے نکات ہوں جن تک میرا ذہن نہ پہنچا ہو تو ہمیں یہ سوچ اپنے

ذہن سے نکال دینی چاہیے بلکہ حقیقت یہ ہے ابھی چونکہ بحث طولانی ہوجائے گی لیکن شہید مطہریؒ نے تین مراحل قرار دیئے ہیں اور آخری مرحلہ یہ ہے کہ جتنا انسان زیادہ سمجھتا جاتا ہے اتنا انسان زیادہ اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے میں تو نہیں سمجھتا۔ یہ اگر تھوڑی سی معلومات ہم نے حاصل کر لیں پھر ہمارے ذہن میں فرعونیت آجائے اور ہم اپنے آپ کو افلاطون زمان سمجھ کر دوسرے کو اصلاً موقع نہ دیں تو یہ ہمارے دل کی تقویٰ سے خالی ہونے پر دلیل ہے۔ جناب عالی یہ سوچ ہمارے ذہنوں میں نہیں ہونی چاہیے۔ اب مثال کے طور پر میں نے آپ سے چند مسئلے زیادہ سیکھ لئے ہیں ٹھیک ہے پس اگر میرے ذہن میں یہ آیا ہے کہ میں ان سے بالاتر ہوں تو بابا مجھ سے مجتہد زیادہ جانتا ہے مجتہد سے پھر امام معصومؑ زیادہ جانتے ہیں۔ تو اب ہمیں نیچے نہیں دیکھنا چاہیے اب ہمیں اوپر دیکھنا چاہیے۔ میں اگر یہ دیکھ لوں کہ میری معلومات ان سے زیادہ ہیں تو بہتر ہے کہ میں اپنے اوپر علماء اور مجتہدین کو دیکھوں کہ ان کی کتنی معلومات ہیں۔ پس اگر میں اوپر کو مدنظر رکھوں گا تو پھر میں دوسروں پر اور جو مجھ سے کم معلومات رکھتے ہیں ان پر فخر و مباحات نہیں کروں گا اور نہ ہی میں اپنے آپ کو کسی سے بالاتر سمجھوں گا۔

تقویٰ کی پانچویں نشانی: (عاجزی وانکساری) یا (تواضع)

تقویٰ کی پانچویں نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو کم سمجھو اپنے آپ کو سب سے چھوٹا سمجھ لو اگرچہ ٹھیک ہے کہ خدا نے آپ کو مقام دیا ہے آپ کے بھائی بھی آپ کو نظرانداز نہیں کریں گے لیکن آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اپنے آپ کو بڑا سمجھیں۔ آپ خود قائد عظیم الشان انقلاب کو دیکھیں کبھی انہوں نے نہیں کہا کہ میں یہ ہوں میں وہ ہوں بلکہ وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ''من یک طلبہ ام'' یعنی میں ایک طالب علم ہوں اور یہ بات کہتا چلوں (معذرت چاہتا ہوں) میرا کسی خاص آدمی کی طرف اشارہ نہیں ہم کلیات کو بیان کرتے ہیں اگر اس سے پھر آپ کے ذہن میں کوئی خاص آدمی آجائے تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ یہ جو ہم منبروں پر کہتے ہیں۔ ''میں یہ کہتا

ہوں'' یہ ''میں'' کا لفظ جو آتا ہے یہ بڑا خطرناک ہے بہت خطرناک لفظ ہے۔

اس لئے میں نے عرض کیا کہ انسان کی معلومات جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہیں اس کا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا اس کا تواضع زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا اسے اپنے جہل کا زیادہ احساس ہوتا جاتا ہے۔اب اگر میں یہ کہوں کہ ''میں'' مثلاً یہ کہتا ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ میرے دل میں ایک بت چھپا ہوا ہے جو یہ بات میری زبان سے کہلواتا ہے۔آپ نے خود بار بار سنا ہوگا بنی صدر منافق کے زمانے میں امام خمینیؒ نے ایک تقریر میں فرمایا تھا:

''ہر کس بگوید: ''من'' این شیطان است نگو ''من'' بگو: ''مکتب من''

یہ کہ میں یوں ہوں، فلاں ہوں، ایسی باتیں مت کرو، اپنے مکتب کی بات کرو جو آپ کی فکر ہے جو آپ کا مدرسہ ہے جو آپ کا دین ہے اس کی بات کرو اگر ہم یہ کہیں آپ یہ کہیں میں یوں ہوں میں فلاں ہوں تنظیم میں یا منبر پر کہوں ''میں'' تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس دل میں تقویٰ موجو نہیں ہے۔ یہ حقائق ہیں برادر۔اب میں نے عرض کیا کہ میری مراد کوئی خاص نہیں ہے لیکن یہ ایک واقعیت ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔جس شخص کے دل میں تقویٰ ہوگا وہ ''میں'' نہیں کہے گا۔ابھی بھی بھائی کے ساتھ یہ بات ہو رہی تھی کہ دوست بھی جانتے ہیں اور دشمن بھی جانتے ہیں کہ اس انقلاب میں جو کردار رہبر کبیر عالم اسلام حضرت امام خمینیؒ روحی لہ الفدا کا ہے وہ کسی اور کا نہیں۔سب جانتے ہیں کہ اگر امام خمینیؒ نہ ہوتے تو انقلاب کی کامیابی تو درکنار یہ انقلاب شروع ہی نہ ہوتا۔کامیابی تو دوسرا مسئلہ ہے۔حفاظت تیسرا مسئلہ ہے۔پہلا مرحلہ ہوتا ہے انقلاب کا جاری اور شروع ہونا۔دوسرا مسئلہ ہے انقلاب کو کامیابی تک پہنچانا۔تیسرا مسئلہ ہے انقلاب کو کامیابی کے بعد محفوظ رکھنا۔خوب ان تین مراحل میں جو کردار رہبر کبیر کا ہے وہ کسی کا نہیں ہے یہ سب جانتے ہیں۔خوب اب دوست بھی جانتے ہیں کہ انقلاب، امام خمینیؒ نے برپا کیا ہے اور آج بھی امام خمینیؒ کی برکت سے قائم ہے دشمن بھی جانتے ہیں لیکن آپ حضرت امام خمینیؒ کی تقریر بھی سن لیں۔ 1983ء میں یا شاید اس سے پہلے ایک کتاب چھپ چکی ہے۔''صحیفہ نور'' جس کی

تیرہ جلدیں میرے پاس بھی ہیں اس میں امام خمینیؒ کی تقریریں خطوط اور انٹرویوز سب کچھ جمع کئے گئے ہیں ابتدائی دور سے اب تک۔ آپ ایک جگہ ثابت نہیں کر سکتے کہ امام نے فرمایا ہو کہ میں نے انقلاب برپا کیا میں نے اس انقلاب کی حفاظت کی وغیرہ۔ اگر امام خمینیؒ کے دل میں تقویٰ الٰہی نہ ہوتا تو وہ یوں کہتے:

ہم ایک مدرسہ بناتے ہیں تو جب بھی ہمیں کوئی موقع ملتا ہے ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر میں مدرسہ بنایا ہے میں نے مسجد بنائی ہے میں نے یہ کیا ہے میں نے وہ کیا ہے۔ ایک تقریر میں آدھا وقت تو میں اپنے تعارف پر ختم کرتا ہوں کہ میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا۔ اب آگے بھی ہمارے یہ ارادے ہیں لیکن امام نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں نے یہ کیا ہے۔ اب یہاں پر آپ تنظیم میں جو فعالیت کرتے ہیں وہ اپنی جگہ پر درست ہے لیکن آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں اپنے دور میں صدر تھا، جنرل سیکرٹری تھا، میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا۔ آپ کو نہیں کہنا چاہیے۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بہر حال ہمیں کچھ کرنا چاہیے تھا لیکن ہمیں توفیق نہیں ہوئی یعنی آپ یہ اظہار کریں کہ اتنا ہمیں کرنا چاہیے تھا لیکن ہم سے نہ ہو سکا اگر تقویٰ ہے تو پھر ہماری زبان پر یہ ہوگا کہ ہم کام نہ کر سکے۔ ہم اقرار کرتے ہیں ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم زیادہ کام نہیں کر سکے۔ دردوں میں سے ایک درد یہ ہے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا اور ابھی چونکہ ہمارے یونٹ کا مرکزی سطح پر اجلاس ہونے والا ہے ہمیں تو کچھ کاغذی کاروائی بنانی ہے۔ ادھر ادھر سے اگر انجمن والوں نے کوئی فنکشن کیا ہو اس کو ہم نے اپنے نام سے لکھنا ہے اگر فرض کیجئے کسی پرندے نے درخت پر بیٹھ کر آواز دے دی تو اسے بھی اس میں لکھنا ہے یہ کہ وہاں تو مثلاً کچھ بتانا ہے۔ یہ ایک درد ہے واقعاً درد ہے۔ آپ ہماری دوسری تنظیموں کی نسبت الحمداللہ زیادہ منظّم ہیں اور آپ میں الحمداللہ خلوص پایا جاتا ہے اور ابھی آپ کے اذہان اتنے خراب نہیں ہوئے ہیں تو اس کو ختم کریں گے اور اگر مبتلا نہیں تو آئندہ اس مرض سے بچنے کے لئے ابھی سے فکر کریں۔

☆---☆---☆

(حصہ دوم)

علامہ شہید حسینیؒ کا

سیاسی، انقلابی و عالمی ویژن

☆---☆---☆

پاکستان کے حصول کے مقاصد

ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے کتنی قربانیاں دیکراس پاکستان کو بنایا ہے اور آج بھی ہم خون دے کراس کے استحکام کے لئے کام کررہے ہیں۔آج ۴۱، ۴۲ سال گزرنے کے بعد ہمیں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے مقاصد مکمل طور پر حاصل کئے ہیں یا نہیں؟

پاکستان بنانے والے قائدین کے تین بڑے مقاصد تھے

پہلا: وہ یہ چاہتے تھے کہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے اسلام کے نام پر ایک علیحدہ حکومت،مملکت تشکیل دی جائے۔

ان کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں زبان سے بالاتر ہوکر بھائی بھائی بن کر رہیں ان کی عزتِ ناموس اورتن من محفوظ رہے۔

ان کا تیسرا مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں جو بھی اقتدار میں آئے، بادشاہت، ڈکٹیٹرشپ کے عنوان سے نہیں بلکہ جمہوری طریقے سے آئے۔ پوری قوم کا نمائندہ بن کر حکومت کے تخت پر پہنچے۔ان کا مقصد اسلامی نظام تھا اور ایسے قوانین کا نفاذ تھا جو قرآن وسنت سے لئے گئے ہوں لیکن آج جب ہم ۴۱، ۴۲ سال بعد جائزہ لیتے ہیں۔حکومت کے حوالے سے دیکھیں اب تک کون سے صحیح نمائندے حکومت میں آئے ہیں؟ آیا سب سے زیادہ حکومت مارشل لاء کی نہیں رہی؟ کبھی صدر ایوب کے دور میں، کبھی یحییٰ خان کے دور میں، کبھی اس موجودہ جنرل ضیاء کے دور میں۔

ہم نے کہہ دیا تھا کہ جس اسمبلی کی باگ دوڑ ایک جنرل کے ہاتھ میں ہو وہ اسمبلی بااختیار نہیں ہوگی جب تک وہ اپنے مقاصد اور مفادات اس اسمبلی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت تک یہ اسمبلی بحال رہے گی لیکن جب یہ دیکھیں گے کہ اب اسمبلی ہمارے کام کی نہیں رہی تو اس کو بہ یک جنبش قلم ختم کر سکتے ہیں اور یہی کچھ ہوا۔

آج آپ جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں جمہوریت کبھی قائم نہیں ہوئی۔ انتخابات بھی اگر ہوتے ہیں تو ان میں انفرادی صلاحیت اور دیانت جیسی صفتوں کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ جو شخص ان کو زیادہ فائدہ دے سکتا ہو جس کا زور ہو، جو ان کے آئندہ منافع کا خیال رکھیں ایسے افراد کو ووٹ دیئے جاتے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس طرح جو لوگ آئیں گے ان کا پہلا کام یہ ہوگا کہ یہ دو تین کروڑ روپیہ جو انہوں نے انتخابات میں خرچ کیا ہے اس کو جمع کر لیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے بزرگ قائدین کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے ملک میں جمہوریت ہو اور جو بھی اقتدار میں آئے عوام سے منتخب ہو کر آئے لیکن آج تک ہم صحیح طور پر ان کا یہ مقصد پورا نہیں کر سکے۔

جب ہندوستان سے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم برداشت کر کے پاکستان آرہے تھے تو ان کی سوچ فکر یہ تھی کہ ہم پاکستان میں امن و چین کے ساتھ زندگی گزاریں گے چار دیواری میں ہماری عزت محفوظ ہوگی۔ معاشرے میں ہماری عزت محفوظ ہوگی لیکن پاکستان بننے کے بعد فرقہ واریت، قومیت اور علاقائی تعصب کے نام پر کیا کچھ نہیں کیا گیا؟

آج اگر ہمارے بزرگ قائدین اپنی قبروں سے اٹھ کر پاکستانی معاشرے پر نظر کریں تو (خواہ وہ کراچی کی فضا ہو، خواہ کوئٹہ کی فضا ہو خواہ ڈیرہ اسماعیل خان کی فضا ہو یا کسی اور شہر کی فضا ہو) سوائے افسوس کے سوائے دکھ کے، اس مفلوج اور مظلوم قوم کے لئے سوائے دعا کے اور کچھ نہیں کہیں گے۔

کراچی میں کیا ہو رہا ہے؟ وہاں کس کا خون بہہ رہا ہے؟ کوئٹہ میں کس کا خون بہہ رہا ہے؟

آج اسی ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے میں کون کس کے خلاف لڑ رہا ہے؟ آیا دونوں مسلمان نہیں ہیں، آیا دونوں خود کو قرآن کا شاگرد نہیں سمجھتے۔ آج شمالی علاقہ جات میں کیا ہو رہا ہے؟ ان فسادات کے بعد میں نے کہا تھا کہ کیا شمالی علاقہ جات پاکستان کا حصہ ہے یا نہیں' اگر ہے تو وہاں کے عوام کو ان کے حقوق کیوں نہیں دیئے جاتے؟ وہاں لوگ مسلح ہو کر لشکروں کی صورت میں گئے۔ جب وہ مسلح ہو کر جا رہے تھے تو کیا ان کو پتہ نہیں تھا اگر پتہ تھا تو ان کو روکا کیوں نہیں گیا؟ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نقصانات کا جائزہ لے کر معاوضہ وغیرہ دیں گے اور ہائیکورٹ کے جج کو مقرر کر کے تحقیقات کروائیں گے۔ کیا

دوسرے علاقوں سے جانے والے لشکروں کو سزا مل جائے گی۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ انتظامیہ اس فساد میں ملوث ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے کروایا ہے۔

برادران عزیز! آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر جنرل صاحب، جونیجو حکومت کی برطرفی کے لئے یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ ملک میں بدامنی ہے تو ہم اس کے بعد فسادات کا جب جائزہ لیتے ہیں تو وہ اگر جونیجو حکومت سے زیادہ نہ ہوں تو کم بھی نہیں ہیں اگر جونیجو حکومت سے نکل سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ خود جنرل ضیاء کے لئے بھی اقتدار میں باقی رہنے کے لئے کوئی جواز نہیں۔

برادران عزیز! میں آپ سے بار بار کہتا رہتا ہوں کہ آپ ایک مہذب قوم ہیں۔ آپ کبھی تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کہتے ہیں کہ فرقہ واریت ملک کے لئے وبال ہے۔ سب فرقہ واریت کی مذمت کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ فرقہ واریت کیا ہے؟ فرقہ واریت کی نشانی یہ ہے کہ دوسرے فرقے کے لوگوں کو گالیاں دی جائیں۔ دوسروں کی توہین کی جائے۔ دوسروں کے لئے نازیبا الفاظ استعمال ہوں۔ آج جو لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ فرقہ واریت کے مرض میں مبتلا ہیں۔

برادرانِ عزیز! ہمیں فرقہ واریت کے بت کو توڑنا چاہئے۔ ہم سب مسلمانوں کو ایک

دوسرے کو تسلیم کرنا چاہئے ایک دوسرے کے احساسات وجذبات کا احترام کرنا چاہئے۔تنگ نظری کو چھوڑ دیں! اب تک پاکستان میں اسلامی نظام کے نافذ نہ ہونے کے کئی علل واسباب ہیں ان میں سے ایک تنگ نظری بھی ہے،جس کی وجہ سے آج تک ہمارے ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوسکا۔

برادرانِ عزیز! ہم اکثر یہ کہتے رہتے ہیں کہ جو بھی اسلام کا درد سینے میں رکھتا ہو۔ جو بھی پاکستان میں اسلامی نظام کا خواہاں ہو، جو بھی اپنے سینے میں دشمنان اسلام، کفر خصوصاً امریکہ وروس کا بغض سینے میں رکھتا ہو، ہم ان کا استقبال کرتے ہیں اوران کے ساتھ مل کر ملک میں اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں۔

برادران عزیز! ہمارے قائدین نے جس مقصد کیلئے پاکستان بنایا تھا کہ چاہے سنی ہو یا شیعہ، بریلوی ہو یا اہل حدیث یا دیوبندی، پنجابی ہو یا پٹھان، بلوچ ہو یا سندھی سب کے سب مل کراس مقصد کو حاصل کریں لیکن آج تک ہم وہ مقصد حاصل نہیں کرسکے۔ ہمارے بھائیوں نے پاکستان بناتے وقت نعرہ لگایا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یعنی پاکستان میں اسلامی نظام ہو، اللہ وقرآن کی حاکمیت ہو، مغربی تہذیب کی جگہ اسلامی

تہذیب ہو، مغربی قوانین کی جگہ پر اسلامی اور قرآنی قوانین ہوں۔کیا آج تک ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو سکے ہیں؟ نہیں! اس سے پہلے حکمرانوں نے اسلام کا نعرہ بلند نہیں کیا تھا۔ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہماری قوم کو دھوکہ نہیں دیا لیکن موجودہ حکومت نے آتے ہی اسلام کا نعرہ لگایا اور اب بھی انہوں نے یہ نعرہ دہرایا کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام چاہتے ہیں اور پرسوں کی تقریر میں اس نے شریعت آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں کوئی بھی مسلمان شریعت کے قوانین کی بالادستی سے انکار نہیں کرسکتا لیکن سوال یہ ہے کہ شریعت آرڈیننس کا نفاذ کون کرے؟ یہ حق کس کو حاصل ہے؟ آیا یہ حق ایک ایسے شخص کو حاصل ہے جس کی اپنی آئینی حیثیت مشکوک ہے جس کی آئینی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ عوام کا نمائندہ

نہیں ہے، یہ حق عوام کے صحیح، صالح اور اسلام شناس نمائندوں کا ہے۔ یہ حق ان کو حاصل ہے جو دل وجان سے اسلام کو تسلیم کرتے ہوں۔

برادران عزیز! وہ لوگ اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر سکتے ہیں جو خود ان قوانین پر عمل کرتے ہوں، نہ کہ صرف زبان کی حد تک بلکہ ان کی عملی زندگی میں بھی اسلام موجود ہو۔ چند دن پہلے آپ نے ٹی وی پر دیکھا ہوگا کہ جب باہر سے طوائفوں کا ایک وفد آیا تھا، انہوں نے رقص کیا اور اس نے بیٹھ کر ان کا رقص دیکھا اور اس جگہ بیٹھ کر ان کو آفرین کہا۔ ان سے ہاتھ ملائے، آیا یہ شخص جو اسلامی اقدار کا یوں مذاق اڑاتا ہے، آیا یہ شریعت آرڈیننس کے نفاذ کا حقدار ہے۔

برادران عزیز! پرسوں میں نے اس کی تقریر سنی تو اس نے کہا کہ مسلمان دو قسم کے ہیں۔ ایک انتہا پسند اور ایک میانہ رو، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ پراپیگنڈا صحیح مسلمانوں کے خلاف دشمنان اسلام کر رہے ہیں اور ان کے خلاف یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مسلمان ایک ہے لیکن اسلام ضرور دو ہیں، ایک اسلام، اسلامی محمدی، اسلام صحیح ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرا اسلام، امریکی اسلام ہے، حکمرانوں کا اسلام ہے، ایسا اسلام جس پر امریکہ و روس اعتراض نہ کریں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسلام محمدی میں

''وَلَنۡ يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا'' (نساء۔۱۴۱)

مومن پر کسی بھی کافر کی بالادستی کی خدا نے اجازت نہیں دی ہے۔ اگر کوئی امریکہ و روس کی بالادستی کو تسلیم کرے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا اسلام، امریکی اسلام ہے، حکمرانوں کا اسلام ہے، نہ قرآن کا اسلام۔

برادران عزیز! امریکہ اس اسلام کا مخالف ہے جس میں جہاد ہو، جس میں قرآن کی اس آیت پر عمل کیا جائے۔

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ'' (مائدہ۔۵۱)

جو لوگ یہود و نصریٰ کو اپنا دوست قرار دیتے ہیں تو ان کے اسلام سے امریکہ راضی ہوگا لیکن جو یہ

نعرہ لگاتے ہیں کہ ''لَاشَرْقِیَّۃ، لَا غَرْبِیَّۃ جَمْھُورِیَّۃ ''اِسْلَامِیَّۃ '' تو ان کے اسلام سے امریکہ راضی نہیں ہوگا۔

برادران عزیز! وہ اسلام جس میں قرآن کی آیات خصوصاً اس آیت پر عمل کیا جائے کہ

''وَاَذانٌ مِنَّ اللهِ وَ رَسُوْلِہٖ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللهَ بَرِیٓئٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہ، '' (توبہ۔۳)

تو امریکہ ایسے اسلام سے راضی نہیں ہے ایسا اسلام جس میں حج کے عبادی پہلو کے علاوہ سیاسی پہلوؤں کی طرف بھی توجہ ہو، ایسا حج جس میں مشرکین سے برائت کا اظہار ہو، امریکہ ایسے اسلام سے راضی نہیں ہوگا اگر ایسا اسلام پاکستان میں بھی آجائے تو امریکہ اس سے راضی نہیں ہو گا۔ روس اور ہندوستان بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ پاکستان میں صحیح اسلام نافذ ہو۔

برادران عزیز! موجودہ حکومت، جنرل صاحب نے جو شریعت آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان کیا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص اسلام کے لئے مخلص نہیں ہے۔ یہ شخص اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اسلام کا نام استعمال کر رہا ہے اگر یہ اسلام کے ساتھ مخلص ہے اگر انہوں نے کہہ دیا کہ ہماری خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوگی تو پھر انہیں امریکہ اور روس کو چھوڑنا ہو گا، بلکہ اسلامی ممالک کے ساتھ روابط بڑھانا ہوں گے۔ آج ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ حکومت نے شریعت آرڈیننس کا نفاذ اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے کیا ہے۔

برادران عزیز! انہوں نے انتخابات کا اعلان تو کیا ہے کہ یہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کس طرز پر ہونگے؟ اگر انہوں نے ایسی مشکلات پیدا کیں جس کے نتیجے میں کوئی بھی سیاسی پارٹی انتخابات میں حصہ نہ لے سکے تو ہم عوام سے یہ اپیل کریں گے کہ حکومت کے اس قسم کے انتخاب کا بائیکاٹ کیا جائے اور حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ انتخابات منصفانہ اور عادلانہ ہونے چاہئیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق ہونے چاہئیں، خصوصاً قومی اتحاد اور بھٹو کے درمیان ہونے والے معاہدے کے مطابق انتخابات کروائے جائیں۔

برادران عزیز! جب تک ملک میں صحیح نمائندہ حکومت نہیں بنے گی ہمارے مسائل و مشکلات چاہے اندرونی ہوں یا بیرونی حل نہیں ہو سکتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مسائل کا حل صحیح نمائندہ حکومت کے قیام پر ہے۔ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان میں اسلامی نظام کی خواہاں ہے اور پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان میں ایسے اسلامی نظام کی خواہاں ہے جو فرقہ واریت سے بالاتر ہو ہم ایسا اسلامی نظام چاہتے ہیں کہ جس میں اگر ہمارے اہل سنت بھائیوں کے لئے فقہ حنفیہ ہو تو شیعیان حیدر کرار علیہ الصلوۃ والسلام کو فقہ جعفریہ فقہ اہل بیت علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ کوئی اور فقہ قابل قبول نہیں ہے۔

برادران عزیز! ہم اپنے بھائیوں کو پیغام دیتے ہیں کہ ہم شیعیان حیدر کرار علیہ الصلوۃ و السلام عزاداری کو عبادت سمجھتے ہیں۔ ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوۃ والسلام کے سلسلے میں کسی قسم کی رکاوٹ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ عزاداری کو صحیح نہیں سمجھتے تو ہم بھی آپ کو مجبور نہیں کرتے لیکن اخلاقی، اسلامی، جمہوری اصولوں کے تحت آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ ہمارے جلوسوں، مجالس اور عزاداری کے خلاف آواز بلند کریں جس طرح ہم آپ کے مخصوص عقائد کی مخالفت نہیں کرتے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے مخصوص عقائد کی مخالفت نہ کریں جس طرح ہم آپ کے احساسات و جذبات کا احترام کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی ہمارے احساسات و جذبات کا احترام کریں۔

برادران عزیز! میرے عزیز بھائیو! اختلاف فکری کوئی بری چیز نہیں ہے۔ اگر سنی اور شیعہ بھائیوں کے درمیان کوئی فکری اختلاف ہے تو کوئی بری بات نہیں ہے۔ یہ ایک طبعی چیز ہے۔ عالم طبیعت میں جس طرح اشیاء شکل و شباہت کے لحاظ سے مختلف ہیں اسی طرح یہ انسان بھی فکری لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن یہ فکری اختلاف اس وقت تک برا نہیں ہے جب تک ہم اس کو نزاع کی حد تک نہ لے جائیں۔ جھگڑے کی حد تک نہ لے جائیں اگر ہم اس

اختلاف فکری کو آگے بڑھا کر بھائی کو بھائی کے مقابلے میں کھڑا کرتے ہیں تو اس فکری اختلاف کی نہ قرآن اجازت دیتا ہے اور نہ اسلام جس طرح میں اپنے شیعہ بھائیوں سے بھی یہ کہتا رہتا ہوں کہ اگر آپ کے درمیان بھی جزوی طور پر طریقے کے لحاظ سے کوئی اختلاف ہے تو آپ اس اختلاف کو اس حد تک نہ بڑھائیں کہ شیعہ، شیعہ کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے آپ سب اہل بیت علیہم الصلوۃ والسلام کے پیروکار ہیں۔آپ سب علیؑ والے ہیں۔آپکو ولائے اہل بیتؑ کے سائے میں جمع ہوکر بھائیوں کی طرح مشن اہل بیتؑ کے لئے کام کرنا چاہیئے۔

ہمیں دکھ ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کئی سال سے شیعہ، سنی مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کیا جارہا ہے۔مسلمانوں کو اپنے دلوں میں قرآن وسنت کا جذبہ لے کر فرقہ واریت، قومیت، علاقائی تعصّبات اور دوسرے شیطانی ہتھکنڈوں سے بالاتر ہوکر ملک میں قرآن وسنت کے صحیح نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔

اے پیروئے فاطمہ الزہراء! اے شاگردان مکتب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا آپ کو اس وقت اسلام کے لئے وہی کردار ادا کرنا ہے جو فاطمہ زہرا اور زینب کبریٰؑ نے اسلام کے لئے ادا کیا اگر ہماری بہنیں اسلام کے لئے آگے نہیں بڑھیں گی اگر ہماری بہنوں کے دلوں میں اندرونی انقلاب برپا نہیں ہوگا تو صرف مرد پاکستان میں اسلامی انقلاب اور اسلامی نظام کبھی بھی تن تنہا قائم نہیں کر سکتے۔

پاکستان کس لئے بنایا تھا؟

برادر مسلمان! پاکستان کو قائداعظم نے اس لئے بنایا تھا کہ سنی یا شیعہ جس بھی مکتب سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کی جو بھی زبان ہو پختون ہو، پنجابی ہو، بلوچ ہو، سندھی ہو یا کوئی دوسرا ان کے لئے ایک ایسی مملکت چاہتے تھے جس میں ان کے لئے آپس میں محبت ہوٗ اخوت ہوٗ الفت ہو اور جو واقعاً ایک اسلامی فلاحی مستحکم اور مضبوط حکومت ہو لیکن آج اگر وہ مرحومین ہمارے معاشرے میں

ظاہر ہوں اور دیکھیں کہ مسلمان مسلمان کے خلاف جو کچھ کر رہا ہے جس طرح سے ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھال رہا ہے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اگر یہ دیکھ لیں تو آپ بتائیں ان کا کیا حال ہوگا؟ کیا وہ یہی نہیں کہیں گے کہ اے خدا میں نے تو پاکستان کو اس لئے نہیں بنایا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان اور ہندو کا جھگڑا تھا اور پاکستان کو ہم نے اس لئے بنایا کہ سنی شیعہ آپس میں جھگڑتے رہیں پختون و مہاجر جھگڑتے رہیں سندھی اور پنجابی کا آپس میں جھگڑا رہے؟ نہیں نہیں! ہم نے اس لئے نہیں بنایا تھا میں نے اس لئے بنایا تھا کہ سب مسلمان متحد ہو کر قومیت سے بالاتر ہو کر دشمنان اسلام کے خلاف متحد ہو جائیں۔

برادر مسلمان! ذرا آپ سوچئے آپ کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ اسلام کی یا دشمنان اسلام کی۔ آپ کس کو راضی کر رہے ہیں خدا کو یا شیطان مردود امریکہ اور روس کو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ ایرانِ اسلامی میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد استعمار کو سخت دھچکا لگا لیکن ایران میں اسلامی حکومت کے قیام سے دشمنوں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ مصر اور پاکستان کے خلاف انہوں نے کیا کچھ شروع کر رکھا ہے؟ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ جب ایران کے ۴ کروڑ شیعہ سنی مسلمان اسلام و قرآن کے نام پر متحد ہو گئے تو انہوں نے امریکہ کو کس ذلت و خواری کے ساتھ ایران سے نکال دیا نہ صرف ایران سے نکالا بلکہ اسے بیروت سے بھی نکالا اور اب انشاء اللہ عنقریب مشرق وسطیٰ سے بھی اس کا جنازہ نکل جائے گا۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ اگر پاکستان کے یہ دس کروڑ مسلمان جس مکتب فکر سے بھی تعلق رکھتے ہوں اور جس قومیت کے وہ تابع ہوں اگر یہ سب متحد ہو جائیں تو ہمارے لئے بہت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں لہٰذا وہ اتحاد بین المسلمین کو ناکام بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ سب سے زیادہ پروپیگنڈہ استعمار اور ان کے آلہ کار یہاں پر شیعہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ شیعہ کے خلاف پمفلٹ بازی اور بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کر رہے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں شیعہ ایسے ہیں شیعہ ویسے ہیں۔ اخر شیعوں کا کیا جرم ہے؟ کیا شیعہ قرآن کو نہیں مانتے؟ کیا شیعہ کعبے کی طرف نماز نہیں

پڑھتے؟ کیا شیعہ مسلمان نہیں ہیں؟ پس اگر یہ سب کچھ ہیں تو ان کا جرم کیا ہے؟ جرم صرف یہ ہے کہ وہ اتحاد بین المسلمین کے خواہاں ہیں اور وہ پاکستان میں استعمار کے مخالف ہیں۔ اب اسی جرم میں شیعوں کو سزا دی جا رہی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ شہروں میں سڑکوں پر بڑے بڑے پوسٹر لگائے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ عموماً جو صحیح معنی میں سنی ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں کہ شیعہ مسلمان ہیں جس طرح شیعہ سنی کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ سنی بھائی بھی شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس قسم کا کام کرنے والے لوگ وہ ہیں کہ جن کے ذاتی مفادات کو خطرہ لاحق ہوا ہے اور ذاتی مفادات کی خاطر استعمار و سامراج کی رضایت کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

برادر مسلمان! اسی طرح وہ جب دیکھتے ہیں کہ اگر فرقہ واریت کے نام پر ہم پاکستانی مسلمان کو کمزور نہ کر سکے تو دوسرا حربہ قومیت کا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج ہر جگہ قومیت کے نام پر کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ عزتؔ عفتؔ محبت و رواداری سب کو ختم کیا جا رہا ہے تا کہ پاکستان کے مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ اور سامراج و استعمار کے منصوبوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت بھی کافی حد تک استعمار کی مدد کر رہی ہے۔ آپ مجھے بتائیں موجودہ حکومت کے دور میں جس قدر اسلام بدنام ہوا ہے اس سے پہلے کبھی بدنام ہوا تھا؟ کیا اسلام کے خلاف جو بے پردہ خواتین نے نعرے لگائے اس کی مثال پہلے کبھی ملتی ہے؟ آج تو ہم مسلمانوں کے لئے مرجانا بہتر ہے۔ لیکن یہ سب کس کی وجہ سے ہوا ہے؟ اسی حکومت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ان کو یہ جرأت ہوئی کہ انہوں نے سڑکوں پر نکل کر اسلام کے خلاف نعرے لگائے۔ آج کیا شراب کے لئے پرمٹ جاری نہیں کئے جا رہے؟ کیا موجودہ حکومت کے دور میں بے حیائی اپنی انتہاء تک نہیں پہنچ گئی؟ ذرائع ابلاغ اور اخبارات میں، دوسری چیزوں میں ہم نے گذشتہ ادوار میں یہ کچھ نہیں دیکھا تھا۔ فرقہ واریتؔ رشوت اور دوسری برائیاں موجودہ حکومت کے دور میں جس عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا خصوصاً فرقہ واریت کے بارے میں ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ فرقہ واریت اس حد تک پہنچ جائے گی۔ قومیت کے نعروں نے جس قدر

اس حکومت کے دوران میں زور پکڑا ہے گذشتہ حکومتوں میں ایسا نہیں تھا۔ ان سب میں موجودہ حکومت شریک ہے اور استعمار کی آلہ کار بن چکی ہے؟ ہم یہاں سے علی الاعلان کہتے ہیں کہ اگر واقعاً یہاں کی انتظامیہ مخلص ہے اور وہ فرقہ واریت کو ہوا نہیں دینا چاہتے اور وہ چاہتے ہیں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن جائیں اخوت اور محبت کے ساتھ زندگی گزاریں اگر موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ قومیت کے اثرات یہاں تک نہ پہنچیں تو ان کو اس قسم کے غیر عاقلانہ اور غیر منصفانہ فیصلے نہیں کرنا چاہئیں اور اگر انہوں نے کئے بھی ہیں تو ان کو واپس لینا چاہیے۔ میں آرہا تھا تو میں نے راستے میں جگہ جگہ پولیس کو دیکھا میں اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کیا ہم حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جو اتنی پولیس جمع ہے نہ ہمارا کوئی بھائی توڑ پھوڑ کے لئے جمع ہوا ہے اور نہ کسی غلط اقدام کے لئے ہم تو اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اپنی مظلومیت بیان کریں۔

حسینؑ سب کا۔ میں ڈیرہ اسماعیل خان کے اہل سنت بھائیوں سے گذارش کروں گا کہ حسینؑ صرف شیعہ کا نہیں ہے حسینؑ آپ کا بھی ہے جس قدر حسینؑ کا شیعہ پر احسان ہے اس قدر حسینؑ کا آپ پر بھی احسان ہے جو بھی نماز پڑھے جو بھی کلمہ توحید پڑھے جو بھی احکام وعبادات بجالائے اس پر حسینؑ کا احسان ہے اگر حسینؑ سب مسلمانوں کا ہے تو پھر آپس میں لڑائی کس بات کی؟ اگر شیعہ امام حسینؑ کی عزاداری کرنا چاہتے ہیں تو ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی آکر ان کے ساتھ عزاداری میں شرکت فرمائیں لیکن اگر آپ بعض وجوہات کی بناء پر شرکت نہیں فرمانا چاہتے تو کم از کم آپ کی طرف سے ہمارے لئے اتنی مزاحمت نہیں ہونی چاہیے۔

پاکستان میں سنی اور شیعہ کا دشمن کون؟

برادر مسلمان! آپ کو جان لینا چاہیے کہ آج نہ شیعہ سنی کا دشمن ہے اور نہ سنی شیعہ کا بلکہ دونوں کا دشمن استعمار اور کفر و سامراج ہیں جو ہمیں آپس میں لڑاتے ہیں۔ برادر مسلمان! آؤ سب مل کر پرچم اسلامؑ کلمہ توحید اور اقدار اسلامی کی سربلندی کے لئے دشمنان اسلام کے خلاف متحد ہو جائیں

اور میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ہماری ان مخلصانہ باتوں کو غور سے سنیں اور ان کا مثبت جواب دیں اور ہم سب مل کر آپس میں محبت و اخوت کے ساتھ مسئلے کو حل کریں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں برادری و اخوت کی فضا برقرار کریں اور ساتھ ہی میں اپنے شیعہ بھائیوں کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا۔ اے عزاداران حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ میں کس مشن کے لئے یہ عزاداری کر رہا ہوں میں جو سڑک پر آتا ہوں ہم جو امام بارگاہ میں یا مسجد میں جمع ہوتے ہیں وہ عظیم و بلند تر مقصد جس کے لئے سید شہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظیم قربانی دی ہے وہ مقصد اور فلسفہ شہادت کیا ہے؟ ہمیں اس مشن کو مدنظر رکھ کر آگے بڑھنا چاہئے ہر وہ بات ہر وہ تقریر ہر وہ تحریر ہر وہ قدم جس سے حسینی مشن کو نقصان پہنچے اس کام سے اس بات سے اس قلم سے اس تحریر سے اس تقریر سے ہمیں اعراض کرنا چاہیے۔ برادر عزیز آپ تو یہ توقع رکھتے ہیں کہ سنی بھائی آپ کے ان احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں تو اسی طریقے سے وہ آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی ان کے احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں جس طریقے سے آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپ کے مقدسات کا احترام کریں اسی طریقے سے وہ آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی ان کے مقدسات کی توہین نہ کریں۔

سپر پاور ہے خدا

یہ بات میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ دنیا میں یہ دستور ہے کہ چھوٹی حکومتیں بڑی حکومتوں کے ساتھ معاہدے کرتی ہیں جب کوئی چھوٹی حکومت کسی بڑی حکومت کے ساتھ معاہدہ کرتی ہے تو پھر اس چھوٹی حکومت کو کوئی بڑی طاقت دھمکی دے تو وہ کبھی محزون نہیں ہوتی۔ ہم تو مسلمان ہیں ہم کہتے ہیں اللہ اکبر یعنی مسلمانوں کی نظروں میں سپر طاقت اللہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سپر طاقت اللہ ہے تو امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں ''**عظم الخالق فی اعینهم فصغر مادو نه فی اعینهم**'' اللہ کی عظمت کے سامنے انہیں کفار اور بڑی بڑی

طاقتیں ان کی نظروں میں چھوٹی نظر آتی ہیں۔ہم تو نعرہ حیدری لگانے والے ہیں ہم تو علیؑ کو مشکل کشا کہنے والے ہیں۔ ہم خدا سے دن میں پانچ مرتبہ واجب نمازوں میں عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اسی طرح علی ابن ابی الطالبؑ جیسی خدائی طاقت کے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں تو پھر یہ حزن و ملال کیسا؟ یہ افسردگی کیوں؟

بخدا آج مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض افراد افسردہ ہوجاتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ مشکل شیعیان علی ابن ابی الطالبؑ پر آئی تھی وہ ہم پر نہیں آئی ہم پر وہ وقت نہیں آیا جب شیعوں کی نسل کشی کی گئی اور عبادات کو چھپ کر انجام دیتے تھے تو پھر یہ افسردگی کیسی؟

اگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں ہمارا وارث موجود ہے جو ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں ہمارے حالات ان سے مخفی نہیں ہیں تو پھر کیوں ہم محزون اور ناراحت ہوں؟ عزیزان من ! آپ استقامت تحمل اور صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھیں،کبھی آپ گھبرائیں نہیں۔آپ پر کتنی مصیبتیں آئی ہیں اور حسینؑ ابن علیؑ کے مصائب کو دیکھ لیں۔ان پر جو مصائب آئے ہیں یہ مصائب تو ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہماری مسجدیں جلائی جارہی ہیں امامبارگاہوں کو جلایا جارہا ہے جب مملکت کے صدر نے کہا تھا کہ مجھے پشاور کے مندر کے جلنے پر اور اس کو نقصان پہنچنے پر بہت افسوس ہوا تو میں نے کہا تھا بہت افسوس کی بات ہے کہ خدا کے گھر جلنے پر ضیاء صاحب کو افسوس نہیں ہوا لیکن مندر کے جلنے پر اسے افسوس ہوا۔ ہماری مساجد کو جلایا جارہا ہے۔جو بھی خدا کی مسجد کو جلائے وہ نہ سنی ہوسکتا ہے نہ شیعہ۔مظلوم شیعوں کے گھروں کو جلایا جا رہا ہے۔

امام زمانہؑ اپنے جد کی مصیبتوں کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں۔اے حسینؑ میں اور آپؑ کے عزادار آپؑ کی مصیبت میں گریہ کریں گے۔

”وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ صَبَاحًا وَمَسَاحًا وَلَا نَدْبَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوْعِ“

”اے حسینؑ ! اگر چہ میں کربلا میں موجود نہ تھا لیکن جب تک میں زندہ رہوں گا آپ کی

مصیبت میں، آپ کی عزاداری میں آنسوؤں کی جگہ خون گریہ کروں گا۔''

(بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲۰)

پاکستان کا حصول اسلام کے نام پر

اگر اسلامیان برصغیر کے ذہنوں میں ایسے خیالات تھے کہ ہمیں ایک مستقل ریاست حاصل کرنا چاہیئے اور اس کا واحد سبب یہ تھا کہ لوگ چاہتے تھے کہ ایک ایسی ریاست قائم ہو جہاں پر اسلامی نظام نافذ ہو۔ انگریز کے نظام اور باطل قوانین سے چھٹکارا حاصل ہو۔ اگر پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو اس کے بننے میں شیعیان حیدر کرارؑ کی قربانیاں اگر دوسروں سے زیادہ نہ ہوں تو کم بھی نہیں۔ آج بھی پاکستان کی حفاظت میں شیعیان حیدر کرارؑ پیش پیش ہیں۔ جتنی بھی جنگیں ہندوستان کے ساتھ لڑی گئی ہیں ان میں شیعیان حیدر کرارؑ نے ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اگرچہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا لیکن پہلے جتنے بھی حکمران گزرے انہوں نے اسے فراموش کیا اور بھلا دیا تھا لیکن موجودہ حکومت نے اسلام لے لیا تو ایک ایسے اسلام کا کہ جس سے فرقہ واریت کی بو آتی ہے استعمار امریکہ خوش ہوتا ہے۔ ایسے اسلام کا نام لیا کہ جس کی وجہ سے ملک کے حالات کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو پھر اسلام کسی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام ان فرقوں سے بالاتر ہے۔ پس اسلامی نظامؐ ایسا نظام ہونا چاہیئے جس سے فرقہ واریت کی بو نہ آئے جو کسی ایک فرقہ کی ترجمانی نہ کرے بلکہ جس میں ہر مکتبہ فکر کو اس کا پورا پورا حق دیا گیا ہو۔

برادران اسلامی! ہم مسلمان ہیں۔ اسلام کے لئے تاریخ میں جو قربانیاں اہل بیت اطہارؑ کے پیروکاروں نے دی ہیں تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے کل بھی اسلام و قرآن کے لئے قربانیاں دی ہیں اور آج بھی ہم خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اسلام و قرآن کے لئے قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جب انسان مسلمان ہو تو مسلمان کو اور کسی ازم (نظریہ) کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ کسی مسلمان کے لئے یہ عار اور باعث ذلت ہے کہ وہ قرآن اور اسلام کے علاوہ کسی اور ازم کے سائے میں زندگی گزارنا چاہے خواہ وہ مغربی نظام ہو یا مشرقی۔

ہم کونسا نظام چاہتے ہیں؟

جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام عزیز کم عرصے میں سارے محرومین اور مستضعفین کی توجہ کا مرکز بنتا ہے اور لوگوں کو اپنی طرف جذب کرتا ہے تو لوگ جوق در جوق اسلام لاتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر سوچنا چاہئے کہ اگر اسلام صرف چند عبادات کا نام ہوتا تو اس قدر جاذبیت نہ رکھتا لیکن چونکہ اسلام میں عبادات اور تربیت کے علاوہ اجتماعی مسائل کی طرف بھی توجہ کی گئی ہے۔ محروموں کے مسائل کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک صالح اور عدل و انصاف پر مبنی نظام بھی اسلام نے دے دیا ہے۔ اسی وجہ سے محروم، مستضعف اور غریب لوگ جو مستکبرین، ظالمین اور طاغوتوں کے ظلم کے پنجوں میں پس رہے تھے جب انہوں نے دیکھ لیا کہ اسلام ایک ایسا عدل و انصاف پر مبنی نظام ہے جہاں ہمارے حقوق کی ضمانت دی جاتی ہے۔ وہاں ہمیں انسان تصور کیا جاتا ہے۔ وہاں ہمیں آزادی حاصل ہے۔ تو ہر طرف سے لوگ اسلام کی طرف آنے لگے۔

برادران عزیز! ہم نے اس وقت سرمایہ دارانہ نظام کو اپنایا جو کئی سال پہلے کا نظام ہے جو کس طرح غریبوں اور مزدوروں کا خون اس میں چوسا جاتا ہے؟ ہم نے سوشلزم اور کیمونزم کے جھوٹ اور فریب پر مبنی نعرے بھی دیکھ سن لئے کہ کس طرح سائبریا میں غریبوں اور مزدوروں کا قتل عام کیا گیا؟ کس طرح افغانستان کے اندر اسی سوشلزم کے نعرے والوں نے غریبوں اور محروموں کا قتل

عام کیا اور خود پاکستان کے اندر ہم نے سوشلزم کو اپنایا؟ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم حقیقی اور اصلی اسلام کو اپنا لیں نہ کہ حکمرانوں کا اسلام۔ اب تک جس اسلام کا تجربہ ہم نے کیا ہے وہ شاہی نظام والا اسلام اور حکمرانوں کا اسلام ہے۔ آسمانی اسلام، انبیاء، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قرآن و اہل بیت علیہم السلام کے اسلام کا ہم نے تجربہ نہیں کیا۔ آج مسلمانوں کو دوسرے نظاموں کی جگہ اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہونا چاہیے۔ قسم بخدا! جو آزادی اور حقوق بشر اسلام نے انسانوں کو دیئے ہیں وہ نہ تو مغربی نظام میں ہیں اور نہ ہی مشرقی نظاموں میں۔ کیونکہ کل ۱۳ رجب المرجب کو مولود سعید کعبہ مولائے کائنات مشکل کشا امیر المومنین علی علیہ الصلوۃ والسلام الملک العلام کا یوم ولادت تھا۔ اس لئے ہماری ولایت، ہماری ولا کبھی ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ آج کے دن اس عظیم ہستی کہ جس نے دنیا کو بتایا کہ ایک اسلامی نظام کیسا ہوتا ہے؟ جس نے صحیح ڈیموکریسی کے خطوط وضع کئے۔ جنہوں نے بتایا کہ اگر غریبوں اور محروموں کا درد ہے تو صرف اور صرف علیؑ کے سینے میں ہے۔ ہم اس کے ذکر کے بغیر قرآن وسنت کانفرنس کو نامکمل سمجھیں گے اس لئے کہ علیؑ عدیل قرآن ہیں۔

''اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللهِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَداً'' (بحارالانوار، ج ۲، ص ۱۰۰)

علیؑ جو عدیل قرآن ہے جو شریک قرآن ہیں۔ شریک قرآن کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم مسلمانوں پر رسول اعظمؐ اور قرآن حجت ہیں اور ان کی اتباع واجب ہے اسی طرح علی ابن ابی طالبؑ ہم پر حجت ہیں اور ان کی پیروی ہم پر واجب ہے۔ علیؑ مفسر قرآن اور شارع سنت نبویؐ ہیں کیونکہ ہم قرآن وسنت کے نام پر یہاں جمع ہوئے ہیں اگر ہم ان کے عدل وانصاف پر مبنی نظام حکومت کے بارے میں بحث نہ کریں تو جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہماری کانفرنس نامکمل ہوگی۔

اے برادران عزیز! اے معاشرے میں محروم و مستضعف وغریب طبقے! اے مزدور ومحنت کش افراد! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے کام کا احترام ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو احترام،

عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جائے تو آپ کو صرف اسلام کی پناہ میں آنا چاہیے۔ کارل مارکس نے کبھی بھی آپ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا، سوشلزم کا نظام آپ سے کام لینے کے علاوہ کوئی اور مقام آپ کو نہیں دیتا۔ سوشلزم میں مزدور کو مشینری کے ایک پرزے کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ پرزے کو جب انسان دیکھتا ہے کہ وہ خراب ہو گیا ہے تو اسے پھینک دیتا ہے صرف اس وقت تک ہے کہ جب تک اس سے کام لیا جا سکتا ہو، مزدور کو سوشلزم کے نظام میں صرف یہ حیثیت حاصل ہے کہ اس سے کام لیا جائے۔ اس سے بڑھ کر اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ اب یہ ہمارے کام کا نہیں ہے تو قربان گاہ میں لے جا کر ان کا قتل عام بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ اسلام ہے یہ حکومت عدل علوی ہے کہ جس میں مزدور کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ نظام مزدور کے حق کی بات کرتا ہے مولا مشکل کشاؑ فرماتے ہیں۔

''مَا رَأَیْتُ نِعْمَةً مَوْفُوْرَةً اِلَّا وَاِلیٰ جَانِبِهَا حَقٌّ مُضِیْعٌ''

''کسی جگہ پر بھی مال و دولت جمع نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس مال و دولت کے جمع ہونے کے نتیجے میں غریبوں کا حق ضائع کیا جاتا ہے۔''

اے مزدور! یہ کارل مارکس نہیں ہے کہ جس نے سو سال یا دو سو سال پہلے تمہارے حق میں بات کی ہے۔ یہ مولا مشکل کشاؑ ہیں۔ یہ علی ابن ابی طالبؑ حیدر کرارؑ ہیں کہ جنہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے تمہارے حق کے بارے میں بات کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان غریبوں اور محروموں کا حق کھانے والا کون ہے؟

جب مالک اشتر کو مولاؑ نے خط لکھا، آپ اس پیغام کو ضرور پڑھیں! بخدا! اس وقت آپ کو پتہ چلے گا اس وقت آپ افتخار اور فخر کریں گے کہ آپ کا تعلق کس مکتب سے ہے؟ مالک اشتر کو خط میں لکھتے ہیں کہ اے مالک! تمہیں اپنی رعیت اور غریبوں کے ساتھ رحم، عطوفت و محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔

''وَلَا تَكُوْنَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعاً ضَارِياً تَغْتَنِمُ اَكْلَهُمْ''

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۷ ص ۳۲)

اگر تم ان غریبوں کے حکمران ہو تو تم ان کے لئے ایک درندہ حیوان مت بنو کہ جس کی فکر یہ ہو کہ کس طرح ان غریبوں کو کھائے اور کس طرح ان کی جیب سے پیسے نکال لے۔ کس طرح ان کے بدن سے خون نکالے۔ ''فَاِنَّھُمْ صِنْفَانِ'' تمہاری رعیت میں لوگ دو قسم کے ہیں۔ ''اَمَّا اَخٌ لَکَ فِی الدِّیْنِ'' یا تمہارا وہ دینی بھائی ہے ''وَ اَمَّا نَظِیْرٌ لَکَ فِی الْخَلْقِ'' یا تیری طرح وہ بھی مخلوق خدا ہے اگر تیری رعیت میں ہندو، عیسائی یا یہودی ہے تو اگر چہ وہ تیرا ہم عقیدہ نہیں ہے لیکن تیری طرح وہ بھی مخلوق خدا ہے۔ لہٰذا تمہیں ان کے بھی حق کا خیال رکھنا پڑے گا۔

اے میرے عزیزو! اے غریب طبقے کے ساتھ تعلق رکھنے والو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو یہ بتائیں کہ آپ کا مقام اسلام میں کیا ہے؟ تو سن لو

''اَلْکَاسِبُ لِعَیَالِہٖ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ''

(بحار الانوار ج ۹۶ ص ۳۲۴)

وہ مزدور، وہ زحمت کش جو کھیت میں یا دکان میں یا کارخانے میں یا کسی اور جگہ پر کام کرتا ہے، اس نیت سے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے ایک لقمہ نان پیدا کرلے تو اسلام کی نظر میں اس کا مقام مجاہد فی سبیل اللہ کا ہے۔ جیسے وہ خدا کے راستے میں جہاد کر رہا ہو۔ اے محنت کش! آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ کبھی کارل مارکس، لینن، سٹالن، گورباچوف یا کسی اور سوشلزم کے دعویدار لیڈر نے غریب اور گمنام مزدور کا ہاتھ چوم لیا ہو۔

یہ شرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے کہ جب بانی اسلام رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے مدینہ میں جو باقی ماندہ مسلمان تھے وہ آپؐ کے استقبال کے لئے نکلتے ہیں۔ رسول اکرمؐ سب کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ ایک مزدور کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں تو آپؐ احساس کرتے ہیں کہ اس مزدور کے ہاتھ پر چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے محبت بھرے لہجے میں اس سے سوال کیا کہ تمہارے ہاتھوں کو کیا ہوا ہے؟ وہ صحابی عرض کرنے

لگا میں نے کام کیا ہے اور اس کام کی وجہ سے میرے ہاتھ پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مزدور کے ہاتھ کو اٹھا کر چومتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

''هٰذِهٖ يَدٌ لَا تَمَسُّهُ النَّارَ''

یہ وہ ہاتھ ہے کہ جسے جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ برادر عزیز! اے محنت کش! اگر تمہیں عزت چاہئے اور دنیا و آخرت کی سعادت چاہئے تو آؤ! اسلام وقرآن کے پرچم کے نیچے کام کرو۔ اگر ہزار صفر اسی طرح لکھتے رہیں تو اس کی کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ آپ اس کے ساتھ کوئی ہندسہ نہیں لکھیں گے تو اس وقت تک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ آپ کسی بھی ازم کے تحت کام کریں سرمایہ دارانہ نظام کو قبول کریں سوشلزم کے تحت کام کریں تو آپ کی یہ تمام زحمتیں رائیگاں ہو جائیں گی مگر یہ کہ اس کے پیچھے ''فی سبیل اللہ'' ہو جب آپ کی یہ زحمتیں اسلامی پرچم کے نیچے آجائیں گی تو پھر آپ کو عزت و مقام حاصل ہوگا اور آپ کے کام کی قدر و قیمت ہوگی۔ نہ صرف اس کا نتیجہ اس دنیا میں دیکھیں گے بلکہ قیامت میں بھی آپ اس کا بہترین نتیجہ دیکھیں گے۔

برادرانِ عزیز! اسلام ہے کہ جس نے مسلمانوں کو ظلم کے خلاف بیدار کیا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے کہ جس نے سوشلزم کے غلط اور جھوٹے دعوؤں کو آشکار کیا ہے۔ آج اسلام نے کریملن اور وائٹ ہاؤس کے محلات کو لرزہ براندام کر دیا ہے۔ یہ افغانستان میں جو کچھ ہوا ہے وہ مجاہدین کے مسلسل جہاد کا نتیجہ ہے۔ اللہ اکبر کے نعروں کے سائے میں ہے۔ وہ روس کہ کل تک اگر کوئی اس کے ساتھ افغانستان کے مسئلے پر بات کرتا تھا تو وہ ناراحت ہوتا تھا آج وہی روس مجبور ہو گیا ہے کہ افغانستان سے چلا جائے۔ یہ اسلام کی برکت ہے اگر ایران کے مسلمانوں نے روس اور امریکہ دونوں کو چیلنج کیا ہے تو ایمان کی قوت کے ذریعے۔ اگر امریکہ کو خلیج فارس میں ذلت کے ساتھ شکست ملی اور ذلت کے ساتھ اپنے اور نیٹو کے بیڑے وہ خلیج سے نکال رہا ہے تو یہ سب اسلامی قوت کے نتیجے میں ہے۔ اگر لبنانیوں نے اپنی سرزمین کو آزاد کروالیا ہے تو اللہ اکبر کے نتیجے میں۔ آج اگر فلسطین کے اندر انقلاب اٹھا ہے تو وہ اسلام کے نام پر ہے اور وہاں کے مرد و زن اور ان

کے بچے اسرائیلیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں تو یہ اسلام کے نام پر ہے۔

برادرانِ عزیز! یہ صرف اور صرف اسلام ہے، میں وہی بات عرض کروں گا جو حضرت امام خمینی نے کہی تھی کہ:

''اگر مسلمان مشکلات پر استقامت کریں تو پھر ان کے مقابلے میں نہ روس کچھ ہے اور نہ امریکہ کچھ ہے۔''

کیونکہ ان کی مثال کتوں کی مانند ہے جب کتا انسان پر حملہ کرتا ہے تو انسان اس سے بھاگتا ہے تو کتا بھی اس کے پیچھے بھاگتا ہے اس کو کاٹ لیتا ہے اگر انسان اس کے سامنے ڈٹ جاتا ہے اور پتھر اٹھانے کے لئے جھکتا ہے تو وہ کتا یا تو وہیں کھڑا ہو جاتا ہے یا پیچھے بھاگ جاتا ہے۔ آج امریکہ اور روس کی بھی یہی مثال ہے ایران کے مسلمانوں نے مسلسل پانچ سال استقامت دکھائی ان دونوں طاغوتی طاقتوں نے ان کے خلاف ہر قسم کے حربے استعمال کئے لیکن امریکہ کو بھی آخر میں شکست تسلیم کرنا پڑی اور روس کو بھی۔ اسی افغانستان کے اندر مجاہدین نے مسلسل تکالیف برداشت کیں۔ ایک ملین سے زیادہ افراد کا نذرانہ پیش کیا۔ آخر کار روس کو ذلت کے ساتھ افغانستانِ اسلامی سے نکلنا پڑا۔ میں عرض کروں کہ اس وقت افغانستان کا مسئلہ حساس مراحل میں پہنچ گیا ہے۔ ہم نے پہلے ہی دن سے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ انقلاب ایک اسلامی انقلاب ہے۔ افغانستان کے عوام امریکہ کے اشارے پر نہیں اٹھے تھے۔ مادیت کے لئے نہیں اٹھے تھے جب انہوں نے افغانستان کے اندر اسلامی شعائر کو غیر محفوظ تصور کیا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن امریکہ جو سب سے بڑا شیطان ہے اس نے فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس انقلاب کو اسلامی راستے سے ہٹانے کے لئے بھرپور سازشیں شروع کر دی ہیں۔ ہم نے یہ کہہ دیا ہے کہ چونکہ افغان عوام کے صحیح نمائندے مجاہدین ہیں۔ لہٰذا روس کے ساتھ جنیوا مذاکرات میں اصلی فریق مجاہدین ہیں اگر وہ نہ ہوں تو ہماری حکومت کو ایسے مذاکرات میں شرکت نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن آپ کو تو علم ہے کہ حکومت نے ان مذاکرات میں کس کے اشاروں پر شرکت کی۔ ہم نے اعلان کیا کہ جنیوا

مذاکرات کے نتیجے میں ایک آزاد خودمختار اور اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے تو ہم اس کی تائید کریں گے لیکن اگر ان مذاکرات کے نتیجے میں روس کو امتیاز دیا جاتا ہے یا امریکہ کو مراعات دی جاتی ہیں تو ہم اس قسم کے معاہدے کو دوسرا کیمپ ڈیوڈ معاہدہ سمجھیں گے اور اسے مسلمانوں کے ساتھ غداری تصور کریں گے۔

برادرانِ عزیز! ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' پاکستان کے اندر اسلامی نظام کے لئے جدوجہد جاری رکھے گی اور پاکستان سے باہر بھی جہاں جہاں پر اسلامی نظام کے لئے جو افراد، جماعتیں اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں ہم ان کی ہر طرح کی حمایت کریں گے۔ ہم یہ فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ہمارا نام فقہ جعفریہ کے ساتھ مخصوص ہے لیکن جہاں فقہ جعفریہ کے ماننے والے اپنے لئے فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں اسی طرح وہ پاکستان کے اندر اسلامی نظام اور اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے ان کی فقہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اتحاد بین المسلمین کو نظریہ سمجھ کر اس کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کر رہی ہے اور اس کی بہترین دلیل ہمارے اجتماعات ہیں کہ ہمارے اجتماعات میں جب کوئی نعرہ لگتا ہے تو وہ اتحاد بین المسلمین کی روح کو مدنظر رکھ کر لگایا جاتا ہے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ نہ تو امریکہ کے ساتھ مربوط ہے اور نہ ہی روس کے ساتھ مربوط ہے اور دونوں کو اسلام و مسلمانوں کا دشمن سمجھتے ہیں اور یہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا امتیازی نشان ہے کہ اس کے جلسوں میں مردہ باد امریکہ، مردہ باد روسیہ اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ ہمیں اس میں کوئی عار نہیں ہے ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اتحاد بین المسلمین کو نظریہ سمجھتے ہیں لیکن اپنے شیعی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اور ہمارے بھائی، سنی رہتے ہوئے، دونوں اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشش کریں جس طرح ہم یہ توقع نہیں رکھتے کہ سنی بھائی اپنے مخصوص مذہبی مراسم سے دست بردار ہو جائیں اسی طرح وہ ہم سے بھی یہ توقع نہ رکھیں کہ ہم اپنے مخصوص مذہبی مراسم کو اتحاد بین المسلمین کی خاطر چھوڑ دیں گے۔ نہیں، ہم ہاتھ باندھ کر نماز نہیں پڑھیں گے۔ اہل سنت کے ساتھ ایک صف میں نماز پڑھیں گے

لیکن ہاتھ کھول کر اور اپنے سامنے خاک شفا کی سجدہ گاہ رکھ کر نماز پڑھیں گے۔ ہم اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشاں ہیں لیکن جب بھی حملے کا وقت ہوگا جب بھی ہمیں موقع ملے گا، مورچے میں ہم حسینؑ مظلوم کا ماتم کرتے ہوئے یا حسینؑ! یا حسینؑ! کہتے ہوئے دشمنان اسلام پر حملہ آور ہوں گے۔

ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عبادت سمجھتے ہیں۔ ہم عزاداری کو شعائر اللہ اور افضل قربات سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی، جس طرح ایک انسان ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہم آئمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ ہم جس طرح امریکہ کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح امریکہ نواز اور روس نواز حکومت کی بھی مخالفت کریں گے۔ وہ لوگ جو امریکہ اور روس کے اشاروں پر پاکستان عزیز کے اندر مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں، ہم ان کے چہروں سے نقاب ہٹا کر ان کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ آلِ سعود ان دنوں پاکستان میں وفود بھیج کر، ریال تقسیم کر کے شہروں اور دیہاتوں میں تقدس حرمین کانفرنسوں کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان کیوں نفرتوں کا بیج بو رہے ہیں؟ مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ان کانفرنسوں سے ان کا مقصد کیا یہ نہیں ہے کہ لوگوں کی توجہ کو فلسطین مظلوم کے مسلمانوں سے ہٹائے؟ اگر تمہارا مقصد تقدس حرمین ہے تو قدس اور مسجد اقصیٰ بھی مسلمانوں کا پہلا قبلہ ہے۔ قدس کے لئے آج تک تم نے کہاں کانفرنس کی ہے؟ کہاں اسرائیلیوں کے خلاف آواز بلند کی ہے؟ کیا تمہارا مقصد اسرائیل کا دفاع اور فلسطینیوں کے خون کو ضائع کرنا اور مسلمانوں کی توجہ ان سے ہٹانا نہیں؟ اس وقت جبکہ افغانستان کا مسئلہ حساس مراحل میں داخل ہو گیا ہے اور امریکہ شیطانیت میں لگ گیا ہے کہ کسی طریقے سے بھی افغانستان کے اندر ایک صحیح اسلامی حکومت نہ آنے پائے۔ کیا ان دنوں میں ایسی کانفرنسیں کرنا امریکہ کی مدد کرنا نہیں ہے؟ افغانستان کے مسئلے میں مسلمانوں کی توجہ

اس سے ہٹانا امریکی مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ تقدس حرمین یہی ہے کہ جب مسلمان مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس، مردہ باد اسرائیل اور اللہ اکبر کا نعرہ لگائیں! قرآن کے واضح حکم

''وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ''

پر عمل کریں۔ یہ اعلان خدا اور رسول کی طرف سے ہے۔

یہ آیہ شریفہ جو مسلمانوں کے لئے حج کے موقع پر مشرکین سے برائت کو واجب قرار دیتی ہے جب مسلمان اس آیت پر عمل کر کے جلوس نکالتے ہیں تو کیا تقدس حرمین کا مقصد یہ ہے کہ ان پر گولیاں چلا کر ایک دن میں چند گھنٹوں میں سینکڑوں بے گناہ حاجیوں کا قتل عام کیا جائے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تمہاری ان کانفرنسوں کا مقصد اس عظیم گناہ کبیرہ پر پردہ ڈالنا ہے اور آلِ سعود کی امریکہ نواز اور سی آئی اے کی آلہ کار حکومت کی حرمین شریفین پر ناجائز اجارہ داری کو مضبوط کرنا ہے۔ سن لو! اے سعودیو اور سعودیوں کی طرف سے آئے ہوئے ملاؤں! سن لو! آج کا مسلمان سمجھ گیا ہے کہ مکہ اور مدینہ سارے مسلمانوں سے مربوط ہے اور ایک خاندان جس کا واسطہ و ربط امریکہ کے ساتھ سب پر واضح ہے اب مسلمان اس سے زیادہ آلِ سعود کی حرمین شریفین پر اجارہ اداری کو قبول نہیں کریں گے۔

برادرانِ عزیز! ہمیں اس بات پر بڑی خوشی ہے کہ آج کا مسلمان بیدار ہو گیا ہے اور مسلمانوں میں حرکت آ گئی ہے۔ وہ متوجہ ہو گئے ہیں کہ ہمارا مرکز صرف اور صرف اسلام ہے۔ ہمیں اتحاد بین المسلمین قائم کر کے امریکی یا روسی ایجنٹوں کو اپنی صفوں سے نکال کر اپنے ممالک میں اسلامی نظام قائم کرنا چاہئے۔ آج پاکستان کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ عوام کا کوئی قصور نہیں وہ تو اسلام چاہتے ہیں۔ لیکن ان بدبخت حکمرانوں نے اسلام کو اتنا بدنام کر دیا ہے کہ آج کے جوان کے ساتھ جب ہم اسلام کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں کہتا ہے کہ وہ اسلام جو

ان حکمرانوں نے پیش کیا ہے آپ بھی اسی کی تبلیغ کرتے ہیں تو پھر خدا حافظ! لیکن ہم ایسے جوانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم جس اسلام کی بات کرتے ہیں وہ اسلام اللہ کا اسلام ہے قرآن و محمد مصطفیؐ کا اسلام ہے ۔ اہل بیت اطہارؑ کا اسلام ہے بلکہ یوں کہوں کہ '' خلفائے راشدین'' کا اسلام ہے۔ جس میں جہاد ہے۔ جس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ وہ اسلام جس میں ماسوائے اللہ کے امریکہ، روس یا کسی اور کی بالا دستی کا تصور ہی نہیں۔

برادرانِ عزیز! بخدا! جس قدر اسلام کی طرف مسلمانوں کی توجہ بڑھ رہی ہے اس قدر امریکہ و روس اسلام سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں شدت اختیار کر رہے ہیں۔ ہمیں ہوشیاری و بیداری کے ساتھ ان طاغوتی طاقتوں کی سازشوں کو ناکام بنانا ہے۔ برادران عزیز! خدا کے لئے اس وقت اسلام کا مسئلہ ہے۔ سنی اور شیعہ کا مسئلہ نہیں بلکہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ اسلام کے نام پر متحد ہو جاؤ سنی ہو یا شیعہ، دیو بندی ہو یا بریلوی، جس مکتب سے بھی آپ کا تعلق ہو صرف اسلام کے نام پر متحد ہو کر قومیت کے بتوں کو توڑ دو۔ فرقہ واریت کی مسموم فضا کو پیار و محبت کی فضا میں بدل دو۔ یہ جو مختلف بہانوں سے ہمیں آپس میں لڑاتے ہیں ان کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔ خصوصاً میں اپنے شیعہ بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا آپ کے احساسات ہیں آپ کے جذبات ہیں بخدا! ہمیں علم ہے کہ آپ کی اہل بیتؑ کے ساتھ کتنی محبت ہے۔ آپ کس قدر عزاداری سید مظلوم علیہ الصلوۃ والسلام کے عاشق ہیں لیکن اگر آپ کے دل میں محبت اہل بیتؑ ہے اور عزاداری سید الشہداؑ عزیز ہے کہ یقیناً عزیز ہے۔ تو ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھالنا اور ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنا، محاذ آرائی چھوڑ دو، بخدا! اس سے عزاداری کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اہلبیتؑ بھی ناراحت ہوتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اہل بیتؑ اور قلب حضرت ولی عصر امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہم سے خوش ہو تو ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ نہیں اچھالنا چاہیئے۔ اگر ہمیں عزاداری عزیز ہے تو ہمیں متحد ہونا چاہیئے۔ ہمیں صرف اور صرف اسلام و قرآن و اہل بیتؑ کے نام پر متحد ہونا چاہیئے۔ آج اتحاد کی ضرورت

ہے۔ اتفاق کی ضرورت ہے۔ آپ نے جس طرح مجھ سے پہلے مقررین سے سنا کہ جب دشمنانِ اسلام نے یہ احساس کیا کہ اسلام اور مکتب اہلبیتؑ کے شاگرد سے انہیں خطرہ ہوسکتا ہے تو انہوں نے آپ کے خلاف قدم اٹھایا۔ یہ جو آپ کے مسائل ہیں۔ آپ کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے اس میں ہم واضح طور پر امریکہ کا ہاتھ دیکھ رہے ہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں بیرونی ہاتھ ہے۔ ہم کیوں اتحاد کو خراب کرتے ہیں۔ میں یہ بار بار کہتا ہوں کہ بخدا! صرف مورچے مختلف ہیں۔ عالم ہو، خطیب ہو، ذاکر ہو، پیش نماز ہوئے، ملنگ ہو سب کے سب قرآن و اہلبیتؑ کے سپاہی ہیں لیکن کسی کا مورچہ منبر ہے، کسی کا محراب ہے، کسی کا مورچہ مسجد ہے، کسی کا مورچہ مدرسہ ہے، کسی کا مورچہ امامباڑہ ہے، کوئی قلم کے ذریعے، کوئی زبان کے ذریعے، سب کے سب ایک مقصد کے لئے کام کررہے ہیں۔ جب سب کا مقصد ایک ہے تو پھر اختلاف کس بات کا؟ دیکھیں برادر عزیز! اگر کسی سے ہم کوئی بات سن لیں تو ہمیں اس سے درگزر کرنا چاہیئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہمیں آگے نہیں بڑھانا چاہیئے۔ ہمیں وسیع تر مسائل کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ دشمنوں کی تو یہ کوشش ہے کہ وہ ہمیں ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھائیں۔ چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے صرف یہ عرض کروں گا کہ جس خلوص و محبت کیساتھ آپ نے قرآن وسنت کانفرنس میں شرکت کی ہے میں آپ کو قرآن وسنت کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ان عظیم مقاصد کی خاطر یہاں سے جب آپ جارہے ہیں تو اپنے دلوں میں محبت کا پیغام لے جائیں۔ اگر آپ کے دل میں کسی کے خلاف نفرت کا بت تھا تو اسے یہاں توڑ دو اور اپنے ساتھ محبت کا پیغام لے جاؤ۔

اسلام ومسلمان ایک عظیم طاقت ہیں

میرے مسلمان بھائیو! اس وقت میں زیادہ مزاحم نہیں ہونا چاہتا اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور ان چیزوں میں سے ایک اہم چیز جسے ہم

اپنا فریضہ سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ احساس دلوائیں کے آپ بہت بڑی قوت اور طاقت ہیں۔ مسلمان خواہ وہ پاکستان کے مسلمان ہوں خواہ دوسری جگہوں کے مسلمان ہوں اس وقت وہ احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو احساس کمتری سے نکال دیں اور ان کو باور کرائیں کہ جو قوت ان میں ہے اور جو کچھ وہ کر سکتے ہیں وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اس احساس کمتری کے نتیجے میں ہمارے جوانوں اور بوڑھوں کے ذہنوں میں یہ بات پختہ ہوگئی ہے کہ اگر ہم زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو یا ہمیں روس کے ساتھ مربوط ہونا یا امریکہ کی غلامی اختیار کرنی چاہیئے۔

ہم جدوجہد کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ روس اور امریکہ ہماری جان و مال وناموس کے دشمن ہیں اور یہ کبھی بھی ہمیں عزت، شرافت اور ترقی نہیں دے سکتے اور اس بات کی ہمارے پاس دلیل موجود ہے۔ من جملہ دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ پاکستانی اخبارات میں گزشتہ سال یہ خبر آئی تھی کہ روس اور امریکہ کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر امریکہ خلیج فارس میں ایران کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہے تو روس کچھ نہیں کہے گا۔ اسی طرح روس کی افغانستان میں موجودگی پر امریکہ کچھ نہیں کرے گا۔ اور ہم نے دیکھ لیا کہ اگر افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کو کچل دیا جاتا ہے تو روس کے ساتھ امریکہ کا بھی ہاتھ ہے۔ اگر امریکہ خلیج فارس پر حملہ کرتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ اس نے روس کو ضرور اس کی خبر دی ہوگی اور روس سے اس کی اجازت لی ہوگی۔

ہم اپنے بھائیوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ روس ہمارا دوست ہے نہ امریکہ۔ اگر ہمیں کوئی عزت دے سکتا ہے تو وہ صرف خدا اور اسلام ہے۔ اگر ہم استحکام حاصل کر سکتے ہے تو اسلام اور ایمان کی بناء پر۔ لیکن میرے عزیز مسلمان بھائیو! آپ پاکستان میں رہ رہے ہیں اور فلاں طبقے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں کبھی فلاں مکتب کے ساتھ۔

آزاد مرد کون ہوتا ہے؟

جب روز عاشورا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیموں پر یزیدی لشکر نے حملہ کیا تو اس موقع پر امام حسینؑ نے ایک جملہ فرمایا کہ اگر تم دین نہیں رکھتے اگر تم دیندار نہیں ہو اگر نماز پر عقیدہ نہیں رکھتے تو آزاد مرد بن جاؤ آزاد مرد وہ ہوتا ہے جو کسی حکومت کی حمایت عبادت سمجھ کر نہیں کرتا۔

میں پاکستان کے مسلمانوں سے عرض کروں گا کہ اگر آپ دیندار نہیں ہیں تو کم از کم آپ پاکستان میں آزاد مرد بن جائیں۔ روس کو ٹھوکر ماریں امریکہ کو بھی لات ماریں اور دونوں کو پاکستان سے نکال دیں اور ہمارے لئے یہ ایک المیہ ہے کہ آج جہاں بھی ہماری اسلامی مملکتیں ہیں یا روس کے ساتھ وابستہ ہیں یا امریکہ کے ساتھ۔ اور برائے نام غیر وابستہ تحریکوں کے ساتھ ان کے نام پائے جاتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ امریکہ یا روس کے اشارے پر سب کچھ کرتے ہیں۔

پاکستان کی سیاست کے فیصلے کہاں ہوتے ہیں؟ کیا اسلام آباد میں ہوتے ہیں؟ نہیں! یہ فیصلے ہم پر مسلط کئے جاتے ہیں۔ یہ ہمارے اور آپ کے فیصلے نہیں یہ کسی اور جگہ کئے جاتے ہیں۔ ہم کیوں نہ ہمت کریں اور اپنے مقدرات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں اور امریکہ و روس کی غلامی سے آزادی حاصل کریں۔

اسلام کی قدرت

برادر مسلمان! قسم بخدا جو قدرت اسلام میں ہے وہ کسی اور مکتب کے نظام میں نہیں ہے۔ اگر اسلام میں قدرت نہ ہوتی تو امریکی صدر اور گورباچوف یہ نہ کہتے کہ امریکہ اور روس کو اندرونی اختلافات کو بھلا کر اسلامی انقلاب کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ اگر اسلام میں قدرت نہ ہوتی تو جیسا کہ اخبارات نے لکھا ہے کہ روس ایک ارب ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے صرف اس لئے کہ اسے اسلامی تعلیمات سے خطرہ لاحق ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایرانی ملا قرآن کی تفسیر کے بہانے

اپنی فکر سے سوشلزم پر یلغار کر چکے ہیں۔ روس کے اندر خطرہ پیدا ہوا ہے۔ اسلام میں اگر قدرت نہ ہوتی تو کل کیمونسٹ کہتا تھا کہ دین ایک نشہ ہے اگر یہ نشہ ہے تو پھر انہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ان کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ جتنا پیغام زیادہ دیں گے جتنا لوگوں کو نشہ دیں گے اتنا ہی کیمونسٹوں کو زیادہ موقع ملے گا یہ تو اسلام کی قدرت کی نشانی ہے کہ روس اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتا ہے۔

برادر مسلمان! ہمیں یہ افسوس ہے کہ ہمارے سربراہ اب تک مسلمان نہیں ہیں۔ نہ نام کے مسلمان ہے نہ ان کے دلوں میں اسلام ہے ان کے ذہنوں میں اسلام ہے نہ ان کے گھروں میں اسلام ہے۔ کسی جگہ بھی نہیں۔ یہ جو غلطیاں اور خامیاں ہیں یہ ہم سب مسلمانوں کی وجہ سے ہیں۔ اسلام میں جو قدرت ہے اسلام نے جو نظام پیش کیا ہے یہ سب مظلوم کے لئے ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ کسی جگہ پر کسی بڑے سیاسی لیڈر نے ایک غریب مزدور کا ہاتھ چوم لیا ہو لیکن یہ افتخار صرف اسلام کو حاصل ہے۔

حکمرانوں کا اسلام کو پس پشت ڈالنا

یہ ایک حقیقت ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کو اسلام کے نام پر حاصل کیا اور بنایا ورنہ برصغیر کے مسلمانوں کو ہندوستان میں رہتے ہوئے کسی قسم کی مذہبی رسومات کی ممانعت نہیں تھی مسلمانوں کی مساجد اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں مسلمانوں کے امامباڑے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں مسلمانوں کے دیگر آثار آج بھی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں پس مسلمانوں کے لئے ہندوستان کے اندر رہتے ہوئے کوئی مادی قسم کی تکالیف نہیں تھیں تجارت اور دکانداری پر مسلمان چھائے ہوئے تھے اکثر و بیشتر بڑے بڑے زمیندار مسلمان تھے لیکن وہ چیز کہ جس کا برصغیر کے مسلمان احساس کرتے تھے وہ ایک ایسی حکومت تھی جو مسلمان اسلام کے نام پر بنا کر وہاں سنی اور شیعہ سے بالاتر ہو کر اسلامی نظام نافذ کیا جائے اس مقصد کے لئے برصغیر کے سنی اور شیعہ مسلمانوں نے متحد و متفق یک آواز ہو کر اور اس راہ میں خون و قربانیاں دے کر اسلام

اورصرف اسلام کے نام پر پاکستان کو حاصل کرلیا لہٰذا اب بھی یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' مگر افسوس صد افسوس کہ بانی پاکستان کوفرصت نہیں ملی اس کے بعد جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے اصلی مقصد کو بھلادیا کچھ شرق کی طرف متوجہ رہے اور کچھ نے غرب کی طرف قانون کے لئے گدائی کا ہاتھ پھیلایا مگر وہ جس کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی وہ قرآن تھا جب موجودہ حکومت جس طریقے سے بھی ممکن تھا برسر اقتدار آئی انہوں نے صحیح طور پر اندازہ لگایا کہ پاکستان میں جو لوگ رہتے ہیں وہ مسلمان ہیں مسلمانوں کی رگوں میں اسلام و قرآن سے عشق ومحبت ہے لہٰذا انہوں نے اعلان کیا کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کریں گے تو اس پر مسلمان خوش ہو گئے اس لئے کہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے ہماری گذشتہ قربانیوں کو رائیگان کردیا اصلی مقصد کو بھلادیا تھا۔

اسلام محمدی اور امریکی اسلام

برادران عزیز! ہم عزت، شرافت، استقلال اور عدالت سب کچھ چاہتے ہیں لیکن اسلام و قرآن کے سایہ تلے چاہتے ہیں۔ہمیں قرآن یا اسلام کے علاوہ کسی اورازم کے سایہ میں جنت بھی ملے تو بھی ہم قبول نہیں کریں گے۔لیکن کون سا اسلام وہ اسلام جو اسلام محمدی ہے، وہ اسلام جو امریکی اسلام نہ ہو۔کیا فرق ہے امریکی اسلام اور اسلام محمدی میں؟ ایک بڑی علامت یا نشانی ہونا چاہئے۔قرآن سے پوچھتے ہیں۔

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ (بقرہ۔۱۲۰)

قرآن کہتا ہے کہ جب تک تم ان یہود ونصاری، امریکی اور روسی نظاموں اور ان کی سیاست کی پیروی نہیں کرو گے تب تک وہ تم سے خوش نہیں ہوں گے۔اب فرق واضح ہو گیا کہ اسلام محمدی اور اسلام محمدی والوں سے امریکہ اور روس کیوں ناراض ہیں؟ آپ بتائیں کہ دنیا میں کتنی

مملکتیں ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتی ہیں وہ دو ہیں لیکن میں نام نہیں لوں گا بلکہ آپ خود پہچانتے ہیں۔

ایک اسلامی حکومت وہ ہے کہ جس کو امریکہ مدد (Aid) دیتا ہے جس سے امریکہ راضی ہے جس کا امریکہ دفاع کرتا ہے اور دوسری مملکت وہ ہے جو ایک پر امن خطہ میں واقعہ ہے جس کے خلاف صبح اور شام امریکہ سازشیں کرتا رہتا ہے۔ تاکہ کسی طریقہ سے اسلام محمدی کا یہ نظام تباہ ہو جائے۔ آپ خود پہچانتے ہیں کہ کہاں پر اسلام امریکی ہے اور کہاں پر اسلام محمدی ہے۔

مسلمانوں کی پستی کی وجوہات

''وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ''

(آل عمران۔۱۳۹)

اے مسلمانوں ''وَلَا تَهِنُوْا'' سستی مت کرو غم نہ کرو اور محزون نہ ہو جاؤ ''وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ'' اور تم سربلند و سرفراز ہو کامیاب و کامران ہو ''اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ'' لیکن اس شرط پر کہ اگر آپ مومن ہیں یعنی ایمان سبب ہے کس چیز کے لئے؟ مسلمانوں کی سربلندی کے لئے۔ مسلمانوں کی سربلندی اور ان کی عزت و عظمت یہ مسبّب ہے اور ایمان سبب ہے اگر مسلمانوں کے اندر ایمان آ جائے تو پھر ضروری ہو جائے گا کہ وہ سربلند و سرفراز ہو جائیں اگر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان سربلند و سرفراز نہیں ہیں مسلمان پریشان و سرگردان وسست ہیں تو یہاں سے ہم اندازہ لگائیں گے کہ مسلمانوں کے اندر ایمان نہیں ہے۔

برادر عزیز! آپ مجھے بتائیں کہ کیا آج مسلمان سربلند ہیں؟ آج کیسے مسلمان سربلند ہیں کہ پینتیس اڑتیس سال ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں کے قلب کے اندر اسرائیل، کینسر جیسے مرض کی طرح پیدا ہو گیا ہے اور مسلمان اس کا علاج نہیں کر سکے۔ کیسے مسلمان سربلند ہیں کہ (اس جون کو) بیس سال پورا ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں کے قبلہ اول پر اسرائیل غاصب نے قبضہ کیا ہے اور مسلمان

اس کا کچھ نہیں کر سکے؟ مسلمان کیسے سربلند ہیں کہ وہ قربانی کے بکرے کے گوشت کی طرح تقسیم ہو گئے ہیں؟ کچھ پر روس کا قبضہ ہے اور کچھ پر امریکہ کا قبضہ ہے۔ مسلمان کیسے سربلند ہیں؟ کہ پوری دنیا میں پناہ گزین اور مہاجرین بن کر زندگی گذار رہے ہیں، سال دو سال پہلے اقوام متحدہ نے جو اعداد و شمار جاری کیے ان کے مطابق دنیا میں مہاجرین اور پناہ گزینوں کی زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ کیا پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم سربلند ہیں؟ افغانستان پر سات آٹھ سال ہونے کو ہیں کہ روس جیسا ظالم ان پر مسلط ہو چکا ہے اور ہر روز وہ مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ کس طرح مسلمان یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ سربلند ہیں؟ خدا کیلئے بتائیں کہ کیا ہم سست نہیں ہیں؟ اگر ہم سست نہ ہوتے تو ٹیکنیکل میدان میں معاشیات کے میدان میں، سیاست کے میدان میں اور دوسرے اجتماعی میدانوں میں ہم غیر مسلموں سے آگے ہوتے۔ کیا ہم محزون و پریشان نہیں ہیں؟ آج ہم اس مسئلے پر پریشان ہیں کہ راجیو گاندھی نے فوجی نقل و حرکت کی ہے اور وہ کوئی بڑا حملہ کرنے والا ہے یا ہم اس سے پریشان ہیں کہ ہم اگر کوئی کام کریں تو روس ہم پر حملہ کر دے گا یا ہم اس سے پریشان ہیں کہ اگر امریکہ ہماری حمایت چھوڑ دے تو پھر ہمارا تخت و تاج ختم ہو جائے گا۔ کل میں خبروں میں سن رہا تھا کہ امریکہ کا فلاں وزیر فلاں اسلامی مملکت میں گیا ہے اور ان کو اس نے تسلی دی ہے کہ فلاں مسئلے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم ایسے ہیں ویسے ہیں۔ آیا اس کے باوجود ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم سربلند ہیں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ہمارے دلوں کے اندر ایمان نہیں ہے اگر ہمارے دلوں کے اندر ایمان ہوتا تو نہ ہم پریشان ہوتے اور نہ ہی سرگرداں ہوتے بلکہ ہم دوسروں کو پریشان کرتے جس طرح کہ ایران کے مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر روس کو بھی پریشان کر رکھا ہے اور امریکہ کو بھی۔

دیکھئے برادرِعزیز! صدرِاسلام کے مسلمان کس اسلحہ کے ذریعے اتنی جلدی پوری دنیا پر چھا گئے؟ کیا وہ تعداد کے لحاظ سے زیادہ تھے؟ نہیں تعداد کے لحاظ سے تو وہ دوسروں سے کم تھے؟ کیا وسائل و امکانات کے لحاظ سے وہ قوی تھے؟ نہیں جزیرۃ العرب کو آج بھی آپ دیکھ رہے

ہیں۔اس وقت بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی تھی کہ جس کے ذریعے وہ اپنا اثر ورسوخ دوسروں پر جما سکیں۔کیا اسلحہ کے ذریعے ایسا تھا؟نہیں اسلحہ بھی نہیں تھا۔پس کون سی چیز تھی؟ صرف اور صرف صدرِاسلام کے مسلمانوں میں جذبہ ایمانی تھا کہ جس کے نتیجے میں مسلمان ایک قلیل سے عرصے میں کافی جگہوں پر چھا گئے اور اس زمانے کی دو طاغوتی طاقتوں قیصر و کسریٰ کو شکست دیکر انہیں ذلیل وخوار کر دیا۔ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اگر اس زمانے میں ایمان کی اس قدر قدرت تھی تو پھر ایمان تو ایک ہے حالات وشرائط کے بدلنے سے اور زمانے کے گزرنے سے ایمان میں تو تبدیلی نہیں آ سکتی پس تبدیلی ہم میں آئی ہے۔اُس زمانے کے مسلمان دل سے مسلمان تھے۔ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔آج کا مسلمان زبان کی حد تک مسلمان ہے۔ ہمارے دل کی گہرائیوں میں اسلام و ایمان نہیں۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام جب مومنین کی صفات شمار کرتے ہیں تو مومن کی ایک صفت یہ قرار دیتے ہیں کہ

''عَظُمَ الْخَالِقُ فِیْ اَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَادُوْنَه فِیْ اَعْیُنِهِمْ''

مومنین وہ ہیں کہ جن کے دلوں میں خدا کی عظمت کا چراغ جب روشن ہو جاتا ہے تو خدا کے علاوہ جو بھی ہو وہ ان کی نظروں میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔آج ہماری نظروں میں امریکہ بہت بڑا ہے روس بہت بڑا ہے۔یہ اس لئے ہے کہ خدا کی عظمت کی کرنیں ابھی تک ہمارے دلوں میں نہیں آئی ہیں اگر ہمارے دلوں میں خدا کی عظمت آجاتی خدا کے جلال کی کرنیں آجاتیں تو پھر ہم نہ تو امریکہ کو سپر طاقت مانتے اور نہ ہی روس کو سپر طاقت مانتے۔

صدرِاسلام کے مسلمان حقیقی مسلمان تھے۔ان کے دلوں میں ایمان تھا۔یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کی طاغوتی طاقتوں کو انہوں نے کچل دیا اور اسلام وتوحید کے پرچم کو انہوں نے سر بلند کر دیا اور آج ہم کیا کرتے ہیں آپ نے دیکھ لیا کہ دو تین سال پہلے اسلامی ممالک کے سربراہان کاسابلانکا میں جمع ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کی کیا خدمت کی اور کون سا اسلامی مسئلہ انہوں نے حل کیا؟ افغانستان کا مسئلہ حل کیا؟ نہیں۔ایران عراق کا مسئلہ حل کیا؟ نہیں۔کون سا کام کیا؟

ہاں ایک کام کیا اور وہ یہ کہ استعمار کی خوشنودی اور ان کی رضایت کے لئے حسنی مبارک جیسے غدار کہ جس نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی اور وہ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کہ جس پر معدوم سادات نے دستخط کئے تھے اسی کی پیروی کی۔ ہم ان سر براہان مملکت سے پوچھتے ہیں اور یہ جو سب سے زیادہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور سب سے زیادہ اسلام کو نقصان اسی نے پہنچایا ہے اور اس نے سب سے زیادہ اسلام کو بدنام کیا ہے۔ اس سے ہم پوچھتے ہیں کہ پہلے انور سادات اور مصر کو اسلامی کانفرنس سے کیوں نکالا گیا؟ اس نے کیا جرم کیا تھا؟ سب یہی کہیں گے کہ اس نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی اور اسرائیل کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ اچھا اب سادات مر گیا اور مصر کا سربراہ حسنی مبارک ہو گیا تو کیا اس نے آ کر کیمپ ڈیوڈ معاہدے کو منسوخ کر دیا؟ نہیں۔ اس نے اس معاہدے کو منسوخ نہیں کیا۔ پس ہم پوچھتے ہیں کہ تم کس صلے میں اسے اسلامی کانفرنس میں واپس لائے ہو۔ سوائے اسکے کہ امریکہ خوش ہو جائے؟ مجھے پہلے اس کا علم نہیں تھا۔ راولپنڈی میں ایک جگہ ہمارے رفقاء بیٹھے تھے اسلامی یونیورسٹی کے کچھ طلبہ وہاں آئے۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ اسلامی یونیورسٹی کے جو اساتذہ ہیں چاہے وہ پاکستانی ہیں یا عرب ان کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ مصر دیتا ہے ان طلبہ نے یہ بتایا کہ جب دو تین سال پہلے ہمارے صدر صاحب نے حسنی مبارک اور امریکہ کی خدمت کی اور مصر کو اسلامی سربراہی کانفرنس میں واپس لے آیا اور جب اسلامی یونیورسٹی کے بجٹ کے سلسلے میں سعودیہ نے کچھ پس و پیش کیا کہ ہم اتنا نہیں دے سکتے تو مصر نے پاکستان کو یہ پیش کش کی کہ چونکہ آپ نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور آپ نے ہماری خدمت کی ہے لہٰذا ہم اسلامی یونیورسٹی کے جتنے بھی اساتذہ ہیں ان کی تنخواہ دیں گے۔ دیکھیں یہ کیسی اسلامی یونیورسٹی ہے؟ خوب اس اسلامی یونیورسٹی کے جو طلبہ اس دن میرے پاس آئے تھے ان میں سے ایک طالب علم کا تعلق بلوچستان سے تھا کچھ اور طلبا بھی تھے۔ اس بلوچستان کے طالب علم کو یونیورسٹی سے نکال دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے اور بھی کچھ طلبا کو نکالا گیا تھا۔ کس وجہ سے انہیں نکالا گیا؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ امریکہ کی مخالفت کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ جس طریقے

سے اس یونیورسٹی میں اسلامی تحریکوں اور اسلامی موومنٹس پر جب لیکچر ہوتے ہیں مثلاً اخوان المسلمین ہو یا جماعت اسلامی ہو (وہ جوان مطالبہ کرتے تھے کہ اسی طرح) ان پر جس طرح بحث ہوتی ہے اور ان کے بارے میں لیکچر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آج سب سے بڑی موومنٹ اور سب سے بڑا اسلامی انقلاب ایران میں برپا ہوا ہے لہٰذا ہم یونیورسٹی کے طلبا یہ تقاضا کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یونیورسٹی میں ایک کرسی اس انقلاب کے لئے مختص کی جائے۔ یونیورسٹی والوں نے ان کو نکال دیا اور کچھ کو محض اس لئے نکال دیا کہ وہ شیعہ تھے اور ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ شیعہ تھے اور کچھ کو اس لئے نکال دیا کہ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ بریلوی تھے یعنی یہ لوگ تفرقہ ڈالتے ہیں کہ یہ سنی ہے۔ یہ شیعہ ہے، یہ دیوبندی ہے، یہ بریلوی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ جس اسلامی یونیورسٹی میں بچوں کو یہ پڑھایا جاتا ہے کہ یہ دیوبندی ہے اور یہ بریلوی ہے اس سے شیعہ کو نکال دو فلاں سوچ رکھنے والوں کو نکال دو تو ایسے لڑکے اگر کل اسلام کے نام پر معاشرے میں داخل ہو جائیں تو کیا پھر ''عَلَى الْإِسْلَامِ اَلسَّلَام'' نہیں ہو جائے گا۔ پھر اسلام کا فاتحہ پڑھ لینا چاہئے۔ غرض ہمارے اسلامی ممالک کے سربراہان نے ابھی تازہ تازہ ایک کانفرنس منعقد کی ہے گزشتہ کے بارے میں تو میں نے عرض کیا کہ انہوں نے اس میں کوئی مسئلہ حل نہیں کیا۔ مسلمانوں کے درد کی دوا انہوں نے نہیں کی۔ صرف امریکہ کی خوشنودی کے لئے حسنی مبارک کو جس نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی اس کو واپس لائے ہیں۔ اب اس مرتبہ بھی ان کی جو سربراہی کانفرنس تھی ان کے اہداف آپ کو بھی معلوم ہیں اور مجھے بھی پہلے سے معلوم تھے اور ہیں اور انہوں نے پھر کچھ نہیں کیا۔ خوب واضح ہے کہ یہ نام کے مسلمان ہیں۔ بظاہر یہ خدا کے سامنے جھکتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں کوئی تو امریکہ کے سامنے جھکتا ہے اور کوئی روس کے سامنے۔ کہتے ہیں کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہے ہم کعبے کے اردگرد طواف کرتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں ان کا کعبہ یا واشنگٹن ہے یا ماسکو ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب ہمارے سربراہان مملکت کا یہ حال ہے تو ایک حدیث ہے کہ

''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ''

زیادہ تر عوام اپنے سربراہوں کے پیچھے ہوتے ہیں جیسے وہ سربراہ ہوں گے وہ بھی ان سے وہی کچھ سیکھیں گے۔ جب اسلامی ممالک کے سربراہوں کی یہ حالت ہے تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی؟

برادر عزیز! آج ہمیں اس چیز کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہم اگر مسلمانوں کے مسائل و مصائب کی طرف خود توجہ نہیں کریں گے تو یہ جو ہمارے ممالک کے سربراہ ہیں انہیں تو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے اگر انہیں کسی چیز سے دلچسپی ہے تو وہ صرف اپنے تخت و تاج سے ہے۔ بس! ان کے دلوں میں نہ قدس کی محبت ہے نہ انہیں فلسطینیوں سے کوئی دلچسپی ہے نہ افغان مجاہدین کے لئے کوئی جذبہ ہے اور نہ ہی کسی اور کے لئے۔ ہمیں خود چاہئے کہ ہم اپنے مسائل کی طرف توجہ کریں۔ مسلمان عوام کو بیدار کریں اور ہم یہ سوچیں کہ کب تک یہ لوگ جو ہم سے کھیل رہے ہیں یونہی کرتے رہیں گے۔

برادران اسلامی! اصل چیز ایمان ہے جیسا کہ میں نے آیت میں عرض کیا اور اگر آج ہمارے دلوں میں ایمان آجائے تو فرض کریں کہ چھوٹے موٹے جو افسران ہیں ''اے سی'' ہے یا ''ڈی سی'' ہے وزیر اعظم ہے یا صدر ہے تو پھر ہم نہ تو ان کی پرواہ کریں گے اور نہ ہی ان کے بڑے ارباب کی پرواہ کریں گے جب ہمارے دلوں میں ایمان آجائے۔ یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہے اور آئمہ اطہار علیہم السلام سے بھی ہے کہ

''مَنْ خَافَ اللّٰہَ اَخَافَ اللّٰہُ مِنْہُ کُلَّ شَیٍٔ'' (شرح نہج البلاغہ ج ۱۰، ص ۱۴۶)

جو خدا سے ڈرے خداوند متعال سب چیزوں کو اس سے ڈرائے گا وہ پھر کسی چیز سے نہیں ڈرے گا اگر ہمارے دلوں میں خوف خدا آجائے تو پھر یہ سب ہم سے ڈریں گے نہ یہ کہ ہم ان سے ڈریں۔ امام باقر علیہ الصلوۃ والسلام سے ایک حدیث ہے کہ

''اِنَّ اللّٰہَ اَعْطٰی مُؤْمِناً ثَلَاثَۃَ خِصَالٍ اَلْعِزَّۃُ فِی الدُّنْیَا، وَ الْفَلَاحُ فِی الْآخِرَۃِ

وَالْمَهَابَةُ فِي قُلُوبِ الظَّالِمِينَ" (بحارالانوار ج ۶۸ ص ۱۶)

خداوند متعال نے مومن کو تین خاصیتیں دی ہیں۔ اوّل "اَلْعِزَّةُ فِي الدُّنْيَا" دوم "وَالْفَلَاحُ فِي الْآخِرَةِ" سوم "وَالْمَهَابَةُ فِي قُلُوبِ الظَّالِمِينَ" یہ تین صفتیں خدا نے مومن کو دی ہیں ایک صفت یہ ہے کہ مومن اس دنیا میں عزیز ہوگا، وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہوگا، جو خوار و ذلیل ہوگا وہ مومن نہیں ہوگا، مومن ہمیشہ عزیز ہوگا، "وَالْفَلَاحُ فِي الْآخِرَةِ" آخرت میں وہ سعادت مند و کامیاب ہو گا، خسارے اور نقصان میں نہیں ہو گا "وَالْمَهَابَةُ فِي قُلُوبِ الظَّالِمِينَ" تیسری خصوصیت مومن کی یہ ہوگی کہ ظالمین کے دلوں میں اس مومن کی ہیبت وڈر ہوگا اور ظالمین مومن سے ڈریں گے۔ لرزیں گے، اس سے پریشان ہوں گے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ"

عزت پہلے خدا سے مختص ہے اور اس کے بعد اس کے رسول کے لئے اور اس کے بعد مومنین کے لئے۔ امام صادق علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"اِنَّ اللهَ فَوَّضَ اِلَى الْمُؤْمِنِ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ وَلَنْ يُفَوِّضَ اِلَيْهِ اَنْ يَكُوْنَ ذَلِيْلاً"

(بحارالانوار ج ۶۷ ص ۷۲)

خداوند متعال نے مومن کے جتنے بھی کام ہیں وہ اس نے ان کے اختیار میں دیئے ہیں کہ جو کچھ کرنا چاہو کرو لیکن خداوند متعال نے مومن کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ ذلیل وخوار ہو جائے اگر ایک مومن امریکہ کے سامنے ذلیل بننا چاہتا ہے۔ روس کے سامنے ذلیل ہونا چاہتا ہے تو خدا اس کی اجازت نہیں دیتا اگر وہ ذلیل ہوگا تو وہ ایمان کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کیا حالت ہے؟ کوئی امریکہ کے سامنے ذلیل وخوار ہوتا ہے تو کوئی روس کے سامنے، جب یہ دوسروں کے سامنے ذلیل ہیں تو کیا ہم انہیں مومن کہہ سکتے ہیں؟ مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے۔ پھر حالات جیسے بھی

ہوں اس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی

''اِنَّ الْمُؤمِنَ اَشَدُّ مِنْ زَبَرِ الْحَدِیْدِ''

مومن تو لوہے کے ٹکڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے کیوں؟ اس لئے کہ

''اِنَّ الْحَدِیْدَ اِذَا دَخَلَ فِی النَّارِ لَانَ''

اس لئے جب آپ لوہے کو آگ میں ڈال دیتے ہیں تو وہ نرم ہو جاتا ہے۔

''وَاِنَّ الْمُؤمِنَ لَوْ قُتِلَ وَ نُشِرَ ثُمَّ قُتِلَ لَمْ یَتَغَیَّرْ قَلْبَه''

(بحارالانوار ج ۷۰، ص ۱۷۸)

مومن کو اگر قتل کیا جائے اور دوبارہ اسے زندہ کر دیا جائے اور پھر اسے قتل کر دیا تو بھی اس کے دل میں کسی قسم کا تزلزل اور تبدیلی نہیں آئے گی۔

برادرِ عزیز! اگر واقعاً ہم مومن اور مسلمان ہیں تو پھر ہمیں کسی قسم کا خوف نہیں کرنا چاہئے ہمیں نہ امریکہ سے گھبرانا چاہئے اور نہ ہی روس سے گھبرانا چاہئے بلکہ ان کی سازشوں کو سمجھ کرنا کام بنانا چاہئے۔ اس دن بھی کراچی کے ایک اجتماع میں میں نے عرض کیا تھا کہ ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی انقلاب نے امریکہ پر ایک کاری ضرب لگائی ہے اور روس پر بھی البتہ امریکہ پر زیادہ سخت لگائی ہے اور روس پر اس کی نسبت کچھ کم۔ اب جب امریکہ اور روس نے اسلامی انقلاب سے ضرب کھائی ہے تو دیکھنا ہے کہ اس انقلاب میں کیا خصوصیات ہیں؟ اس میں دو خصوصیات ہیں۔ پہلی خصوصیت اس انقلاب میں یہ ہے کہ یہ انقلاب قومیت کے نام پر نہیں، معاشیات کے نام پر نہیں، کسی اور نام سے نہیں بلکہ اس انقلاب کی بنیاد اسلامی فکر اور اسلامی سوچ اور اسلامی آئیڈیالوجی ہے۔ اس انقلاب کی دوسری خصوصیت اتحاد بین المسلمین ہے۔ شیعہ سنی، بلوچ، کرد، عرب، عجم سب کے سب اس انقلاب میں شامل ہوئے اور سب مل کر شاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب ان کو پتہ ہے اس انقلاب کی یہ دو خصوصیات دوسری خصوصیات سے زیادہ واضح اور قوی تھیں اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا امریکہ اور روس اس سے خطرے کا احساس نہیں کریں گے؟

ضرور احساس کریں گے۔ پاکستان میں دس کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ مصر ترکی اور انڈونیشیا میں اور دوسرے ممالک میں بھی مسلمان بستے ہیں۔ ان کو ان ممالک سے بھی خطرہ ہے کہ اگر ہم نے ان ممالک میں پہلے سے منصوبہ بندی نہیں کی اور اسی طرز پر ان اسلامی ممالک میں بھی اسلامی انقلاب آ گیا تو پھر ان کے مفادات پر اس سے سخت ترضرب پڑسکتی ہے لہٰذا وہ کیا کریں گے؟

وہ دو کام کریں گے۔ پہلا کام وہ یہ کریں گے کہ ہمیں اسلامی آئیڈیالوجی اور اسلامی سوچ سے منحرف کریں۔ ہمیں قومیت کی طرف لے جائیں کہ میں پختون ہوں، میں ہزارہ، میں بلوچ، میں سندھی، میں پنجابی۔ جب ہم نے پنجابی و بلوچ و پختون و مہاجر کے نعرے شروع کر دیئے تو آپ بتائیں کہ ہم نے اس دس کروڑ کو کیا کیا؟ اس کو تقسیم کر دیا یا نہیں؟ اگر یہ سب ایک جگہ ہوتے تو ان کی قوت کتنی ہوتی۔ اب ان کو نہ صرف تقسیم کر دیا بلکہ ایک دوسرے کے دست و گریبان بھی ہو گئے خوب! پہلا کام وہ یہ کریں گے کہ ہمیں قومیت کے نام پر اسلامی سوچ سے منحرف کریں گے، اس کے ساتھ ساتھ اگر انہوں نے دیکھا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں ہم قومیت کے نام پر دھوکہ نہیں دے سکتے اور یہ اسلام سے ادھر ادھر نہیں جاتے تو ان کے لئے وہ کیا کریں گے؟ وہ یہ کریں گے کہ اس اسلامی سوچ کے ساتھ کچھ اور ملا دیں گے یعنی اسلام کے نام پر کچھ اور چیزیں اس میں شامل کر دیں جو استعمار کے مفادات کے لئے مفید ہیں مثلاً یہ کہیں کہ ہاں اسلام میں جہاد ہے لیکن ابھی تو جہاد کا وقت نہیں آیا ہے۔ ابھی تو یہ مسئلہ ہے ابھی تو مسلمانوں کو جہاد نہیں کرنا چاہئے۔ اس طریقے سے وہ یہ کہہ دیں گے کہ ہمیں امریکہ سے کاملاً تعلقات رکھنے چاہیں روس کے ساتھ تعلقات ضروری ہیں۔ ان سے ہماری یہ یہ ضروریات پوری ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اسلامی افکار میں تحریف کر دیں۔ قرآنی آیات کی مختلف تاویلیں کریں، جہاد میں تاویل کریں، حج میں تبدیلی لائیں، حج کو اپنے اصلی راستے سے منحرف کر لیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کے جو مصارف ہیں ان کے علاوہ اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کریں۔ اسی طرح دیگر اسلامی معارف، سب میں وہ تبدیلی کر دیں اور ایک ایسا اسلام بنائیں کہ جس سے امریکہ بھی راضی ہو۔ انگلستان بھی جس سے

امریکہ انگلستان اور یہاں تک کہ اسرائیل بھی راضی ہو۔ کیا وہ اسلام محمدی ہوسکتا ہے؟ یقیناً نہیں ہو سکتا۔ پس آج استعمار کی ایک سازش یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر وہ غیر اسلامی کام اسلام کے نام پر عام کر رہے ہیں اور ان کے لئے سب سے بہترین آدمی اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں جنرل صاحب ہیں اور ان کی سب سے زیادہ خدمت اس میدان میں جنرل صاحب نے کی ہے۔

وہ جان گئے ہیں کہ اگر یہ متحد ہوں اور یہ کہ یہ شیعہ ہے یہ سنی ہے یہ بریلوی ہے یہ دیوبندی و اہل حدیث ہے اگر یہ باتیں ان کے درمیان نہ ہوں اور یہ ان سے بالاتر ہو جائیں تو پھر ہمارے مفادات ختم ہو سکتے ہیں۔ استعمار نے اس پر زور دے دیا ہے کہ سنی کو شیعہ کے خلاف اور دیوبندی کو بریلوی کے خلاف اور بالعکس اہل تصوف کو ان کے خلاف، خلاصہ یہ کہ آپس میں ان کو مصروف کر دو۔ آج یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان منبروں اور محرابوں سے کہ جن سے مسلمانوں کو محبت و اخوت کا درس دینا چاہئے تھا۔ آج انہی محرابوں اور انہی منبروں سے مسلمان، مسلمان کے خلاف بول رہا ہے اور مسلمان، مسلمان کے خلاف کفر کا فتویٰ لگا رہا ہے، کتنے افسوس کا مقام ہے۔ آج مسلمانوں کو ان سازشوں کو درک کرنا چاہئے اور پھر انہیں ناکام بنانے کے لئے بھی میدان میں آ جانا چاہئے۔ اگر ہم نے ان سازشوں کو درک نہیں کیا اور انہیں ناکام بنانے کی کوشش نہیں کی تو پھر بظاہر تو ہم رہیں گے لیکن ہمارا اسلامی تشخص ختم ہو جائے گا۔ کفار اور استعمار ہم پر مسلط ہو جائے گا ہم بظاہر تو مسلمان ہوں گے لیکن ہمارے گھروں اور ہمارے معاشرے میں سب کچھ غیر اسلامی ہوگا۔ اس لئے میں آپ برادران اسلامی سے سنی ہوں یا شیعہ سب سے یہ اپیل کروں گا کہ اسلام کے نام پر اٹھیں اور جو بھی سازش کرنا چاہتے ہیں چاہے وہ جس نام پر بھی ہو چاہے قومیت کے نام سے ہو، وہ فرقہ واریت کے نام پر ہو، سیاست کے نام پر ہو، یا کسی اور نام سے ہو، آپ ان کے ساتھ مقابلہ کریں اور اتحاد بین المسلمین سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ سنی شیعہ بنے یا شیعہ سنی بن جائے۔ نہ نہ، یہ نہیں ہوسکتا۔ نہ ہم سنی بھائیوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنی فقہ کو چھوڑ دیں اور نہ

ہی وہ ہم سے یہ توقع رکھیں کہ ہم شیعیت کو چھوڑ دیں، وہ اپنے تشخص کو برقرار رکھیں اور ہم اپنے تشخص کو برقرار رکھیں۔ایک دوسرے کے مقدسات کا احترام کریں۔ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح نہ کریں۔مشترکات کی خاطر بیضہ اسلام کی حفاظت کی خاطر اپنے مشترک دشمن کے خلاف متحد ہو جائیں۔اتحاد بین المسلمین کا مقصد یہ ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اگر امریکہ وروس کہ جن کے درمیان بہت زیادہ نظریاتی اختلافات ہیں اور نظریاتی لحاظ سے ان کے درمیان زمین آسمان جتنا فاصلہ ہے اگر وہ مسلمانوں کی نابودی کے لئے جنیوا میں جمع ہو سکتے ہیں تو کیا ہم سنی ہوں یا شیعہ، اہلحدیث ہوں یا بریلوی یا اہل تصوف ہوں۔اسلام کی خاطر اور مسلمانوں کے مفاد کی خاطر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے؟ ہماری تحریک فرقہ وارانہ تحریک نہیں ہے جس طرح کہ مجھ سے پہلے بھی بھائیوں نے عرض کیا ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر کسی کو اپنا حق دیا جائے اور ہر کسی کو اس کے اعتقادات کے مطابق آزادی ہونا چاہئے۔اگر ایک بھائی عزاداری کرنا چاہتا ہے۔میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام صرف شیعوں کے نہیں ہیں۔امام حسین علیہ السلام نے اسلام کی خاطر قربانی دی ہے۔کلمہ توحید کی سربلندی کیلئے انہوں نے قربانی دی ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ محرم وصفر میں سب کے سب مسلمان امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت اور ان کے مقام و بزرگواری کی تشریح کریں لیکن اگر فرض کریں ہمارے دوسرے مسلمانوں کے پاس وقت نہیں ہے یا دوسرے مسائل ہیں تو ہم ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آزادی کے ساتھ امام علیہ الصلوۃ والسلام کی عزاداری کو بجالائیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ سنی ہو یا شیعہ سب کے سب اسلام کی خاطر اور پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا ہے۔اس کے تحفظ کی خاطر ایک دوسرے کے ساتھ اخوت و برادری اور محبت سے زندگی گزاریں اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت پھیلانے اور باتیں کرنے کی نہ تو اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے اور نہ ہی موجودہ حالات اس کی اجازت دیتے ہیں اور ہماری تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کر رہی ہے اور الحمد اللہ کسی حد تک کامیاب بھی ہے البتہ جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ ہم بہرحال اپنے تشخص کو بھی

برقرار رکھنا چاہتے ہیں، نہ یہ کہ ہم اپنے تشخص کو ختم کر دیں۔تحریک نفاذ فقہ جعفریہ شیعوں کے جو مسائل ہیں ان کی تربیت کا مسئلہ، تعلیم کا مسئلہ ہو یا مسجد وامام باڑے کا مسئلہ ہو۔اس کے اغراض و مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سلسلے میں ہم نے دوسری جگہوں پر بھی عرض کیا کہ ہمارے پاس تو وسائل نہیں ہیں البتہ ہمارے پاس جو خزانہ ہے وہ یہی ہمارے مومنین بھائی ہیں اور جس طرح یہاں پر ہمارے شاہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ان جیسے پاک اور مخلص لوگ کہ جن کے دلوں میں قومی و دینی مسائل کا جذبہ ہے۔ان جیسے نوجوان ہیں جن کو اگر خدا نے کچھ دے دیا ہے تو ہم ان سے لے کر یہ اجتماعی کام کرتے ہیں خداوند متعال نے ہمیں یہ توفیق دی کہ ان جیسے مومنین پیدا ہو گئے جو اس قسم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو دوسرے صوبوں کی نسبت ہم بلوچستان کو اہمیت دیتے ہیں کہ ان کے مسائل کو حل کریں گے اور انہیں کبھی فراموش نہیں کریں گے جیسا کہ پیش نماز کے بارے میں کہا گیا ہے تو اس سلسلے میں بھی صوبہ بلوچستان کے صدر نے انتظامات کئے ہیں اور ماہ رمضان اور اس کے بعد کے لئے بھی انشاء اللہ انتظام ہو جائے گا البتہ ''اَلْاُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا'' انشاء اللہ جب وقت آئے گا تو یہ سب کام ہو جائیں گے۔

استعمار سے آزادی ضروری ہے

برادران اسلامی! ذرا ہوشیار ہو جائیں۔کیوں ایسا کام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں شیعہ سنی فساد ہو جائے۔پورے پاکستان میں ہر جگہ پُرامن فضا خراب ہو جائے۔امریکی سازشیں کامیاب ہو جائیں۔ہم ان بھائیوں سے یہی کہتے ہیں کہ اے برادران اسلامی! بل پاس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔قرارداد مقاصد میں سب مطالب موجود ہیں۔مسئلہ ان کو عملی جامہ پہنانے کا ہے آپ اس وقت یہاں اسلامی نظام نافذ کر سکتے ہیں جب پاکستان کو امریکی اثر ورسوخ سے آزاد کروالیں۔

برادران اسلامی! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ اگر کسان ہیں اور اپنے کھیت

میں بیج بونا چاہتے ہیں تو آپ پہلے کیا کرتے ہیں؟ اس کھیت سے پتھر جمع کرتے ہیں اس میں اگر کوئی کانٹے وغیرہ ہوں تو وہ جمع کرتے ہیں اسے ہموار بناتے ہیں اس کے بعد آپ اس میں بیج بوتے ہیں۔ اگر آپ نے ایک زمین کو صاف نہیں کیا، پتھر صاف نہیں کیے اس میں کانٹے وغیرہ جمع نہیں کئے اور اس میں آپ نے بیج بو دیا تو آیا آپ اس بیج سے نتیجہ حاصل کرسکیں گے؟

برادران اسلامی! جب تک پاکستان میں انگریزی قوانین موجود ہیں انگریزی تہذیب موجود ہے جب تک امریکہ پاکستان کے ہر شعبے میں گھسا ہوا ہے اور ہمارے فیصلے اسلام آباد کی بجائے واشنگٹن میں ہو رہے ہیں تو نہ یہاں اسلامی نظام قائم ہوسکتا ہے نہ اسلامی معاشرہ۔

پس میں سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو بھی اپنے دل میں اسلام و قرآن کی محبت رکھتا ہو جو نظام اسلام کا شیدائی ہو اور جو بھی کفار (خصوصا امریکہ، روس اسرائیل) کے خلاف اپنے دل میں نفرت رکھتا ہو ہم انہیں اپنا بھائی سمجھ کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ان کے ساتھ ایک جسد واحد بن کر دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے کے لئے تیار ہیں لیکن ایسا اسلامی نظام جس میں شیعوں کو اپنے حقوق، اہل احدیث، بریلوی، دیوبندی کو اپنے اپنے حقوق ملیں۔ ہر مکتبہ فکر والوں کے احساسات وجذبات کا احترام کیا جائے۔ ایسا اسلامی نظام نہیں جو فرقہ واریت کی طرف پورے ملک کو لے جائے۔ ہم ایک مرتبہ پھر عرض کرتے ہیں کہ ہم مسلمان اور اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں قرآن وسنت کی بالادستی چاہتے ہیں لیکن ایسا اسلام جس میں کسی فرقے کی حق تلفی نہ ہو، کسی فرقے کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔

برادران اسلامی! جیسا کہ ۱۹۷۹ء میں حکومت وقت نے غلط ارادہ کیا تو شیعیان حیدر کرارؑ اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت بھی جب حکومت نے یہ ارادہ کیا شیعیان حیدر کرارؑ اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آج بھی اگر حکومت ہمارے احساسات وجذبات کو مجروح کرنا چاہے، ہماری حق تلفی کرنا چاہے یا فقہ جعفریہ کو نظر انداز کرنا چاہے تو پھر ہم وہی شیعہ ہیں۔ ہماری رگوں میں وہی خون ہے ہم بدلے نہیں ہیں۔ ہم کل سے آج مضبوط ہو گئے ہیں۔

مارشل لاء کے دور میں ہمارے نوجوان، بوڑھے اور یہاں تک کہ ہماری خواتین بھی اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔ سیکرٹریٹ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ آج اگر مارشل لاء نہیں ہے تو پھر ہمارے لئے ایسے مسائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے حکومت کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ حقایق کو درک کرنا چاہئے۔ ہم غیور اور پُرامن قوم ہیں۔ تشدد پسند یا شر پسند نہیں ہیں۔ ہم امن سے رہنا چاہتے ہیں لیکن اگر کوئی خواہ مخواہ ہمارے جذبات و احساسات کو مجروح کرنا چاہے تو پھر ہم ایسے بھی نہیں کہ جس طرح عیسائیت میں ہے کہ اگر کوئی رخسار پر تھپڑ مارے تو آپ دوسرا رخ اس کی طرف کر دیں۔ ہم اپنا دفاع، عقیدے کا دفاع، حقوق کا دفاع اپنا شرعی وظیفہ سمجھتے ہیں اور اس راستے میں ہمیں جو قربانی دینا پڑے ہم دریغ نہیں کریں گے۔

انقلاب اسلامی کے پاکستان میں اثرات

پاکستان کی مسلمان عوام پر انقلابِ اِسلامی ایران کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ من جملہ، انقلاب نے انہیں متوجہ کیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور پاکستان میں ضروری ہے کہ ان کے لئے ایک اسلامی حکومت قائم ہو اور انہیں اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ یہ ازم چاہے شرقی ہوں یا غربی ان سے نجات حاصل کرنی چاہئے۔ یہی وجہ ہے انقلاب کی کامیابی کے بعد اسلامی نظام کے قیام کے کوششوں میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ انقلاب اسلامی کی کامیابی سے پہلے اتحاد بین المسلمین کو اس قدر اہمیت نہیں دی جاتی تھی لیکن اب انقلاب کی کامیابی کے بعد اس کو بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ سنی اور شیعہ اکٹھے مل کر جلسے منعقد کرتے ہیں۔

انہی اثرات میں سے تیسرا اثر یہ ہوا ہے پاکستان کے لوگ انقلاب اسلامی سے پہلے امریکہ سے متنفر نہیں تھے بلکہ ان کی بہت سی امیدیں امریکہ سے وابستہ تھیں۔ انقلاب اسلامی کی کامیابی

کے بعد پاکستانی عوام نے اس حقیقت کو پالیا ہے۔امریکہ اور روس مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ہم پاکستانیوں کو امریکہ سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔امریکہ نے 65ء اور 71ء کی جنگ میں ہماری کوئی مدد نہیں کی۔ پاکستان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے تو وہ صرف اور صرف اس کے اپنے منافع کی خاطر ہے۔لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ وہ پاکستان کا مخلص نہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے لوگ اب امریکہ کے خلاف نعرے لگاتے ہیں۔آپ پاکستان جائیں تو دیکھیں گے کہ ہر شہر میں دیواروں پر امریکہ کے خلاف نعرے لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں آنے سے پہلے میں نے شمالی علاقہ جات کا دورہ کیا۔ان آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑوں کے پیچھے گیا جو دنیا کے بلند ترین پہاڑ شمار ہوتے ہیں۔اس علاقے میں جہاں بھی ہم گئے لوگوں نے مردہ باد امریکہ مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ یہاں تک کہ ایک جگہ جب جلسہ ختم ہوا اور وہاں سے ہم ایک اور جگہ جا رہے تھے تو راستے میں ہم نے دو لڑکوں کو دیکھا۔ان لڑکوں نے جب میری جیپ کو دیکھا تو فوراً یہ نعرہ لگایا۔''سب مسلمان بھائی بھائی، امریکہ کی شامت آئی۔پس پاکستانی عوام پر انقلاب اسلامی کا ایک اہم اثر یہی ہے کہ انہوں نے اپنے اصلی دشمن کفر و استعمار امریکہ اور روس کو پہچان لیا ہے۔

جمہوری اسلامی ایران کے صدر جناب حجت الاسلام و المسلمین سید علی خامنہ ای کے دورہ پاکستان کے بعد وہاں امریکہ کے خلاف بہت اچھی فضا بنی ہے۔تمام شہروں میں مختلف مناسبتوں سے امریکہ کے خلاف مظاہرے ہوئے حالانکہ اس وقت امریکہ نے ایران کے خلاف ڈائریکٹ کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔

انقلاب اسلامی کے اثرات میں ایک اثر جو پاکستان کے جوانوں پر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اب ان میں دین کی طرف رغبت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔اس سے پہلے مساجد اور امام بارگاہوں کے اجتماعات میں جوانوں کی شرکت بہت کم ہوتی تھی لیکن اب جائیں تو دیکھیں گے

کہ زیادہ تر جوان مذہبی اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے دینی اجتماعات اور مذہبی

دروس مساجد اور امامبارگاہوں میں تشکیل پاتے ہیں۔انقلاب کے بعد جہاں عام لوگوں میں دین کی طرف رجحان بڑھا ہے وہاں خصوصاً جوان دین کی طرف بہت زیادہ مائل ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ بھی انقلاب اسلامی کے بہت سے مثبت اثرات ہمارے معاشرے پر مرتب ہوئے ہیں جن سب کو بیان کرنا مشکل ہے۔

جنگ کے سلسلے میں پاکستانی عوام کی اکثریت اسلامی جمہوری ایران کی حمایت کرتی ہے البتہ بہت کم ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو کبھی کبھی اخباروں میں مقالات کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جنگ مسلمانوں کے فائدے میں نہیں اور اسے جلد از جلد ختم ہونا چاہئے لیکن ایسے افراد بہت کم ہیں۔مسلمانوں اور امریکہ کے درمیان جنگ ہے۔اسلام اور روس و فرانس کے درمیان جنگ ہے۔یہی وجہ ہے سب مجاہدین اسلام کی فتح کے لئے دعا کرتے ہیں:

کہ خدایا جلد از جلد مجاہدین اسلام کو فتح و نصرت عطا فرما تا کہ قدس کی آزادی کے لئے راہ صاف ہو جائے اور تمام مسلمین مل کر قدس کو آزاد کرانے کے لئے آگے بڑھیں۔

اتحاد بین المسلمین

اس وقت ہمارے لئے سب سے اہم مسئلہ اتحاد بین المسلمین کا مسئلہ ہے جو بھی افراد چاہے وہ علماء ہوں یا وکلاء، سٹوڈنٹس ہوں یا جو بھی اس تحریک کے ساتھ مربوط ہوں وہ تعلیمات اہل بیت علیہم السلام کو مدنظر رکھ کر اور اس وقت سیرت رہبر کبیر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی کو مدنظر رکھ کر (یہ جو تفرقہ بازی اور مناظرانہ انداز ہے اس سے ہٹ کر) اتحاد و اتفاق کے ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت لوگوں کو دیں۔یعنی ہم ایسی تقاریر ایسی تحریروں اور ایسی باتوں سے اجتناب کریں جن سے اتحاد بین المسلمین کو نقصان پہنچے اور وہ سنی افراد جو متعصب نہیں ہیں اور وہ شیعوں کے لئے اپنے دل میں نرمی رکھتے ہیں ہم اپنے سخت لہجے کی وجہ سے ان کو اپنے

سے دور نہ کریں اور وہ افراد جو واقعاً شیعوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں ان کی گود میں انہیں نہ پھینکیں۔ ہمارے جتنے بھی افراد ہیں ان کو چاہیے کہ اتحاد بین المسلمین کو مدنظر رکھیں۔

سنی شیعہ اتحاد۔۔مسلمانوں کی کامیابی کا راز

میرا دوسرا خطاب اپنے سنی بھائیوں سے ہے کہ ہم پہلے بھی کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہم رہبر عظیم الشان خمینی عظیم روحی لہ الفدا کی قیادت پر فخر کرتے ہیں وہ عظیم انسان جس نے آج مسلمانوں کی کامیابی کا ذریعہ اتحاد بین المسلمین قرار دیا اور وہ لوگ جو سنی شیعہ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں ان کو امام امت نہ سنی سمجھتے ہیں اور نہ شیعہ بلکہ ان کو غیر کا ایجنٹ سمجھتے ہیں ہم بھی انہی کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں ہماری سنیوں کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے وہ ہمارے بھائی ہیں ہم دونوں کا دشمن امریکا، روس، اسرئیل اور بھارت ہیں ہم صرف زبان سے نہیں کہتے کہ سنی شیعہ بھائی بھائی ہیں بلکہ ہم عمل میں بھی خود اس پر عمل پیرا ہیں ہم آئندہ نزدیک ایک اتحاد بین المسلمین کانفرنس بلا رہے ہیں جس میں علمائے اہل سنت والجماعت اور علمائے شیعہ شرکت کریں گے اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر اور دشمن مشترک یعنی امریکا و روس کے خلاف تقاریر کریں گے اور آپس میں مل کر اتحاد و اخوت سے رہیں گے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ یوم سیاہ اور ہمارے یہ اجتماعات اپنے سنی بھائیوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہم دونوں کا دشمن مشترک ہے اور ہم دونوں مل کر اس مشترک دشمن سے مقابلہ کریں گے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے مطالبات سے پیچھے ہٹ جائیں نہیں نہیں یہ قومی سطح پر ہمارا مطالبہ ہے نفاذ فقہ جعفریہ ہمارا مطالبہ ہے ہمارے دوسرے حقوق ہیں ان کے باوجود ہم اپنے سنی بھائیوں سے اتحاد کے خواہاں ہیں دشمن مشترک کے خلاف اتحاد یعنی سنی سنی بن کر شیعہ شیعہ بن کر اپنے اپنے مسلک اور فقہوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دشمن مشترک کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں۔

یہاں میں آپ بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ ایک شخص ایسا ہے جو خود خواہی اور خود پسندی میں غرق ہے اور وہ یہ سوچتا ہے کہ صرف میں ہوں اسلام اس فکر کو رد کرتا ہے ایک

مسلمان کو خود خواہی اور خود پسندی کی مرض میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے دوسرا شخص وہ ہے جو ہوا کو دیکھ کر چلتا ہے جس طرف ہوا چلے وہ اس کا ہم رنگ بن کر اسی طرف چلتا ہے اس طرح آگے بڑھتا ہے یعنی ہم رنگ جماعت بنتا ہے اس قسم کا انسان بھی مسلمان نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا وہ کہتا ہے کہ لوگ جس طرف جا رہے ہیں مجھے بھی اسی طرف جانا چاہیے لوگ جس طرف بڑھ رہے ہیں مجھے بھی اسی طرف بڑھنا چاہیئے ہوسکتا ہے کہ لوگ ہلاکت کی طرف بڑھ رہے ہوں۔

اتحاد وقت کی اہم ضرورت

برادران اسلامی! میں ایک مرتبہ پھر آپ کے احساسات کا احترام کرتے ہوئے آپ سے یہ اپیل کروں گا۔ برادر عزیز! آج ہمیں سب سے زیادہ اتحاد، اتفاق، وحدت، محبت اور ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی ضرورت ہے اگر خدانخواستہ ہمارے درمیان انتشار اور نفاق ہوا تو اپنے مسائل حل کرنا تو کجا، ہماری مشکلات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا لیکن اگر ہم متحد اور متفق ہیں تو ہم بڑی سے بڑی مشکل کا آسانی سے مقابلہ کرلیں گے۔آپ کے احساسات وجذبات کی برکت سے میرا حوصلہ بھی بلند ہوگیا ہے لیکن میں آپ سے خواہش کروں گا کہ حتی المقدور آپ کوئی ایسا نعرہ نہ لگائیں جس سے کسی اور بھائی کے احساسات مجروح ہوتے ہوں۔آپ اگر نعرہ لگاتے ہیں تو نعرہ لگائیں کہ سن لو امریکہ! سن لو روس! سن لو گورباچوف! سن لو ریگن ہم تمہاری موت ہیں۔ اگر آپ نعرہ لگائیں گے کہ سن لو امریکیو! اگر بھکر میں کوئی امریکی نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ہمارے بھائی کہیں کہ خواہ مخواہ ہمیں چھیڑنے کے لئے ایسا نعرہ لگاتے ہیں۔اس لئے میں آپ سے یہ خواہش کروں گا کہ آپ ایسا نعرہ لگائیں جس سے امریکہ اور روس لرز جائیں نہ یہ کہ خدانخواستہ یہاں ہمارے شیعہ بھائیوں میں کوئی ایسا آدمی یا ہمارے اہل سنت والجماعت بھائیوں میں کوئی احساس کرے کہ یہ ہمیں چھیڑنے کے لئے نعرہ لگاتے ہیں جس سے کوئی منفی اثرات مرتب ہوں۔

اس کے ساتھ میں یہ خواہش کروں گا کہ آپ اپنے شیعی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے آگے آئیں۔اتحاد بین المسلمین بھی وقت کی اہم ضرورت ہے اور عظیم الشان لیڈر امام خمینی فرماتے ہیں خدانخواستہ اگر سنی شیعہ اختلاف چاہے وہ پاکستان کے کسی خطے میں ہوتو اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے امریکہ روس اور اور کفار کو فائدہ پہنچتا ہے۔اس لئے آپ اپنے شیعی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کریں۔عالم اسلام کے لئے اس وقت کون کون سے مسئلے درپیش ہیں۔افغانستان مظلوم سے کس طرح اور کن طریقوں سے ہم روس کو ذلت وخواری کے ساتھ نکال دیں۔فلسطین کے مسلمانوں کو ہم کس طرح دوبارہ فلسطین مظلوم میں واپس لے جائیں۔لبنانیوں کو کس طور اور کس طریقے سے ہم اسرائیلیوں کے ظلم سے بچالیں۔ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ہم کونسا طریقہ اختیار کریں کہ وہ وہاں کے متعصب ہندوؤں کے مظالم سے نجات حاصل کرسکیں اور اس وقت جو کفر واسلام کی جنگ ہے اور ایک اسلامی نظام کے خلاف دونوں طاغوتی طاقتوں نے صدام ملعون کو آگے لاکر ایران پر جنگ مسلط کی ہے اور ساتھ ساتھ امریکہ خلیج میں مداخلت کی دھمکیاں دے رہا ہے۔

ہم یہاں بحث کرتے کہ امریکہ نے اس قسم کی غلطی کی تو پاکستان کے مسلمان سنی ہوں یا شیعہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس سے انتقام لیں گے۔چاہیے تو یہ تھا کہ ہم یہاں یہ بحث کرتے کہ ملک میں قومیت کے نام پر بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔سینکڑوں معصوم بچے یتیم ہورہے ہیں۔قومی مفادات اور اموال کو نقصان پہنچایا جارہا ہے ہم کیا طریقے اختیار کریں کہ مہاجر اور پختون کو بھائی بھائی بنادیں۔ہم پاکستان میں اس وقت موجود برائیوں ؐ عریانی ؐ خرابیوں اور بدمعاشیوں کو کس طریقے سے ختم کریں۔ہم کیا طریقے اختیار کریں کہ پاکستان کے فیصلے واشنگٹن کی بجائے خود اسلام آباد میں ہوں۔لیکن افسوس کہ آج ہمیں اس استعمار نے جو اسلام کا دشمن ہے جو شیعہ کا دشمن ہے جو سنی کا دشمن ہے جو بریلوی کا دشمن ہے جو دیوبندی کا دشمن ہے جو اہل حدیث کا دشمن ہے جو اہل تصوف کا دشمن ہے اس استعمار نے ہمارے لئے کئی قسم کے مسائل پیدا کر رکھے ہیں۔کبھی

ہمیں قومیت کے نام پر آپس میں لڑا رہا ہے کبھی ہمیں مذہب کے نام پر آپس میں لڑا رہا ہے کبھی کسی نام پر اور کبھی کسی نام پر آپس میں لڑا رہا ہے کبھی ہمیں مذہب کے نام پر لڑا رہا ہے کبھی کسی نام پر اور کبھی کسی نام پر۔

برادر مسلمان! آیا ہماری حکومت اس وقت استعمار کی آلہ کار نہیں ہے جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے خواہ وہ فرقہ واریت کے نام پر ہو رہا ہو یا قومیت کے نام پر۔ کیا ان سب حالات کے لئے ہماری موجودہ حکومت ملوث نہیں ہے؟ کیا ان کی کوئی کوتاہی نہیں ہے؟ کیا ان کی پالیسی غلط نہیں ہے؟ آپ دیکھیں کہ ادھر سندھ میں، کراچی میں، حیدرآباد میں قومیت کے نام پر مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ یہاں کی موجودہ حکومت کو چاہئے تھا کہ اس قومیت کے نام اور فساد کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کرتی الٹا خود اس سے نمٹنے کی بجائے یہاں وہ فرقہ واریت کا مسئلہ پیدا کر رہی ہے۔

برادر مسلمان! افسوس اس وقت ہم سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ شیعہ ہو یا سنی بریلوی ہو یا دیوبندی اہل حدیث ہو یا اہل تصوف ہم سب کہتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ آپ بتائیں کہ اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ متحد ہوتا دیکھے۔

''وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا'' (آل عمران۔ ۱۰۳)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ ان جھگڑوں کو ختم کر دے۔

''وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ'' (انفال۔ ۴۶)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت کا جذبہ بیدار کرے۔

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ'' (حجرات۔ ۱۰)

''اَلْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ'' (توبہ۔ ۷۱)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ وہ کئی سو سالوں کی آپس میں جو نفرتیں تھیں ان کو ختم کر دے۔ چنانچہ سورہ آل عمران (آیت۔ ۱۰۳) میں ارشاد ہوتا ہے:

''وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ''

مشکلات کا حل۔۔۔۔۔۔اتفاق واتحاد

محترم علماء اعلام! ہم ایران میں بزرگان یا دوسری تحریکوں کے لیڈروں کے ساتھ ملے یا لبنان میں مختلف شخصیات سے ملاقات ہوئی تو ایک بات ہم نے ہر جگہ سنی اور وہ یہ تھی کہ اے مسلمانان پاکستان اور اے شیعیان حیدر کرارؑ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان سے استعمار و سامراج نکل جائے اور ایک حقیقی اسلامی نظام قائم ہوجائے تو پھر تمہیں شیعہ سنی جھگڑوں سے بالاتر ہوکر اسلام کے لئے کام کرنا ہوگا جب تک آپ مل کر کام نہیں کریں گے اس وقت تک تم پر یہ سوشلزم قومیت یا دوسرے مغربی اور مشرقی نظام مسلط رہیں گے اس لئے ضروری ہے کہ تم خالص اسلام کے لئے کام کرو انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں پاکستان کے شیعوں کی مشکلات کا علم ہے اور ہم سے کوئی بات مخفی نہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آج جس طریقے سے مسئلہ آگے بڑھ رہا ہے استعمار وسامراج تشیع سے خطرے کا احساس کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے لئے وہ اس سے زیادہ مشکلات کھڑی کردے۔ لیکن ہم جو تمہیں کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اے شیعیان حیدر کرارؑ! اے علماء اعلام شیعہ پاکستان! اگر تم ان سب مشکلات کا مقابلہ کر سکتے ہو تو صرف اور صرف وحدت واتحاد کے ساتھ۔ آپ پاکستان کے علماء چاہے جس لباس میں ہوں جو بھی سوچ رکھتے ہوں خواہ ملنگ کے لباس میں ہو یا ذاکر کے لباس میں مدرس ہوں امام جمعہ وامام جماعت ہوں سب کے سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوجائیں اور دشمن کے خلاف متحد ہوجائیں اگر آپ متحد نہیں ہوتے تو نہ صرف آپ ان مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ کہہ رہے تھے کہ خدانخواستہ آپ کو اور خطرات بھی در پیش آسکتے ہیں۔

اتحاد بین المومنین۔۔۔۔۔۔وقت کی اہم ضروریات

میں اس کے ساتھ یہ بھی عرض کروں کہ اگر ہم اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور اتحاد بین المومنین کو نظر انداز کردیں تو لوگ ہم پر ہنسیں گے۔ ہنسیں گے کہ نہیں؟ یقینا ہنسیں

گے۔ بخدا جس قدر ہم اتحاد بین المسلمین کے حامی ہیں اس سے کئی گناہ بالاتر ہم اتحاد بین المومنین کے قائل ہیں اور واجب سمجھتے ہیں۔ لیکن آخر آپ ذرا توجہ فرمائیے کہ اس دور میں نہ ہمارے مقدسات کا تحفظ باقی ہے ہمارے امام باڑے اور مساجد کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے اور نہ ہمارے خون کا خیال رکھا جارہا ہے اور نہ تعلیمی حوالے سے ہمیں آزاد کیا جارہا ہے بلکہ اسلامی یونیورسٹی میں شیعہ طلبا کے داخلے پر پابندی ہے اور ایک سکالر جو شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے بریلوی مکتب فکر سے ان دونوں کو وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہم شریعت بنچ میں اسلامی نظریاتی کونسل میں صحیح نمائندگی سے محروم ہیں۔ جب اتنی مصیبتوں میں سے گزر رہے ہیں اس وقت اگر کوئی اتحاد کے خلاف آواز بلند کرے گا تو آپ اسے شیطان سمجھ لیں۔ وہ ملت جعفریہ کا دشمن ہے۔ چونکہ اس وقت آپ کو معلوم ہے کہ اگر ایران میں مسلمانوں نے اپنے ملک سے امریکہ کو ذلت کے ساتھ نکال دیا تو وہ صرف اور صرف اتحاد کا نتیجہ تھا اگر آپ نے دیکھ لیا کہ لبنان سے امریکہ کو خوار کر کے نکال دیا گیا تو وہ ان کے اتحاد کا نتیجہ تھا۔

''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا '' (آل عمران۔ ۱۰۳)

سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں وہ جو خدا کی رسی ہے قرآن ہے، اسلام ہے، محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ ہمارے اختلاف سے ملت جعفریہ کو ضرر پہنچ رہا ہے اور غیر کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے جو بات بھی آپ کرتے ہیں صرف اور صرف ملت جعفریہ کے مفاد کو مدنظر رکھ کر کریں جو بھی قدم اٹھائیں ملت جعفریہ کے مفاد کے لئے ہو نہ کہ ذاتی اغراض کی خاطر بلکہ ملت جعفریہ کے مفاد کی خاطر ہو، خدا اور رسولؐ اور امام زمانہؑ کی خاطر ہو۔ اگر کسی کی مخالفت بھی کریں تو خدا اور رسولؐ و امیر المومنینؑ امام زمانہؑ اور ملت جعفریہ کے مفاد کی خاطر ہونا چاہیے۔ یہ اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ ہم نے خدا کو بھلا دیا ہے۔ قرآن کو بھلا دیا ہے۔ اہل بیت اطہارؑ کو بھلا دیا ہے۔ ملت جعفریہ کو بھلا دیا ہے۔ ایک انا کہ جو بت ہے ہم اس بت کو سامنے رکھ کر اس کی پرستش اور بندگی کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں کہ آج ملت جعفریہ کے لئے جتنے بھی مسائل ہیں اب سب کو ہم کیسے حل کریں؟ ہم نے جس وقت سے یہ ذمہ داری قبول کی ہے اس وقت سے تحریک جعفریہ کی مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل تو موجود تھی مگر اس کا ڈھانچہ بکھر گیا تھا۔ اب ہم اس تحریک کا تازہ ڈھانچہ بنا رہے ہیں اور جہاں ہم جاتے ہیں وہاں پر ان لوگوں کے تعاون سے ایسے افراد کہ جن کے ساتھ ملت تعاون کرتی ہے ان کو یہ ذمہ داری ہم دے رہے ہیں اور ہم نے ۲۵ جولائی کو لاہور میں مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل کی ایک میٹنگ بلائی ہے جس میں ہم قومی مسائل پر غور وفکر کریں گے اور آئندہ ہم نے ایک ملک گیر کنونشن بھی بلانا ہے۔ اس میں ہم ملت جعفریہ کے مسائل کے حل کے لئے عوام کی تائید سے ایک لائحہ عمل تیار کریں گے۔

ایک اہم مسئلہ اتحاد بین المسلمین کا ہے جس طرح ہر دور میں اتحاد بین المسلمین کی سخت ضرورت تھی اسی طرح ہر دور میں دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے بھی یہی حربہ استعمال کرتے رہے اتحاد کی جتنی ضرورت آج ہے اتنی ضرورت گذشتہ زمانے میں نہیں تھی اور جس طرح دشمنان اسلام شدت کے ساتھ نفاق کو مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کے لئے حربہ کے طور پر استعمال کرتے رہے اور آج سب سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو آگاہ اور ہوشیار رہ کر دشمنانِ اسلام کی اس سازش کو نابود و باطل کرنا چاہئے۔ آج اتحاد بین المسلمین سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو دشمنانِ اسلام ہیں یا دشمنانِ اسلام کے ایجنٹ ہیں اور جن کا دارومدار اختلاف پر ہے لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام وقرآن کی محبت ہے وہ سب سے زیادہ اہمیت اتحاد بین المسلمین کے مسئلہ کو دیتے ہیں۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ دشمن اسلام نے یہ درک کر لیا کہ ایران کی سرزمین پر ساڑھے تین کروڑ شیعہ سنی مسلمانوں نے مل کر کس طرح شرق وغرب کو منہدم سرگرداں اور لرزہ براندم کر دیا ہے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ اگر ایک ملیارد (سو کروڑ) مسلمان متحد ہو جائیں تو نہ امریکہ کی سلطنت رہے گی اور نہ روس کی، بلکہ سب کے سب اسلامی دنیا سے اپنا بوریا بستر گول کر کے اپنی اپنی جگہ پر

پہنچ جائیں گے۔ اس لئے وہ لوگ آج کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان آپس میں متحد نہ ہو سکیں لیکن الحمدللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کا جذبہ بیدار ہو گیا ہے۔ مسلمانوں میں اسلامی تحریکوں کی لہر دوڑ چکی ہے آج مصر میں اسلام کے نام پر جوان خون دے رہے ہیں۔ لبنان میں جوان اسلام کے نام پر بارود سے بھرے ٹرکوں میں بیٹھ کر اسلام کی راہ میں قربانی دے رہے ہیں افغانستان میں آج جوان بوڑھے حتیٰ کہ مستورات بھی اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کر رہی ہیں۔

ایران آج صرف اور صرف اسلام کی خاطر مشرق و مغرب سے تکلیفیں اٹھا رہا ہے ایرانیوں کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ اتحاد بین المسلمین چاہتے ہیں وہ قرآن کی حکومت چاہتے ہیں وہ اسلام چاہتے ہیں یہ صرف اور صرف اسلام دوستی کا صلہ ہے۔ جوان کو دشمنانِ اسلام کی طرف سے مل رہا ہے۔

پاکستان بھی چونکہ اسلام کے نام پر بنا ہے آج مسلمان اسلام چاہتے ہیں اسلام اسی وقت اس سرزمین پر آ سکتا ہے جب متحد ہو کر شرق و غرب کے ہاتھوں کو اپنی پاک سرزمین سے نکال دیں خواہ وہ امریکی ہو یا روسی۔ یہاں پر صرف وہی اسلام لا سکتا ہے جو صرف اور صرف اللہ کو سپر طاقت سمجھتا ہے نہ کہ امریکہ و روس کو، جو افراد امریکہ یا روس سے سہارا لیتے ہوں وہ کبھی یہاں اسلام نہیں لا سکتے۔ اسلام وہ لوگ لائیں گے جو اللہ کو سپر طاقت مانیں گے۔ اسلام صرف وہ لوگ لائیں گے جن کے دلوں میں صحیح معنوں میں قرآن کی حکومت ہو۔ آج جس قدر اتحاد بین المسلمین کی ضرورت ہے گذشتہ زمانوں میں نہیں تھی۔ آج الحمدللہ روشن فکر علماء جوانوں کو اسلام کی راہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں ہمارے درمیان مشترکات بہت ہیں ختم نبوت مسلمانوں میں ایک قدرِ مشترک ہے توحید قدرِ مشترک ہے، معاد قدرِ مشترک ہے، کعبہ و قرآن وغیرہ اسی طرح ہزاروں مسائل مشترک ہیں ہم کیوں ہزار مشترکات کو چھوڑ کر چند اختلافی مسائل کو اٹھا کر مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالتے رہیں بقول رہبر انقلاب اسلامی قائد عظیم الشان رہبر عزیز خمینی عزیز و محبوب روحی لہ

الفدا: ''جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہے نہ وہ صحیح معنوں میں شیعہ ہے اور نہ سنی بلکہ وہ استعمار کا ایجنٹ ہے'' ہم سب کو مل کر اتحادِ بین المسلمین کے لئے کام کرنا چاہئے اور دنیا پر ثابت کرنا چاہئے کہ ہم یہاں پر صرف اور صرف اللہ اور قرآن کی حکومت چاہتے ہیں نہ روس و امریکہ کی۔

اتحاد بین المسلمین کے متعلق عرض کروں کہ ہم جو اتحاد بین المسلمین کے قائل ہیں یہ مقصد نہیں ہے کہ شیعہ سنی بنے یا سنی شیعہ بنے یا کچھ وہ چھوڑ دے اور کچھ یہ چھوڑ دے۔ تاکہ مشترک یا مخلوط ایک چیز بنے۔ مقصد یہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کچھ ایسی باتیں ہیں۔ جو اصول دین ہیں۔ جو سنی شیعہ میں مشترک ہیں توحید کے اہل سنت قائل ہیں، نبوت کے سنی بھی قائل ہیں شیعہ بھی قائل ہیں۔ سنی بھی مانتے ہیں شیعہ بھی مانتے ہیں۔ کعبہ بھی سب کا ایک ہے، حج ہم سب اکٹھا کرتے ہیں۔ قرآن ہم سب کی ایک کتاب ہے ایسے مشترکات کو لے لیا جائے جو فقہی مسائل ہیں وہ اہل سنت اپنی فقہ کے مطابق اور شیعہ اپنی فقہ کے مطابق عمل کریں ایک دوسرے کے خلاف جھگڑا لڑائی نہ اٹھائیں اور دشمن مشترک جو امریکہ اسرائیل، روس، ہندوستان ہیں ان کا اکٹھا مقابلہ کرلیں ہماری اتحاد بین المسلمین سے یہ مراد ہے۔ اب معلوم ہے کہ ایک جگہ پر حکومت آگئی جیسا کہ آج کل ایران میں۔ وہاں پر شیعہ فرقہ کے مطابق فقیہ جامع الشرائط سربراہ ہوگا جیسا کہ امام خمینی ہیں۔ پاکستان میں مثلاً یہ کہہ دیں کہ سنی شیعہ مل کر قرآن اور اسلام کے مطابق ایک حکومت بنائیں جس میں اہل سنت کو ان کے حقوق اور شیعوں کو اپنے حقوق دیئے جائیں اس کے مطابق اتحاد بین المسلمین سے ہماری عرض یہ ہے کہ نہ سنی شیعہ بنے اور نہ شیعہ سنی بنے بلکہ مشترکات کو لے کر اختلافی مسائل کو نہ چھیڑا جائے اور ایک دوسرے کے مقدسات کا احترام کیا جائے۔ ایک دوسرے کے احساسات کو مجروح نہ کریں اور دونوں مل کر مشترکہ دشمن جو ہم سب کا ہے یعنی کفر اس کا مقابلہ کریں۔

عــزاداری ہماری شہہ رگ حیات

عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترویج کا مسئلہ ہے میں آپ برادران عزیز کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس دنیا میں پانچ افراد یا پانچ زمانے ایسے ہوتے ہیں کہ کچھ چیزوں کو استعمال کرتے ہیں مثلاً عربوں نے فلسطین کے مسئلے کو استعمال کیا اپنے اقتدار کے لئے۔ ہماری حکومت نے اسلام کو اقتدار کے لئے استعمال کیا ہے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کرتے ہیں تو اس حوالے سے کہ ہم شیعوں کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ ہم سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزاداری کو شعائر اللہ سمجھ کر افضل القربات سمجھ کر مدرسہ اسلامی سمجھ کر اور ایک نظریہ اسلام اور عقیدہ سمجھ کر اس کے فروغ کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں تو اس حوالے سے جب ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی شہہ رگ حیات سمجھتے ہیں موت وحیات کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ آخرت کا مسئلہ سمجھتے ہیں تو پھر ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے راستے میں جتنی بھی رکاوٹیں ہوں ان کا دور کرنا اور عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فروغ کے لئے اقدامات کرنا یہ ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً روٹوں کا مسئلہ ہے ہم تحریک کی طرف یہ واضح طور پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت کراچی ہو ڈیرہ اسماعیل خان ہو یا دوسری جگہ جہاں پر آوازیں بلند کی جارہی ہیں کہ روٹوں کو تبدیل کیا جائے۔ ہم واضح طور پر تحریک کی طرف سے اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کسی جگہ بھی روٹ کی تبدیلی کو صحیح نہیں سمجھتے۔ یہ روٹ ایک مذہبی اور پاکستان کے حوالے سے پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ہمارا شہری حق ہے اور ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ مثلاً ایک مرتبہ یہ مسئلہ یا بات ہوگئی تو اس کے منفی اثرات اور نتائج نہ میں سنبھال سکتا ہوں اور نہ آپ۔ اس لئے آپ کو روٹوں کے حوالے سے بھی جہاں زیادہ مشکلات ہیں وہاں آپ کو کوشش کرنا چاہیے

کہ روٹ بحال ہوں اور ان میں کسی قسم کا مسئلہ نہ ہو۔

اہم ایام کو شایان شان طریقے سے منائیں

ایک نکتہ مخصوص ایام کے بارے میں ہے۔ ہفتہ ولایت یا ہفتہ وحدت یا مثلاً رسول معظمؐ یا اہل بیت علیہم السلام کے ایام ہائے ولادت وشہادت یا یوم مستضعفین یا یوم خواتین وغیرہ۔ ان پر آپ توجہ کریں اور دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر یا انفرادی طور پر ان ایام کو شایان شان طریقے سے منائیں اور خصوصاً یوم القدس اور یوم برأت از مشرکین کا مسئلہ اہم ہے۔ آپ متوجہ ہوں کہ یہ مسائل کتنے اہم ہیں۔

ایک اہم واقعہ

حجت الاسلام آقائے جوادی بھی ہمارے ساتھ موجود تھے۔ ہمارے استاد (آیت اللہ) آقائے حرم پناہی ہیں ان کو طلباء پہچانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں جب ہم گئے تو انہوں نے قصہ سنایا کہ گذشتہ سال سعودیہ میں جو واقعہ ہوا تھا اس میں میں بھی شریک تھا کہ انہوں نے کس طرح لوگوں کو مارا پیٹا کتنے افراد زخمی ہوئے یہ قصہ انہوں نے سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم رات کو تقریباً گیارہ بجے دفتر امام میں پہنچ گئے وہاں سب لوگ ناراحت اور پریشان تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا تو کسی کا خون بہہ رہا تھا۔ ان مایوس کن حالات میں سب حیران و پریشان تھے کسی کی بیوی نہیں آئی تھی تو کوئی عورت اپنے شوہر کی منتظر تھی۔ کوئی شہید ہو گیا تھا غرض سب ناراحتی اور پریشانی کے عالم میں تھے۔ آقائے حرم پناہی فرمارہے تھے کہ لوگ آہستہ آہستہ وہاں جمع ہو رہے تھے۔ اتنے میں جامعہ مدرسین (قم میں بزرگ علماء کی تنظیم) کے ایک رکن جو ادب واخلاق کے لحاظ سے ایک بہت بڑی شخصیت ہیں وہ تشریف لائے اور وہ جب آئے تو ان کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور انہوں نے اپنے عمامے سے اس کو باندھ رکھا تھا۔ وہ آئے اور بیٹھ گئے لیکن دوسروں کی نسبت وہ

بڑے ہشاش بشاش تھے اور خوش تھے سب کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔ ہمارے استاد فرما رہے تھے کہ ہمارے لئے یہ سب باتیں خلاف معمول تھیں کیونکہ آج تک ہم نے انہیں ایسی حالت میں نہیں دیکھا تھا اور وہ بھی ایسے موقع پر۔لہٰذا ہم نے پوچھا کہ بابا وقت اور حالات کیسے ہیں جبکہ آپ اس قدر خوش ہیں تو کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک بات کی وجہ سے خوش ہوں وہ یہ کہ ہم اور ہمارے دوسرے ساتھی (جو اہل عرفان و اہل علماء میں سے تھے ان کا انہوں نے حوالہ دیا) سال گذشتہ حج سے مشرف ہوئے تھے یعنی ۱۹۸۶ء میں وہ مشرف ہوئے تھے اور وہ جب حج سے واپس آئے تو انہوں نے ہمیں یہ قصہ سنایا کہ جس دن برأت از مشرکین تھا اور امام کے نمائندے نے جلوس نکالنے کا آرڈر دیا تھا مسلمان اس جلوس میں شرکت کے لئے جمع ہو رہے تھے۔تو اس وقت میں نے سوچا کہ یہ مردہ باد امریکہ اور مردہ باد اسرائیل کیا ہے؟ میں اس سے ہٹ کر دو رکعت نماز پڑھوں گا طواف کروں گا اور ثواب حاصل کروں گا۔ بہرحال اس نیت سے میں جلوس میں شریک نہیں ہوا۔ ہمارے استاد نے یہ فرمایا کہ انقلاب کے زمانے میں جلوس میں شرکت کرتا تھا لیکن انقلاب کے بعد میں نے سوچا کہ اب یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔اس لئے میں شرکت نہیں کرتا تھا لیکن اب جب امام نے اعلان کیا کہ حج کے موقع پر یوم برأت از مشرکین کے حوالے سے جلوس نکالیں تو میں نے محسوس کیا کہ اب یہ وہی اسی طرح حج ادا کر رہے ہیں جس طرح رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھا لہٰذا میں اپنے لئے واجب سمجھتا تھا کہ اس قسم کے اجتماعات میں شرکت کروں لہٰذا میں نے اس دن اس جلوس میں شرکت کی تو فرمایا کہ دوسری طرف اس عالم دین نے کہا کہ میں نے شرکت نہیں کی اور سوچا کہ میں جاتا ہوں حرم میں طواف کرتا ہوں۔نماز پڑھنے کے بعد اور رکوع و سجود ختم ہوتے ہی خدا نے اس پر کرم کیا کہ ان کی ملاقات ایسی شخصیت سے ہوئی جو قلب عالم امکان ہیں وہ ان کی خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس جلوس میں شرکت کی ہے یا نہیں؟ تو کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں حرم گیا تھا اور وہاں عبادت کرتا رہا طواف کیا اور نماز پڑھی وغیرہ وغیرہ۔تو انہوں نے

کہا کہ آ قا تم نے کیوں اس میں شرکت نہیں کی ۔ میں خود اس میں شرکت کر کے آ رہا ہوں ۔ یہ ایک عام آدمی کی بات نہیں ہے یہ ایک مجتہد کی بات ہے۔ ہمارے جو برادران قم میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں ۔ پس اس سے ان ایام کی اہمیت کا اندازہ لگا لو خواہ وہ یوم القدس کا جلوس ہو خواہ وہ یوم برائت از مشرکین ہو اگر خدا نے آپ کو توفیق دی اور آپ حج سے مشرف ہوئے تو آپ اگر واقعاً چاہتے ہیں کہ حضرت ولی عصر صاحب الزمان علیہ السلام کو خوش کر لیں تو اس قسم کے پروگراموں میں ضرور شرکت کریں ۔

عزاداری سید الشہداء کی اہمیت

بخدا آپ یقین کریں کہ ہم نے ان جوانوں کی قوت وقدرت اور ان کے ایمان کو دیکھا میں عرض کروں گا کہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں انسان اس طرح بیان نہیں کر سکتا جس طرح کہ وہ انہیں درک کرتا ہے۔ ایک چیز جس نے ہمیں بہت متاثر کیا وہ یہ تھی کہ اسرائیل کی سرحد پر ایک گاؤں ہے چند قدم اس طرف اسرائیل ہے یہ تازہ آزاد ہوا ہے وہاں انہوں نے ہمارے لئے ایک پروگرام رکھا۔ ہم وہاں گئے تو مسجد جوانوں سے بھری ہوئی تھی۔ سارے جوان دیندار تھے ان کے چہروں سے ایمان اور نورانیت اس طرح ٹپک رہی تھی کہ پتہ چلتا تھا کہ حزب اللٰہی ہیں۔ ہم نے بھی وہاں اپنے احساسات وجذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد برادران عزیز! ان جوانوں نے کیا کیا؟ یہی کام جو آپ یہاں کرتے ہیں۔ یعنی ماتم کیا اور جو انہوں نے نوحہ پڑھا اس خلوص کے ساتھ تھا کہ میں کہہ سکتا ہوں ان کی سینہ زنی کی آواز شاید اسرائیلیوں کے مورچوں میں جا رہی تھی۔ اللہ اکبر! میں نے اسی جگہ اپنے دوستوں سے کہا کہ اسے کہتے ہیں انقلاب! یہ ہے امام خمینی کی شخصیت کہ ان جوانوں میں یہ روح اس شخصیت نے پھونکی ہے اور یہ چند قدم پر اسرائیل ہے اور یہ کس انداز میں ماتم کر رہے ہیں اور اسرائیل کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں۔ اللہ اکبر، اللہ واحد خمینی قائد کے نعرے لگا رہے ہیں!

برادران عزیز! میں جب جوانوں سے یہ باتیں کررہا تھا تو میں نے ان جوانوں سے اسی جگہ یہ کہہ دیا کہ جوانان عزیز! کہ آج بلا مبالغہ سیاسی توازن اور سیاسی معادلات نہ امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور نہ روس کے ہاتھ میں۔ وہ کون سی چیز ہے کہ جس نے آپ کو اس قدر بلند کیا ہے؟ تم تو وہی لبنانی تھے۔ آج کیوں امریکہ تم سے ڈررہا ہے؟ امریکی جب لبنانی حزب اللّٰہی کا نام سنتا ہے یا اس کی تصویر دیکھتا ہے یا اس کا بیان سنتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اپنا پاجامہ نجس کرلے۔

برادران عزیز! یہ عظمت تم کو کہاں سے ملی؟ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اگر ایران کے مسلمانوں میں یہ جوش وولولہ اور یہ عشق ہے کہ آج تقریباً سات، آٹھ سال ہوگئے ہیں وہ طاغوتی طاقتوں کے خلاف جنگ لڑرہے ہیں اور دن بدن آگے بڑھ رہے ہیں اور ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ رہے تو یہ سب اور سب ''یا حسینؑ'' کی برکت ہے۔ ماتم حسینؑ میں جب یہ ہاتھ سینوں پر لگتے ہیں ان سے انہیں بے حد قوت ملتی ہے۔

برادران عزیز! قسم بخدا! ایران یا لبنان میں آپ جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ حسینیت کررہی ہے۔ عزاداری سید الشہداؑ اور ماتم مظلوم کربلا کا کرشمہ ہے۔ برادران! اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رابطے کو مضبوط کرلو۔

''مَا خَابَ مَنْ تَمَسَّكَ بِكُمْ''

اے اہل بیت اطہارؑ! قسم بخدا! جو آپ کے ساتھ متمسک ہوا اس نے کبھی نقصان نہیں کیا۔

''نَجِیَ وَ فَازَ مَنْ لَجَأَ اِلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ''

اے اہل بیت نبوت جس نے بھی تمہارے در پر پناہ لی اس نے نجات پائی اور وہ کامیاب ہوگیا۔ برادران عزیز! اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کرو۔ اسی اہلبیتؑ کے رشتے نے، اسی ولائے اہل بیتؑ نے ہمیں یہاں جمع کیا ہے۔

بِمُوَالِیَ وَبِمُوَالَاتِکُمْ تَمَّتِ الْکَلِمَةُ وَ عَظُمَتِ النِّعْمَةُ وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ

اے اہل بیت اطہارؑ! ''وَبِمُوَالَاتِکُمْ'' آپ کی ولایت کے ذریعے ''تَمَّتِ الْکَلِمَةُ''

کلمہ تمام و مکمل ہوتا ہے۔ '' وَ عَظُمَتِ النِّعْمَةُ '' اور نعمات پیدا ہوئیں۔ '' وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَه '' اور ہمارے درمیان جو اختلاف و افتراق تھا اے اہل بیت اطہارؑ! آپ کی ولایت کی وجہ سے وہ دور ہو گیا اور ہم آپس میں متحد ہو گئے۔ واقعاً '' ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَه '' ہیں۔ یہ کیا ہے کہ یہ پختون ہے یہ مہاجر ہے۔ کیا شرم کی بات نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں پختون ہوں؟ کیا شرم کی بات نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں مہاجر ہوں؟ میں سندھی ہوں یا بلوچ ہوں یا فلاں ہوں۔ کہو میں مسلمان ہوں، کہو میں علیؑ کا ماننے والا ہوں، کہو میں حسینؑ کا عزادار ہوں۔ یہ الفاظ ہیں جو انسان کے لئے عزت لاتے ہیں۔ اگر ہم نے کہا کہ میں پختون ہوں، میں بلوچ ہوں یا میں مہاجر ہوں تو اس بات سے میں نے اپنی توہین کی۔

برائت از مشرکین

کل ۶ ذی الحجہ کا دن تھا۔ کل پورے عالم اسلام میں حامیانِ انقلاب اِسلامی اور دشمنان مشرکین نے اس دن کو بڑے جوش کے ساتھ منایا ہوگا جس طرح کہ آپ پیروانِ امام خمینی نے بھی اسے شاندار طریقے سے منایا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دن کیوں منایا جاتا ہے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ سال گزشتہ اسی دن خانۂ خدا کے تقدس کو پامال کیا گیا امنِ حرم اِلٰہی کو ختم کیا گیا۔ مہمانانِ خدا کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ حرمِ خدا میں مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کا نعرہ لگانے والوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی دیکھنا یہ ہے کہ آخر ان بے گناہ زائرین خدا کا قصور کیا تھا؟ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت شریفہ پر عمل کر رہے تھے کہ

'' وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُه '' (توبہ۔۳)

مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگا رہے تھے۔ وہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

کے نعرے لگا رہے تھے، حج کے عبادی پہلو کے ساتھ ساتھ حج کے سیاسی اور اجتماعی پہلو کو بھی زندہ کرنا چاہتے تھے وہ مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع سے حج اکبر سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں کو اپنے دردوں سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں کو اپنے مسائل کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ برائت از مشرکین جس پر مظلوم حجاج عمل کر رہے تھے یہ برائت کیا ہے؟ جواب واضح ہے برائت یعنی اظہار نفرت۔ خداوند متعال نے حج کے موقع پر مشرکین سے اظہارِ برائت کرنا مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے۔ کیا قرآن کی آیت نص ہے یا نہیں، کیا اس آیت سے مراد صرف رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مشرکین ہیں یا آج کی دنیا کے مشرکین بھی اس میں شامل ہیں؟ جب مشرکین آج بھی موجود ہیں اور آیت بھی منسوخ نہیں ہوئی تو پھر کیا مسلمانوں کو عبادت و مناسک بجالانے کے ساتھ ساتھ مشرکین سے برائت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے؟ اگر قرآن کی آیت بھی جاری و ساری ہے، جہاں رمی واجب ہے، جہاں دوسرے مناسک واجب ہیں تو اس کے ساتھ مشرکین سے اظہارِ برائت کرنا حاجیوں پر موسم حج میں واجب ہے۔

برادران عزیز! ان حضرات سے ہم سوال کرتے ہیں، ہمیں امریکہ اور سعودیوں سے سوال نہیں وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ موسم حج میں نعرے لگانا بدعت ہے، جلوس نکالنا بدعت ہے تو پھر آئیں اس آیہ شریفہ کی تفسیر کریں۔ اگر ہم اس آیہ شریفہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم مشرکین سے اظہار نفرت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بتائیں کہ ہم کس طریقے سے اظہار تنفر کریں؟

اسلام میں دو قسم کے احکام ہیں کچھ کا طریقہ بتا دیا گیا ہے مثلاً آپ نماز کو لے لیں یعنی نماز کو کس طرح انجام دیا جائے۔ شریعت نے اس کا طریقہ بتا دیا ہے کہ نیت، قیام، رکوع، سجود، تشہد اور آخر میں سلام سے نماز کو ختم کیا جائے۔ اب ہم اس سے ہٹ کر نماز انجام دیں گے تو نماز باطل ہو گی۔ مثلاً خاتون کے لئے لازمی ہے کہ وہ نماز کے دوران اپنے چہرے کے علاوہ تمام جسم کو

ڈھانپے اب یہ نہیں بتایا گیا کہ حجاب کیا ہو، شلوار قمیض ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ اسلام نے یہ لوگوں پر چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح کھانا پینا بھی۔

یہ برائت ان امور میں سے ہے جسے اسلام نے لوگوں پر چھوڑ دیا ہے۔ اب ہم اس زمانے کو دیکھیں گے کہ جس میں ہم رہ رہے ہیں اگر کوئی کسی حکومت سے اظہارِ برائت کرنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ رائج الوقت طریقہ یہ ہے کہ جلسے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ نعرے لگائے جاتے ہیں۔ کیا یہی طریقہ رائج نہیں ہے؟ اسلام نے برائت کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔ تو آج اگر ہم موسمِ حج میں مشرکین جو اس وقت امریکہ، روس اور اسرائیل ہیں، سے اظہار تنفر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ قرآن کی آیہ برائت ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے تو پھر ہمیں مکہ مکرمہ میں سیمینار کرنے پڑیں گے۔ مکہ مکرمہ میں جلوس نکالنے ہوں گے۔ وہ جلوس پر امن طور پر، پر وقار انداز کے ساتھ، بڑے اچھے انداز میں ہوں گے۔ لوگ بغیر کسی تشدد کے، بغیر کسی مسلمان کی دل آزاری کے صرف اور صرف اپنے اتحاد و وحدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفر و شرک، عالمی استکبار سے اظہار تنفر کرتے ہوئے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' ''یَا أَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ''۔ ''لَا شَرْقِیَّةَ وَلَا غَرْبِیَّةَ اِسْلَامِیَّة، اِسْلَامِیَّة''، ''اَلْمَوْتُ لِاَ مْرِیْکَةَ'' ''اَلْمَوْتُ لِرُوْسِیَّا'' کے نعرے لگائیں۔ اگر اس انداز میں برائت از مشرکین کی جاتی ہے تو پھر یہ علماء، یہ مفتی یہ درباری ملاں جو یہ کہتے ہیں، یہ صرف ان کا دعویٰ ہے۔ یہ صرف امریکہ کی خوشنودی ہے۔ صرف آلِ سعود کا تقرب اور رضایت حاصل کرنے کیلئے ہے۔ ورنہ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، قرآن مجید کے مطابق رسول اعظمؐ جو بانی اسلام ہیں وہ کس طرح حج انجام دیتے تھے۔ آیا رسول اعظمؐ حج کے موسم میں نظامِ اسلامی کا پرچار نہیں کرتے تھے۔ حج کے موسم میں مستکبرین اور مشرکین سے لوگوں کو بیزار نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ رسول اعظمؐ منٰی جہاں حاجیوں کے خیمے لگے ہوتے تھے حاجیوں کے خیموں میں جا کر ان سے نظام اسلامی کے حوالے سے احکام اسلامی کے حوالے سے بات کرتے تھے۔ جب رسول اعظمؐ تبلیغ کے لئے خیمہ بہ

خیمہ جاتے تھے اوران کے پیچھے پیچھے مشرکین ہوتے تھے جو رسول اعظمؐ کی باتوں کی تردید کرتے تھے اور کہتے تھے (نعوذ باللہ) یہ جھوٹا ہے یہ تمہیں دھوکہ دے گا یہ تمہیں ورغلا رہا ہے لہٰذا تم اس کی باتوں میں نہ آنا۔

اگر آج خمینیِ عظیم، فرزندِ رسول اعظمؐ، نائبِ آئمہ اطہار علیہم السلام لوگوں کو کہتے ہیں کہ حج کے موسم میں مستکبرین ومشرکین سے اظہار برائت کرلو اور آل سعود اوران کے پٹھو لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں امام خمینی اپنے جدِ اعظمؐ کی سنت کو عام کررہے ہیں جبکہ آلِ سعود اوران کے پٹھو منافقین کی سنت ادا کررہے ہیں۔

برادران عزیز! بخدا مسئلہ سنی شیعہ کا نہیں ہے۔ میں سنی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ سنی شیعہ کا نہیں ہے۔ خدارا! آپ غیر جانبدار ہوکر اس مسئلہ پر سوچیں کہ حج سے آل سعود کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں کل بریلوی بھائیوں کے اجتماع میں یہ بات عرض کررہا تھا کہ آلِ سعود نے حج کو بے معنی اور بے مقصد بنا دیا ہے۔

اسی طرح ہمارے حکمرانوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرائیں گے۔ یہ قانون کے ساتھ غداری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قانون کی شقوں کو پامال کرنا ہے۔ یہاں تک کہ ۷۳ء کا آئین تو چھوڑ دیں یہ اپنے ۸۵ء کے بنائے ہوئے قوانین کا بھی احترام نہیں کرتا۔

اس قسم کے حکمران اپنے درباروں میں ملاں رکھتے ہیں۔ ایک مذہبی اور اسلامی معاشرے میں ایک حکمران اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک کہ وہ اپنے ہر فعل کو اسلامی رنگ نہ دے دے۔ یہ درباری ملاں حکمرانوں کے خلاف اسلام اور خلاف شرع کاموں کو اسلامی رنگ دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ ملاں آلِ سعود کی غیر اسلامی حرکات کو اسلامی رنگ دے رہے ہیں۔ اس قسم کے لوگ کبھی نہیں دیکھتے کہ قانون کیا ہے؟ اپنی خواہشات کے مطابق کام کرتے ہیں پھر اس کو قانونی رنگ دینے کے لئے اپنے پالتو افراد سے مدد لیتے ہیں۔

میں ایک صحافی ارشاد احمد حقانی کا تبصرہ پڑھ رہا تھا کہ انہوں نے لکھا کہ جب ضیاء الحق نے

۸۵ء میں انتخابات کا اعلان کیا تو ایم آر ڈی والوں کا جلسہ تھا۔ اس دن ضیاء سارا دن مصلے پر بیٹھا رہا اور دعائیں کرتا رہا یعنی اس جلسے کا حکمرانوں پر اس قدر اثر اور خوف تھا۔ اگر حج میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان جو امریکہ و روس اور اسرائیل کے دشمن ہیں، مکہ میں جمع ہوتے اور یہ حج بامقصد ہوتا تو امریکیوں روسیوں اور اسرائیلیوں پر حج کے موسم میں نیند حرام ہو جاتی۔

آپ شیعانِ حیدر کرار، شاگردانِ مکتبِ فقہِ جعفریہ، پاکستان میں ریگل چوک میں مظاہرہ کرتے ہیں تو امریکیوں کے ایوانوں میں زلزلے آجاتے ہیں لیکن مسلمانوں کے مکہ و مدینہ میں جمع ہونے سے ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ حج کو آلِ سعود نے بے مقصد بنا دیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں۔

آج فرزندِ رسولِ اعظمؐ امام خمینی حج کو رسول اعظمؐ کے زمانے کے حج کی شکل میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دوسری طرف آلِ سعود حج کو بے معنی اور بے مقصد بنا رہے ہیں۔ یہی امریکی اسلام کی نشانی ہے کہ امریکی اسلام میں نماز پڑھنے، حج کرنے کی اجازت ہے۔ اللہ اکبر کہنے کی اجازت ہے لیکن سپر پاور امریکہ اور روس کو مانو۔ قیام و رکوع کرو لیکن وائٹ ہاؤس اور کریملن کی عبادت کرو۔

ہر نماز میں اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ پڑھو لیکن ہر وقت دست گدائی واشنگٹن یا ماسکو کی طرف پھیلا ہوا ہو۔ حج میں کنکریوں کے ساتھ شیطان کو مارو لیکن امریکہ روس اور اسرائیل کے خلاف نعرہ نہ لگاؤ۔ یہ ہے امریکی اسلام۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اسلامِ محمدی اسلامی ممالک میں قائم ہو جائے تو ہمیں اسلام امریکی کو راستے سے ہٹانا ہوگا۔

اس وقت اسلامی ممالک میں امریکی اسلام کو لانے والے یہ حکمران ہیں اور یہی حکمران چاہتے ہیں کہ ان اسلامی ممالک میں امریکی اسلام ہو۔ امریکی اسلام میں درباری ملاؤں کو زکوٰۃ سے بھی پیسہ ملے گا اور مراعات بھی ملیں گے۔ آیا بادشاہت کا نظام اسلام میں ہے؟ ہمارے حکمران

یہی امریکی اسلام ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔اس اسلام میں امریکہ کی بالا دستی ہوگی جس اسلام کی ضیاء الحق بات کرتا ہے اس میں امریکہ کی بالا دستی ہوگی اور نام صرف اسلام کا ہوگا۔

ہماری بدبختی ان نااہل حکمرانوں کی وجہ سے ہے لیکن آپ دیکھیں کہ فلسطین کے مسئلے کے حوالے سے، ایران عراق جنگ کے حوالے سے، اگر ہمارے ان حکمرانوں میں مسلمانوں کے لئے درد ہوتا تو یہ کبھی بھی اپنے اجتماعات میں اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کے خلاف فیصلے نہ کرتے۔اردن میں جو کانفرنس ہوئی کیا اس میں اسرائیل کے خلاف فیصلہ کیا؟ نہیں بلکہ فیصلہ کسی اور کے خلاف ہوا۔اسرائیل کا نام تک نہیں لیا گیا۔مسلمان ممالک کے وزرائے خارجہ کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں اسرائیل کے خلاف کوئی اقدام نہیں ہوا۔فیصلہ ہوا کہ حاجیوں پر پابندی لگائی جائے۔حاجیوں کی تعداد کو کم کیا جائے اسلام نے قرآن میں حج واجب نہیں کیا؟

''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا'' (آل عمران۔۹۷)

تو پھر یہ کیسے حاجیوں کے کوٹے میں کمی کا فیصلہ کرتے ہیں؟ اسرائیلی گولیاں برسا کر ہمارے نوجوانوں کو شہید کرتے ہیں۔ ناموس کی بے عزتی کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرتے ہیں۔عرب حکمران اسرائیلیوں کے خلاف قرارداد پاس نہیں کرتے بلکہ جمہوری اسلامی ایران (جو صحیح معنوں میں امریکہ و اسرائیل کا دشمن ہے) کے خلاف قرارداد پاس کرتے ہیں اور ان مسائل کی وجہ سے آج حالات اس قدر بگڑ گئے ہیں کہ ایرانِ اسلامی کے وہ عظیم رہبر جو کفر کے ساتھ ایک منٹ کے لئے بھی بات کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور خون کے آخری قطرے تک یا عراق کی مکمل آزادی تک جنگ کا تہیہ کر چکے تھے۔ان نااہل حکمرانوں کی وجہ سے ان عرب حکمرانوں کے ضدِ اسلام رویہ کی وجہ سے، اور استکباری و طاغوتی طاقتوں کی سازشوں کے نتیجے میں بقول امام خمینیؒ:

''کہ اس چیز کو میں نے قبول کیا ہے جو میرے لئے زہر کے پیالے کے پینے سے کم نہیں ہے۔'' (یعنی عراق سے جنگ بندی کرنا)

جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالات و شرائط کی وجہ سے اس معاہدے

کو قبول کرنا پڑا جس کی وجہ سے رسول اکرمؐ کو صلح حدیبیہ پر دستخط کرنا پڑے۔ اس طرح آج نا اہل حکمرانوں کی وجہ سے، اگر ان میں جرات ہوتی اگر ان میں انصاف ہوتا، اگر یہ اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کو مدنظر رکھتے تو یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔ کون نہیں جانتا کہ جارح عراق ہے۔ کون نہیں جانتا کہ عراق نے جنگ میں کیمیاوی ہتھیاروں کا استعمال کیا۔ کس کو پتہ نہیں کہ سمندر میں خلیج فارس میں، جنگ عراق نے شروع کی؟ کس کو پتہ نہیں ہے کہ ساری برائیوں کی جڑ صدام ہے؟ سب کو پتہ ہے، سب جانتے ہیں، زندہ ضمیر، بیدار اہلِ دل، اہلِ عقل سب جانتے ہیں۔ جنگ کا فیصلہ سلامتی کونسل، یو این او، اسلامی تنظیم، غیر جانبدار تحریک کے بس کی بات نہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ امریکہ خیانت کار نے ایران کا مسافر بردار طیارہ گرا کر بے گناہ بچوں، خواتین اور مردوں کا قتل عام کیا اور اس قدر بڑا جرم کیا کہ خود یورپی ممالک کے لوگ امریکہ کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکے لیکن سلامتی کونسل نے کیا قرارداد پاس کی؟ آیا مذمت کی؟ نہیں۔ صرف یہی کہا کہ ہم افسوس کرتے ہیں جس ادارے کی حالت یہ ہو تو آپ بتائیں کہ یہ کس طرح مظلوموں کو انصاف دلا سکتے ہیں؟

جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اس میں لوگ صرف زور کی زبان سمجھتے ہیں۔ دلیل و برہان کو نہیں سمجھتے۔ جس طرح صلح حدیبیہ میں صلح حسن مجتبیٰؑ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید اور مثبت نتائج ظاہر ہوئے۔ ہمیں امید ہے اور یقین ہے کہ ان حالات و شرائط کے نتیجے میں جمہوری اسلامی پر مثبت اثرات ہوں گے۔

برادران عزیز! اگر جونیجو کے ساتھیوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے رشوت لی ہے۔ پلاٹ لئے ہیں، بخدا مجھے پتہ ہے نام نہیں لوں گا۔ مارشل لاء کے دور میں جنرل اور کرنل حضرات کو نہ صرف ایک شہر میں بلکہ لاہور میں، کراچی میں، اسلام آباد میں، ملتان میں، ہر شہر میں متعدد پلاٹ الاٹ کئے گئے۔ اگر یہ پلاٹ اسمبلیوں کے نمائندوں کے لئے رشوت تھی، ناجائز تھے تو پھر ان کرنل حضرات کے لئے کیسے جائز ہو گئے؟

ہمیں یہ منطق سمجھ میں نہیں آتی اگر جونیجو کی حکومت کو انہوں نے صرف اس حوالے سے

برخاست کر دیا کہ ملک میں امن نہیں ہے۔ خود اس کے زمانے میں کس قدر فسادات ہوئے! فرقہ واریت کے حوالے سے ہو یا لسانیت و قومیت کے حوالے سے اور جب سے انہوں نے وہ حکومت ختم کر کے دوبارہ نئی حکومت قائم کی ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ آیا سندھ اور دوسری جگہوں پر امن وامان ہے؟ ہم تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر مسلمان بیدار نہ ہوئے تو یہ فسادات کو انتخابات کے ملتوی کرنے کا بہانہ بنائیں گے۔ ہم سنی، شیعہ مذہبی اور سیاسی افراد اور تنظیموں سے گزارش کرتے ہیں کہ محرم وصفر میں ہوشیار اور بیدار ہو کر ان فسادیوں کو موقع نہ دیں کہ وہ فساد کرا کر انتخابات کو ملتوی کرنے کا بہانہ بنائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس وجہ سے جماعتی انتخابات نہیں کروائے کیونکہ پارٹیوں کو کون سمجھتا اور جانتا ہے؟ یہ بات ہم سمجھتے ہیں لیکن تفصیلاً گفتگو نہیں کرنا چاہتا صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ آزاد افراد کو خریدنا آسان ہے لیکن اگر پارٹی کی بنیاد پر لوگ آئیں گے تو تمہارے لئے انہیں خریدنا مشکل ہے۔ اس لئے آپ غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرا رہے ہو۔ جو غیر جماعتی بنیادوں پر آئے گا ان کے پیچھے کوئی نہیں ہوگا، لالچ کے ذریعے یا دھمکیوں کے ذریعے ان کو اپنے لئے استعمال کر سکتے ہو۔

برادران عزیز! ہمیں ہوشیار و بیدار رہنا چاہیئے۔ یہ کبھی اسلام کے حوالے سے باتیں کرتے ہیں۔ کبھی جمہوریت کے حوالے سے یہ سب دھوکہ ہے فریب ہے۔ ہم خوب سمجھتے ہیں ہمارے اس قسم کے اجتماعات کا مقصد اسلام دشمنوں سے خواہ وہ کفر کے لباس میں ہوں یا نفاق کے لباس میں ان سب سے اظہار تنفر کرنا ہے۔

برادران عزیز! آج اگر ہم حرکت نہیں کریں گے۔ آلِ سعود کے مسئلہ کو جدیت کے ساتھ نہیں اٹھائیں گے تو پتہ نہیں آلِ سعود حج کو کونسی شکل دے دیں۔ آج انہوں نے صرف فلسطینیوں، لبنانیوں، ایرانیوں کو حج سے منع کیا ہے اگر ہم نے سستی کی اور اس مسئلے کو سنجیدگی سے نہ لیا ہم نے صدائے احتجاج بلند نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ سال ہم پر بھی پابندی لگا کر ہمیں حج کے عظیم فوائد و برکات سے محروم کریں۔ آل سعود کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسلئے کہ ان کی اپنی کوئی پالیسی نہیں

ہے۔ وہ امریکہ کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔

برادران عزیز! ہمیں اس بات پر دکھ ہے کہ اگر کسی جگہ پر ایک دو آدمی مرجاتے ہیں تو دنیا والے شور مچاتے ہیں، اخبارات میں رسالوں میں، ان کے چرچے ہوتے ہیں۔ حرم خدا میں، مسجد الحرام میں نہتے بے گناہ حاجی، معصوم عورتیں، معصوم بچے اور معذور افراد سینکڑوں کی تعداد میں قتل ہوتے ہیں اور دنیا پر اس کا اثر نہیں ہوتا اور سب سے بڑھ کر حرم خدا کی حرمت پامال کی جاتی ہے لیکن انہیں کچھ نہیں کہا جاتا۔

برادرانِ عزیز! ان مسائل کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے اگر ہمیں حج سے صحیح فائدہ اٹھانا ہے تو پھر مکہ، مدینہ حرمین شریفین ایسے افراد کے ہاتھوں میں ہونے چاہئیں جو مسلمانوں کے صحیح نمائندے ہوں جو امریکہ کے نمائندے نہ ہوں، جو متقی و پرہیزگار ہوں۔

برادرانِ عزیز! حج کے فلسفے سے خود بھی آگاہ ہوں اور دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔ انہیں سمجھائیں کہ حج ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ حج کے مختلف پہلو ہیں اگر ہم نے حج کامل انجام دینا ہے تو تمام پہلوؤں کی طرف توجہ دینا ہوگی۔

تنظیم کی ضرورت واہمیت

اگرچہ مجھے پہلے بھی اس بات کا احساس تھا لیکن اس دورے میں مجھے شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ جمہوری اسلامی ایران، لبنان اور شام میں جو شخصیات ہمارے ساتھ ملیں خواہ وہ علمی اور فقہی شخصیات تھیں یا انقلاب اسلامی ایران اور انقلاب اسلامی افغانستان کے بزرگ علماء و مسئولین تھے یا فلسطینی لبنانی مجاہدین اور حزب اللہ کی شخصیات اور مسئولین تھے ان سب کی ملاقات میں ہمیں یہ احساس ہوا کہ تشکیلات اور خصوصاً تحریک (تنظیم) کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ جب تک آپ پاکستان سے باہر نہیں جاتے شاید آپ کو پاکستان میں رہتے ہوئے اس تحریک کی

اہمیت و عظمت کا اندازہ نہ ہو آپ باہر جائیں اور عالم اسلام کی شخصیات کے ساتھ آپ کی نشست ہو تو آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ پاکستان میں عالم اسلام اور شیعوں کے حوالے سے اپنے سیاسی یا دینی مسائل کو حل کرنے کے لئے آپ کے پاس کوئی مضبوط تنظیم اور تشکیلات ہیں یا نہیں؟ میں نے احساس کیا کہ اگر کوئی شخص تحریک کا مخالف بھی ہو تو وہاں پر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہماری تشکیلات نہیں ہیں بلکہ وہ بھی یہی کہے گا کہ ہمارے ہاں ایک ملک گیر تنظیم ہے کہ جس کا نام تحریک ہے جو اسلام، عالم تشیع اور سیاست کے حوالے سے ہماری ترجمانی کر رہی ہے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے جیسا کہ ہمارے بھائیوں نے بار بار تذکر دیا ہے کہ جب تک ہم مضبوط نہیں ہوں گے طاقتور نہیں ہوں گے اور جب تک ہم اپنی قوت کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو ہمارے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے میں یہ عرض کروں گا کہ طاقت کا مظاہرہ کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں جن کے ذریعے طاقت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کا ایک بہترین طریقہ ایک منظم اور مضبوط تنظیم ہے جس قوم کی منظم مضبوط اور وسیع قسم کی تنظیم اور تشکیلات ہوں اور ان کا آپس میں ارتباط ہو تو اس پر لوگ حساس ہوتے ہیں اور پھر ان کے مسائل جلدی حل ہو جاتے ہیں اس لحاظ سے میں اپنے بھائیوں سے خصوصاً علماء اور آئمہ جمعہ و جماعات سے یہ عرض کروں گا کہ آپ بھی اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کو تحریک کی طرف متوجہ فرمائیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف میرے ساتھ مربوط ہے نہ میرے ذہن کے ساتھ اور نہ میرے عمل کے ساتھ۔ یہ پوری شیعہ قوم کے وقار کا مسئلہ ہے اس لئے آپ اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو تحریک کی طرف متوجہ فرمائیں اگر تحریک میں کوئی خامی ہو یقینا خامیاں ہیں یا اس وجہ سے کہ میں اور میرے اکثر رفقاء نے زندگی کا بیشتر حصہ مدارس میں گزارا ہے۔ اگر کوئی اشتباہ ہوا ہو تو یہ خیانت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دوسرے بھائیوں میں ناپختگی کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلطی یا کمزوری مشاہدہ کریں تو آپ جس شخص کے ساتھ مربوط ہوں مخلصانہ اور برادرانہ طور پر اسے تذکر دیں تا کہ ہم لوگ اپنی ان کمزوریوں کو دور کر سکیں نہ یہ کہ ہم کہیں کہ ایک کام ہونا چاہیے ہوسکتا ہے وہ ٹھیک ہو یا ہوسکتا ہے کہ وہ غلط ہو۔ آپ مثلاً ایک قرارداد پاس کریں

اور کھلے مجمع میں ان کے خلاف بات کریں اور ان لوگوں کو مایوس کریں میرے خیال میں آپ اس قدم سے مجھے یا تحریک کو مایوس نہیں کریں گے بلکہ اس سے آپ شیعوں کو مایوس کریں گے۔ اس وقت مسئلہ شیعوں کا ہے مجھ جیسے ہزاروں لاکھوں فدا ہوں تشیع پر۔ اس وقت تشیع کا مسئلہ اہم ہے ہمارے جیسے ہزاروں موجود ہیں اور موجود ہوتے رہیں گے لیکن تشیع کے وقار اور تشخص کا مسئلہ اہم ہے۔ آیا میں یہاں بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کروں تو میں یہ کس کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس لئے میں عاجزانہ طور پر علماء اعلام سے خصوصی طور پر اور قومی زعماء سے عمومی طور پر گزارش کروں گا کہ اگر آپ تحریک میں کوئی کمزوری دیکھیں تو اسے برادرانہ اور مخلصانہ طور پر اخلاق اسلامی کے ساتھ ہمیں گوش گزار فرمائیں، تذکر دیں تا کہ ہم اسے رفع کریں نہ یہ کہ آپ اس کی سر عام تشہیر کریں اور اگر ہم کہہ بھی دیں کہ ایسا نہیں ہے تو پھر بھی آپ اس پر اصرار کرتے رہیں اور لوگوں میں غلط افواہیں پھیلاتے رہیں یہ خدمت اسلام نہیں ہے۔

صرف وہ کام کریں جو شرعاً جائز ہو

دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ خصوصاً میں اپنے جوانوں کی خدمت میں عرض کروں گا وہ یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ ہم جو قدم بھی اٹھائیں وہ اللہ کے لئے ہو اور جو کام بھی کریں پہلے یہ دیکھیں کہ کیا کام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا شیعہ قوم کی مصلحت اس قدم اٹھانے میں ہے یا نہیں؟ ہمیں پہلے یہ سوچنا چاہیے جیسا کہ قبلہ صاحب نے بھی آیت شریفہ پڑھی ''اِنَّ صَلاَتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' یا جتنی بھی چیزیں ہوں ہمارے تعلقات اگر کسی کے ساتھ کشیدہ ہوں یا کسی سے محبت کرتے ہوں یا کسی کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں یہ سب کا سب خدا کی خاطر اور لِلّٰہ رب العالمین کے لئے ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو نوجوانوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ علماء ہی یہ تشخیص دے سکتے ہیں کہ آیا اس کام سے خدا راضی ہے یا نہیں یا واقعاً یہ قدم شرعی نقطہ نظر سے اٹھانا صحیح ہے یا نہیں اور کیا یہ مصلحت

تشیع میں ہے یا نہیں؟ یقیناوہ جوان جو تازہ میدان میں آتے ہیں ان کی نسبت وہ علماء کہ جنہوں نے اپنی پوری عمر قرآن، تفاسیر اوراحادیث اہل بیتؑ میں گزاری ہے وہ بہتر اور زیادہ جانتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو علماء سے مشورہ کرنا چاہیے یعنی ہماری قوم کی قیادت صحیح معنوں میں علماء کے ہاتھ میں ہونی چاہیے اگر ایک جگہ پر ایک عالم دین یہ تشخیص دے کہ یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تو فوراً نوجوان غصے میں آکر یہ نہ کہہ دیں کہ مثلاً معاذ اللہ یہ شخص ضد انقلاب ہے اور یہ ایسا ہے ویسا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کے کلمات کہنے سے ولایت کا رشتہ کٹ سکتا ہے۔ جب ہم خود کہتے ہیں کہ ''العلماء ورثۃ الانبیاء '' تو پھر ہمیں بڑی احتیاط سے کام کرنا چاہیے ہمیں علماء کے پیچھے چلنا چاہیے نہ کہ ان کے آگے۔ اگر ہم علماء کے آگے چلے تو اس میں ہلاکت کا خطرہ ہے۔

نوجوان ملت کے دست و بازو ہیں

جو بات میں علماء کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے یہ جوان ہمارے دست و بازو ہیں جب ہم لبنان گئے تو وہاں ہم پر واضح ہوگیا کہ آج روس اور امریکہ جیسی بڑی طاقتوں کو بیچارہ کرنے والے یہی لبنانی جوان ہیں وہاں جوان ہی ہیں کہ جنہوں نے اسرائیل کو ذلیل وخوار کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہاں اس وقت جوان ہی خون دے رہے ہیں اور جوانوں نے ہی اسرائیل کو اپنی سرزمین سے نکالا ہے آج اگر عالم تشیع اور عالم اسلام کا نام روشن ہے تو ان جوانوں کی ہمت سے ہے۔ خدانخواستہ اگر ان جوانوں میں کوئی کمزوری ہے تو اس کا علاج یہ نہیں کہ ہم اہل علم ان کے خلاف بیانات دیں اور خصوصی وعمومی محافل میں ان کی کردار کشی کریں۔ اگر ان نوجوانوں کی آج ہم کردار کشی کریں گے تو کل میدان میں انہی کو تو آنا ہوگا پھر ہم کیسے ان سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اور اسلام کے لئے کام کریں۔ خدا کے لئے ان نوجوانوں کی کردار کشی نہ کریں۔ علماء ان جوانوں کے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اگر ایک بچہ غلطی کرتا ہے تو

باپ اس کو تنبیہ کرتا ہے لیکن اپنا دست شفقت ہمیشہ اس کے سر پر رکھتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اسے گھر سے ہی نکال دیتا ہے۔ میں علماء اعلام کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جوان آپ کے دست و بازو ہیں اگر کل آپ نے پاکستان میں عزت و مقام حاصل کیا ہے اور آئندہ بھی چاہتے ہیں کہ عزت و وقار کے ساتھ رہیں تو ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ انہی نوجوانوں کے ذریعے ہمیں یہ عزت و وقار مل سکتا ہے۔ میں اہل علم نہ مورچے میں جا کر لڑ سکتا ہوں نہ جلوس میں جا سکتا ہوں نہ سینہ زنی کر سکتا ہوں نہ مثلاً اگر کوئی گولی آتی ہے تو اس کے لئے سینا تان سکتا ہوں۔ میں تو صرف منبر پر بیٹھ کر بات کر سکتا ہوں، محراب میں عبادت کر سکتا ہوں یا اپنے قلم کے ذریعے حقائق اسلام کو بیان کر سکتا ہوں لیکن میں جو بھی اسلامی فکر دوں گا اس پر عمل کرنے والے یہی نوجوان ہیں اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہی جوان میدان عمل میں آئیں گے۔ اگر آج ہم خود ان جوانوں کو میدان سے نکال دیں گے تو ہماری فکر جتنی بھی بلند ہو اور پاکستان میں ایک معاشرے کے قیام کے سلسلے میں ہم جتنے بھی مخلص کیوں نہ ہوں ہم تن تنہا یہ کام نہیں کر سکتے جیسا کہ قبلہ صاحب نے فرمایا کہ ایک آدمی جتنا بھی بزرگ بھی ہو وہ چاہے بوعلی سینا ہی کیوں نہ ہو افلاطون ہی کیوں نہ ہو وہ تن تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عوام اور خصوصاً یہ جوان علماء کا ساتھ نہ دیں تو علماء اعلام تن تنہا دین مبین اسلام کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے اس لئے میں علماء اعلام کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر جوان غلطی کریں تو آپ ان کی اصلاح فرمائیں اور ہمیشہ اپنا دست شفقت ان کے سر پر رکھیں۔

ہم آہنگی کی ضرورت

ایک اور مسئلہ جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ اب تک ہم نے ایک دوسرے پر بدگمانی اختلاف اور ایک غیر مطمئن سی فضا اور ماحول میں زندگی گزارنے کا تجربہ کیا ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ اس کے کتنے تلخ نتائج اور تلخ ثمرات سامنے آئے ہیں اب آپ اس کے بعد ذرا آپس میں صلح و صفائی اور اخوت و اخلاص کے ساتھ زندہ رہنے کا بھی تجربہ کریں۔ جس

طرح کہ قبلہ صاحب نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ تنظیمیں دو یا چار یا اس سے زیادہ ہوں لیکن جب سب کا ہدف و مقصد ایک ہو تو اس مقصد کے حصول کی خاطر آپس میں صلح و صفائی اور ہم آہنگی کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنی چاہیے اور اس کا بھی تجربہ کرنا چاہیے۔

دہشت گردی کی مذمّت

ہم تخریب کاری، ظلم و تشدد اور خون خرابے پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمارے علماء ان معاملات میں اس قدر احتیاط کرتے ہیں کہ اپنے حقوق کے لئے اگر ظاہری طور پر کوئی احتجاجی جلوس ہو تو اس میں بھی احتیاط کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں کہیں ہمارے اپنے جوانوں کا خون بہہ جائے۔ جب ہم اتنی احتیاط کرتے ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ ہم ان دھماکوں اور دیگر ایسی چیزوں میں ملوث ہوں جو ہم پر غلط الزام لگایا جارہا ہے۔ جو بھی دھماکہ ہو چاہے وہ مذہبی جلسے میں ہو یا سیاسی جلسے میں بازار میں ہو یا کسی اور جگہ پر ہم نے ہمیشہ ان کی مذمت کی ہے اور ہم اب بھی ان کی مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی تمام فعالیت آپ کے سامنے ہے انہوں نے بہت سی جھوٹی باتیں ہم سے منسوب کر رکھی ہیں لیکن آج تک وہ انہیں ثابت نہیں کر سکے آج بھی جو دھماکے وہ ہمارے جوانوں کی گردن پر ڈال رہے ہیں یہ سب الزامات ہیں حکومت جو اصل مجرم ہیں ان تک نہیں پہنچ سکی لہٰذا خواہ مخواہ ہمارے بے گناہ جوانوں کو اذیت دے رہے ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ ظاہر میں کرتے ہیں ہمارا اس طرح کا کوئی پروگرام نہیں اگر وہ ثابت کر دیں تو ہم سب چیزوں سے دست بردار ہو جائیں گے لیکن ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی ہمیں ان دھماکوں کے بارے میں کوئی علم ہے ہمیں اپنے جوانوں کے بارے کچھ پتہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کی جیلوں کے بارے میں ہمیں بتایا گیا ہے۔ اگر حکومت ان دھماکوں کے اصل مجرموں کی تلاش میں ہے اور ان تک پہنچنا چاہتی ہے تو پھر صحیح طور پر جو قانونی راستہ ہے وہ اختیار کرے اور ہمارے بے گناہ نوجوانوں کو ہراساں نہ کرے۔ میں اپنے بھائیوں سے صبر و تحمل

کی درخواست کرتا ہوں کہ اس قسم کے مسائل آتے رہتے ہیں ہمیں اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے اور ہمارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں ہمیں کسی قسم کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ ہم مجرم نہیں ہیں لہٰذا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔ چونکہ اذانیں ہو رہی ہیں زیادہ مزاحم نہیں ہوتا اگرچہ ہم چاہتے تھے کہ وہاں جن بزرگان اور شخصیات سے ہماری ملاقاتیں ہوئی ہیں ان کے بارے میں ہم آپ کو بتاتے ہمارے وفد کے دوسرے محترم بزرگ رفقا حاضر ہیں وہ آپ کو ان کے بارے میں بتاتے رہیں گے میں صرف ایک بات عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی ہے کہ کس طرح ہمیں آپس میں محبت سے رہنا ہے اور اپنی صفوں میں اتحاد برقرار کرنا ہے۔

جوانوں سے ایک اپیل۔علماء کی توہین نہ کریں

جوانوں سے ایک بار پھر میں یہی اپیل کروں گا کہ وہ علماء کے پیچھے چلیں اور کبھی علماء کی توہین نہ کریں اور ہم تو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے جوان اس قدر بے تربیت نہیں ہیں کہ علماء کی توہین کریں۔ اب یہ ہوسکتا ہے کہ ان میں کوئی اس قسم کا آدمی پیدا ہوجائے تو پھر ہم سمجھتے ہیں یہ صرف علماء کی توہین نہیں ہے بلکہ یہ پورے عالم اسلام کی توہین ہے اور اس کے نتیجے میں ولایت (اہل بیتؑ) کا رشتہ منقطع ہوسکتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ آپ جوان علماء کا احترام کریں ان کی عزت کریں اور ہمیشہ ان کے پیچھے چلیں اور انشاء اللہ ہم نے جو سفر اللہ کی طرف شروع کر رکھا ہے وہ ان علماء کی رہبری میں ہی جاری رہے گا اور اس راہ میں جو رکاوٹیں اور مسائل پیدا ہوں گے انشاء اللہ ان رکاوٹوں کو روندتے ہوئے خدا کی طرف ہم اپنے اس سفر کو جاری رکھیں۔

شخصیت پرستی سے دور رہیں

دوسرا مسئلہ نعروں کا ہے۔ میں جہاں بھی جاتا ہوں افسوس سے کہنا پڑھتا ہے۔ ہمارا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہمارا نام ہوتا ہے۔ آپ ایسے نعرے لگائیں کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا پیغام اس میں

دیں۔آپ کا مشن آپ کی نظروں میں ہونا چاہیے۔آپ کی تقریر میں کسی صاحب کی تعریف نہیں ہونا چاہیے۔آپ کی تقریر میں آپ کا نقطہ نظر ہونا چاہیے، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تحریک میں بھی شخصیت پرستی ہے۔

مال امام کے خرچ کرنے میں احتیاط

ایک مسئلہ اخراجات کا مسئلہ ہے ۔ میں تحریک ،آئی۔او اور آئی۔ایس ۔او سے یہ عرض کروں گا کہ جب آپ مال امامؑ خرچ کرتے ہیں تو ذرا احتیاط سے خرچ کریں۔ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔مجتہدین اس میں احتیاط کرتے ہیں۔خود امام مدظلہ العالیٰ وہ اس مسئلے میں قطعاً سخت ہیں۔ایسا نہیں ہے کہ آپ مثلاً ادھر خرچ کریں ادھر خرچ کریں یہ صحیح نہیں ہے۔ بے دردی کے ساتھ بے احتیاطی کے ساتھ خرچ نہ کریں۔ ٹیلی فون ہے کریں تو احتیاط کے ساتھ۔اس کے ساتھ یہ چیزیں قومی امانت ہیں لہٰذا احتیاط کریں۔ضروری بات کریں ٹیلی فون پر لمبی باتیں نہ کریں جب بات کرنی ہو تو اختصار کے ساتھ۔اگر میں کراچی فون کرتا ہوں تو میں نے پوچھا کہ فلاں ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہے تو میں ان سے کراچی کے حالات پوچھنے شروع کردوں یہ غلط ہے۔ان باتوں کو مدنظر رکھیں۔ یہ چیزیں نقصان دہ ہیں جائز نہیں ہے اور جو مال خرچ کریں اس کا آڈٹ ضرور کروائیں۔مسئلہ یہ ہے کہ اگر آڈٹ نہیں کروائیں گے تو اگر ہم مال صحیح جگہ پر بھی خرچ کیا ہے تو وہ لوگ جنہوں نے ہمیں مال دیا ہے وہ بدگمان ہوں گے لیکن اگر ہم نے خرچ کیا اور آڈٹ کر کے ان کو بتادیا تو وہ ہم پر اعتماد کریں گے اور ہمارے ساتھ پھر بھی تعاون کریں گے۔اس مسئلہ کی طرف آپ کو متوجہ ہونا چاہیے۔ساری تنظیموں، سارے لوگوں کو مال امامؑ بیت المال کو خرچ کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔

تنظیم ایک وسیلہ ہے نہ ھدف

برادران عزیز! اگر ہم سب کا یہ عقیدہ ہے کہ تنظیم ایک وسیلہ ہے اور وسیلہ کے علاوہ اس کی کوئی اور اہمیت نہیں اور ہمارا ہدف افغانستان میں اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کا قیام اور کلمہ حق کی سربلندی ہے تو اگر تنظیم وسیلہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تو پھر ہم کیوں تنظیم کی پرستش کرتے ہیں؟

برادران عزیز! ہمارے ایک بہت بڑے شیعہ عالم شیخ مفیدؒ جب فوت ہو گئے تو بعد میں ایک بزرگ شخصیت نے انہیں خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا جناب شیخ آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب آپ لوگ مجھے دفن کر کے چلے گئے تو فرشتے آئے اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اے شیخ اپنی آخرت کے لئے کیا لائے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اسلام کی خدمت میں اتنی کتابیں لکھی ہیں اور یہ اسلام کی خدمت کی ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے یہ اپنی جگہ پر لیکن یہ بتائیں کہ کیا ان سب باتوں سے آپ کا ہدف کیا تھا؟ کیا آپ کا ہدف یہ تھا کہ اسلام کی ترویج ہو؟ چاہے جس کے ذریعے اور جس نام سے ہی کیوں نہ ہو یا نہیں! بلکہ آپ کا ہدف تھا کہ شیخ مفید کے ذریعے اور اس کے نام سے دین کی ترویج ہو۔

پس اگر آپ کا مقصد یہ ہو کہ اسلامی مملکت افغانستان کا فرروس کے چنگل سے آزاد ہو جائے چاہے یہ آزادی کسی بھی تنظیم کے ذریعے حاصل کیوں نہ ہو تو اسے آپ ایک اسلامی مقصد اور اسلامی فکر کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ نہیں افغانستان سے متعلق تمام امور ہماری تنظیم کے وسیلے سے ہونے چاہئیں تو یہ تنظیم پرستی اور بت پرستی ہوگی۔

برادران عزیز! ہمیں ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بننا چاہیے۔ جس طرح میں نے علم دین پڑھا ہے اور دینی امور انجام دینا چاہتا ہوں یا تنظیم میں آپ کے ساتھ کام کرتا ہوں تو اگر میرا ہدف یہ ہو فلاں علاقے میں تمام امور میرے ہاتھ میں ہوں اور اس علاقے میں کوئی دوسرا میرے مدمقابل نہ ہو تو یہ سخت غلطی ہے۔ یہ فکر اسلامی فکر نہیں ہے۔ ایسا انقلاب اسلامی نہیں ہو گا۔ جب ہم یہ سنتے ہیں کہ افغانستان میں سنی اور شیعہ آپس میں لڑ رہے ہیں تو بخدا! ہمیں بہت دکھ

ہوتا ہے اور ہمیں اس بات پر رونا آتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مورچوں کو فتح کرنے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ یا کبھی سنتے ہیں کہ وہاں شیعہ آپس میں لڑ رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں مارے جاتے ہیں۔ خدایا یہ سب کچھ کیا ہے؟

مملکت کو بھول گئے ہیں اور آپس میں شیعہ و سنی لڑ رہے ہیں اور مختلف احزاب اور تنظیم کے نام پر آپس میں دست و گریبان ہیں۔ ہمارا ہدف یہ ہو کہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کامیاب ہو جائے اب اگر خدا نے چاہا تو یہ خدمت ہمیں نصیب ہو جائے گی وگرنہ کسی اور تنظیم کو۔ پس ہمارا ہدف صرف یہ ہونا چاہیے وہاں اسلامی حکومت قائم ہو چاہے جس کے ذریعے سے ہو۔

اسی طرح برادران عزیز! ہمارے لئے اتحاد و اتفاق بھی بہت ضروری ہے۔ اگر ہم اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئے تو کبھی فتح نہیں پائیں گے۔ اسی برصغیر میں ہم نے دیکھ لیا ہے کہ جب مسلمان متحد و متفق ہو گئے تو اسلام کے نام پر انہوں نے ایک مملکت حاصل کر لی لیکن جب یہی لوگ اختلافات کا شکار ہو گئے تو یہ ملک دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک بنگلہ دیش بن گیا اور دوسرا پاکستان۔ تو یہ اختلاف کا ہی ایک نمونہ ہے۔ آج ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اگر ہم روس ملعون کو اپنی سرزمین سے نکالنا چاہتے ہیں اور کامیاب و سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں وحدت کی اشد ضرورت ہے۔ سنی اور شیعہ کے درمیان ہم آہنگی و وحدت ہو۔ جب ہمیں اطلاع ملی کہ ایران میں آٹھ احزاب جمع ہوئی ہیں تو ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ ہم یہاں آئے اور ہم نے دوستوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں اس سلسلے میں تھوڑی بہت پیشرفت ہوئی ہے اور ابھی کام شروع ہوا ہے یعنی چاہتے ہیں کہ کفر کے مقابل میں ہم آہنگ طور پر محاذ قائم کریں۔ اور تمام تنظیمیں مل کر یہ کام کریں۔ اگرچہ ابھی تک وہ اس مرحلہ تک نہیں پہنچیں لیکن ہماری آرزو ہے کہ یہ آٹھ احزاب کفر کے مقابلے میں ایک محاذ تشکیل دیں۔ نہ کہ کہا جائے کہ ہم اس جگہ ہیں اور فلاں جگہ کوئی اور حزب ہے۔ ہم لوگ مسلمانوں کے حضور جوابدہ ہیں۔ جو مسلمان پاکستان افغانستان یا عرب ممالک میں ہیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر قصور ہے تو ان کے لیڈر حضرات کا ہے۔ ورنہ سب مسلمان اسلام کے دلسوز ہیں۔ پاکستان

کے مسلمانوں کی آرزو ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو نہ کہ ایک مغربی نظام۔ عرب مسلمان چاہتے ہیں کہ عرب ممالک میں اسلامی حکومتیں قائم ہوں نہ شرقی یا غربی۔ افغانستان کے مسلمانوں کی بھی یہی آرزو ہے۔ لیکن اس میں کیا چیز مانع ہے؟ اگر اس میں مانع ہیں تو ہم اور آپ ہیں کہ جوان تنظیموں اور پارٹیوں کو اپنی میراث سمجھتے ہیں اور مختلف امور کے حوالے سے سودا بازی کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ استعمار اور استعماری ایجنٹ ہمارے نوجوانوں کو اپنے لئے سب سے زیادہ خطرہ سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے نوجوانوں کو پریشان کرنے کے لئے ان کو غلط قسم کے کیسوں میں ملوث کر کے ان پر مقدمات درج کر کے انہیں جیلوں میں بند کر رہے ہیں۔ خواہ وہ کراچی کے ہمارے مظلوم ساتھی ہوں جہاں نوجوانوں کو بے بنیاد اور من گھڑت کیس میں ملوث کیا گیا ہے۔ اسی طرح کوئٹہ میں آئی ایس او کے جوانوں کو ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا ہے کہ وہ پابند سلاسل ہیں۔ ہم حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ (جیسا کہ میں نے اپنی تقریر کے اوائل میں عرض کیا) ہم نے یہ طے کیا ہے کہ حق کی خاطر ہمیں ہر مشکل کا مقابلہ کرنا ہے۔ حق کی خاطر ہمیں ہر مصیبت اور ہر مشقت کو برداشت کرنا ہے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہمارے جوانوں کو اس قسم کے مقدمات میں ملوث کر کے ان کو میدان سے نکال دو گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ ہمارے جوان آپ کے ان حربوں سے متاثر نہیں ہوں گے۔

اسی طرح تقاریر اور پوسٹروں کے ذریعے پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ ہم حکومت سے چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کے دل آزار پوسٹروں اور مقررین کی تقاریر پر پابندی لگائے اور ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اس وقت کیوں ہمارے خلاف پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے؟ میں اپنے شیعہ سنی بھائیوں سے یہ سوال کروں گا کہ جب تک اسلامی انقلاب کامیاب نہیں ہوا تھا اس وقت تک پاکستان کے اندر شیعہ جوانوں نے پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند نہیں کیا تھا اور اس سے پہلے انہوں نے امریکہ اور روس کے خلاف مہم شروع نہیں کی تھی۔ جس وقت ہمارے شیعہ بھائیوں نے سیاسی

میدان میں آنے کا اعلان نہیں کیا تھا پاکستان میں ہمارے خلاف اس قسم کا پراپیگنڈا نہیں تھا لیکن جب سے اسلامی انقلاب کامیاب ہوا ہے رہبرِ عظیم الشان، امیدِ مستضعفین جہان حضرت امام خمینی نے امریکہ اور روس دونوں کو ذلیل وخوار کر دیا ہے اور اسلام کا نام اور اس کا پرچم بلند کیا ہے اور پاکستان کے اندر شیعیانِ حیدرِ کرارؑ اتحاد بین المسلمین کے لئے اپنے سنی بھائیوں کے ساتھ مل کر ایک اسلامی نظام کے قیام کے لئے عزم کرتے ہوئے میدان میں آئے ہیں۔ فرقہ واریت اور امریکہ وروس کے خلاف جہاد کا اعلان کیا ہے تو اس وقت سے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے خلاف اس قسم کے زہریلے پراپیگنڈے نے شدت اختیار کر لی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ درحقیقت اس میں امریکہ کا ہاتھ ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ اور روس کے اشارے پر ہو رہا ہے کیونکہ ہمارے نوجوان مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگاتے ہیں۔ میں مسلمانوں سے یہ کہتا ہوں کہ آپ ہماری مساجد میں جائیں، جمعہ کا خطبہ ہو یا نماز جماعت ہو، آپ شیعوں کی مساجد میں جا کر دیکھیں اور پھر دوسری مساجد میں بھی جائیں اور ملاحظہ کریں کہ کن خطبوں اور کن مساجد میں کن کے خلاف باتیں کی جا رہی ہیں؟ شیعہ اجتماعات جہاں بھی ہوں چاہے وہ نماز جمعہ ہو یا نماز پنجگانہ ہو یا کوئی دوسری تقریب ہو آپ دیکھیں گے کہ شیعہ مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگاتے ہیں وہاں کبھی مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوے صادر نہیں کئے جاتے۔ مسلمانوں کے خلاف کافر کافر کے نعرے ہمارے ہاں نہیں لگائے جاتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سے مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کہنے کا انتقام لیا جا رہا ہے۔ اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں اس قسم کا پراپیگنڈا کر کے پشیمان کر دیں گے اور ہم مردہ باد امریکہ مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے چھوڑ دیں گے۔ ہم اتحاد بین المسلمین اور اخوتِ اسلامی کو چھوڑ دیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ ہم نے یہ عزم کر لیا ہے کہ سب مسلمان سنی ہوں یا شیعہ جس مکتب فکر سے بھی ان کا تعلق ہو ہمیں ان سب کو ساتھ ملا کر کفر کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔

برادرانِ عزیز! میں پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے کام کرنے والوں کو یہ پیغام دوں گا کہ چند دن پہلے گول میز کانفرنس جو افغانستان کے حوالے سے منعقد ہوئی تھی میں نے وہاں کہا تھا کہ یہ ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جب بھی اسلام کا مسئلہ درپیش ہوا وہاں شیعہ اور سنی سب اکٹھے تھے۔ جس مسلک سے بھی ان کا تعلق ہو، انہوں نے اسلام کے مسئلے پر متفقہ طور پر ایک ہی موقف اختیار کیا۔ پاکستان کے اندر بھی ہمیں اگر اسلامی نظام لانا ہے تو پھر ہمیں فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے کو تسلیم کرتے ہوئے مل کر کام کرنا ہوگا۔ سنی شیعہ کو تسلیم کرے اور شیعہ سنی کو تسلیم کرے۔ نہ یہ کہ ایک دوسرے کے خلاف کفر کا فتویٰ لگائیں اور پھر اس سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ان کا ساتھ دیں۔

برادرانِ عزیز! یہ جو (فرقہ واریت کا) پراپیگنڈا ہے اس کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے۔ اگر ہمیں امریکہ کے ہاتھ کو کاٹنا ہے۔ اگر ہمیں اس سازش کو ناکام بنانا ہے تو اس کے لئے یہ طریقہ نہیں اپنانا چاہئے کہ ہم بھی تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیں۔ ہم بھی وہی الفاظ استعمال کریں جو انہوں نے نفاذ شریعت کانفرنس میں مینار پاکستان پر استعمال کئے ہیں اور اسی طرح تقدس حرمین کانفرنس میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ نہیں! نہیں! ہمیں ہرگز تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ میں آپ سے یہ خواہش اور التجا کروں گا کہ میرے عزیز بھائیو اور مکتب اہل بیت کے پیروکارو! اہل بیتؑ کا مکتب تہذیب کا مکتب ہے۔ محبت کا مکتب ہے۔ دلیل و برہان کا مکتب ہے۔ آپ جب بھی بات کریں تہذیب کے ساتھ بات کریں۔ دلیل و برہان کے ساتھ بات کریں کبھی بھی تہذیب کی حدود سے نہ نکلیں۔ میں جب آ رہا تھا تو بعض حضرات کے الفاظ میں نے سنے تو مجھے خود شرمندگی کا احساس ہوا۔ قرآن وسنت کانفرنس کے پلیٹ فارم سے ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جو تہذیب سے گرے ہوئے ہوں۔ اخلاق اسلامی کے خلاف ہوں۔ تعلیمات اہل بیتؑ کے خلاف ہوں۔

برادران عزیز! ہمیں ان سے صرف یہ کہنا ہے میں نے کل سکردو میں بھی یہی کہا کہ

مولا مشکل کشا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اَلْغِیْبَۃُ جُھْدُ الْعَاجِزِ''

''جو شخص عاجز اور شکست خوردہ ہو وہ بدگوئی کی کوشش کرتا ہے''

جو لوگ امام خمینیؒ کی بدگوئی کرتے ہیں۔ جو لوگ قرآن وسنت کے فرزندوں اور عزاداران سید الشہداءؑ کے خلاف بدگوئی کرتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ چونکہ ناکام اور شکست خوردہ ہیں اور ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جب ان کے پاس قوم کو دینے کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے تو وہ اپنی زبان سے غلیظ کلمات ادا کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی حالت پر رحم آتا ہے بخدا! ہمیں ان کی حالت پر رحم آتا ہے کہ یہ ان کو کیا ہو گیا ہے ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں حقائق کو درک کرنے کی فہم وفراست عطا فرمائے! آج کے زمانے میں مسئلہ شیعہ اور کفر کا نہیں اور نہ ہی مسئلہ سنی اور کفر کا ہے آج مسئلہ اسلام اور کفر کا ہے۔ ایسے حالات میں وہ ایسے اقدامات کرتے ہیں کہ جن کا پورا پورا فائدہ امریکہ وروس کو ہوتا ہے۔

استعمار ہمارے نوجوانوں سے کیوں خائف ہے؟

برادرانِ عزیز! آپ ایسے حالات سے ہرگز نہ گھبرائیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جتنا آپ کے خلاف پراپیگنڈا تیز ہوگا اتنا ہی آپ جان لیں کہ آپ اپنے مشن کے لئے قرآن وسنت کے لئے اور اسلام کی خاطر صحیح طور پر کام کر رہے ہیں۔ برادران عزیز! اگر میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ جہاں بھی آپ رہتے ہیں وہاں اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر کام کریں، اخوت اور محبت کے ساتھ کام کریں کیونکہ پیام قرآن، پیامِ سنت اور پیامِ اہل بیتؑ ہمارے لئے یہی ہے کہ اسلام کی خاطر مل جل کر کام کیا جائے۔ میں آپ سے یہ خواہش کروں گا کہ اے عزاداران! سید الشہداء علیہ السلام مجھے اس بات پر بڑی خوشی ہے کہ فیصل آباد کی جتنی بھی تنظیمیں ہیں انہوں نے اپنے جزوی اختلافات سے بالاتر ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور کام کیا

ہے۔ مجھے بخدا! اس سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اگر وقتی طور پر ہم تقسیم بھی ہو جائیں لیکن پھر بھی مقصد کے حوالے سے ہم ایک ہیں لہٰذا ہمیں اپنے ان اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قسم بخدا! ہمارے درمیان عقائد کا کوئی اختلاف نہیں۔ سب یا علیؑ یا علیؑ کہنے والے ہیں۔ سب یا حسینؑ یا حسینؑ کا ماتم کرنے والے ہیں۔ سب کے سب فقہ جعفریہ کے ماننے والے ہیں۔ پس اختلاف کس بات کا ہے؟ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے کہ اگر تم خدا کے دین کی نصرت کے لئے قیام کرو تو خداوند متعال بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں میں ثبات پیدا کرے گا۔

برادرانِ عزیز! آپ اپنے اس چھوٹے بھائی اور اپنے اس خدمت گزار کا یہ پیام اپنے ساتھ لے جائیں۔ بخدا! ہم نے کہہ دیا کہ ''رَبُّنَا اللہ'' اللہ ہمارا رب ہے۔ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ'' محمد رسول اللہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ ''اَلْقُرْآنُ کِتَابُنَا'' قرآن ہماری کتاب ہے ''اَلْکَعْبَۃُ قِبْلَتُنَا'' کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ ''عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَّ الْاَئِمَّۃُ مِنْ بَعْدِہٖ اَئِمَّتُنَا'' علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد آئمہ ہمارے پیشوا ہیں۔ ہماری ذمہ داریاں زیادہ ہیں قسم بخدا! اگر آج ہم اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ اگر آج ہم اپنی مسئولیت پر عمل نہیں کریں گے تو کل خدا اور رسولؐ و امام زمانہؑ کے سامنے کیا جواب دیں گے؟

برادرانِ عزیز! اگر آپ کو فقہ جعفریہ عزیز ہے تو آپ خود بھی فقہ جعفریہ کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں مثلاً زکوٰۃ ہم حکومت کو نہیں دیتے لیکن آپ پر واجب ہے کہ آپ اپنے غریب بھائیوں یا مدارس دینیہ کو زکوٰۃ دیں۔ برادران عزیز! آپ اپنے گھر میں فقہ جعفریہ کو نافذ کریں اپنی بہنوں اور اپنی بچیوں کو فقہ جعفریہ سے آگاہ کریں۔ حجاب اسلامی شعائر اسلام میں سے ہے۔ قرآن و اہل بیتؑ کا حکم ہے۔ آج اگر ہم فقہ جعفریہ کی بات کرتے ہیں تو اس سے پہلے کہ ہم حکومتی اداروں میں نافذ کرنے کے لئے حکومت سے مطالبہ کریں ہمیں خود اپنے اپنے گھروں اور اپنے معاشرے میں فقہ جعفریہ کو نافذ کرنا چاہئے میں اس سے زیادہ بات نہیں کرسکتا۔

خط امام خمینیؒ کیا ہے؟

خط امام کو اگر ہم درک کرنا چاہیں تو پھر ہمیں ایک تفصیل دینا چاہیے مثلاً خط امام سیاست میں کیا ہے؟ خط امام آئیڈیالوجی میں کیا ہے؟ خط امام اجتماع میں کیا ہے؟ خط امام امور شخصی میں کیا ہے؟ خط امام خدا کے ساتھ عبادت میں کیا ہے؟ اس سلسلے میں اور بھی آپ وسعت دے سکتے ہیں لیکن جو کلیات ہیں وہ یہ ہیں:

سیاست میں خط امامؒ

کہ خط امام سیاست میں ''لاشرقیہ ولاغربیہ'' ہے ہمارا جو جوان یہ سوچ رکھتا ہے کہ ہمیں یا امریکہ کا سہارا لینا چاہیے یا روس کا سہارا لینا چاہیے وہ خط امامی نہیں ہے۔ خط امام یہ ہے کہ نہ روس نہ امریکہ خوب اب اس کو آپ آگے تفصیل دے سکتے ہیں نمبر دو خط امام اسی سیاست میں طاغوتوں کے مقابلے میں ہے ایک تو کلی طور پر خط لاشرقی اور لاغربی ہو گیا دوسرا طاغوتی حکمرانوں کے مقابلے میں ہے۔ طاغوتی حکمرانوں کے مقابلے میں خط امام یہ ہے کہ امام کبھی بھی ظالموں کے ساتھ اور جابر حکمرانوں کے ساتھ آشتی پذیر نہیں تھے یعنی ان کے ساتھ صلح کرنا اور ان کے ساتھ ایک جگہ پر بیٹھنا یہ خط امام نہیں ہے۔ خط امام یہ ہے کہ حق تک حق کے راستے سے پہنچا جائے۔

حق تک پہنچنے کے لئے حق کا راستہ استعمال کریں

حق تک باطل راستے کا استعمال کرنا باطل قوتوں کا سہارا لینا خط امام نہیں ہے۔ اس کے لئے میں یہ مثال دیتا ہوں کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ امام خمینی شاہ کو اور امریکہ کو سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے اور سب سے پہلے آپ کو ترکیہ جلاوطن کیا گیا۔ وہاں سے نجف اور اس زمانے میں جب بعثی

انقلاب آیا اور بعثی حکومت نے اینٹی سامراج اور اینٹی امریکہ نعرہ بلند کیا اور شاہ کے خلاف محاذ کھول دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے سنا ہوگا کہا آپس میں ان کی جنگ بھی ہوئی۔ سارے ایرانیوں کو بھی عراق سے نکال دیا گیا تو اس زمانے میں کئی مرتبہ بعثی لیڈر امام خمینی کے خدمت میں حاضر ہوا کہ امام خمینی سے چند کلمات یا چند سطر شاہ کے خلاف اور اپنی تائید میں بیان لے لیں لیکن امام خمینی اس پر تیار نہیں ہوئے۔ امام نے اسی صدام اور حسن البکر حکومت کی تائید نہیں کی۔ دشمن تو دونوں کا ایک تھا وہ جو ہم کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ انسان کے دوست بھی تین ہیں اور دشمن بھی تین ہیں تو اس لحاظ سے دونوں کا دشمن تو شاہ تھا لہٰذا اس لحاظ سے صدام امام خمینی کا دوست ہونا چاہیے تھا لیکن امام خمینی اس کی سوچ کو ضد اسلام اور باطل سمجھتے تھے لہٰذا شاہ کو ختم کرنے کے لئے کبھی انہوں نے صدام کا سہارا نہیں لیا۔ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکا کہ امام خمینی کی وہاں شاہ کے خلاف کسی تقریر کو ریکارڈ کر کے بغداد کے ریڈیو سے نشر کرے کبھی بھی امام اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ تو خط امام سیاست میں ایک یہ ہے کہ آپ حق تک پہنچنے کے لئے باطل قوتوں کا سہارا نہ لیں۔ اب یہاں پر آپ کے ایک اعتراض کا جواب آپ کو خود بخود مل جائے گا آپ سمجھ گئے ہوں گے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے اگر متوجہ ہیں۔

دین سیاست سے جدا نہیں

خط امام آئیڈیالوجی میں یہ ہے ابھی بھی عرض کر رہا تھا کہ شیعوں میں دو قسم کی فکر تھی ایک اخباری اور دوسرے اصولی۔ اخباری اس طرح تھے جس طرح سنیوں میں اہل حدیث ہیں۔ وہ حدیث کے مطابق زندگی گزارتے تھے اور حدیث سے ہٹ کر کچھ نہیں کہتے تھے جبکہ اصولی اجتہاد کے قائل تھے۔ آیات قرآن اور سنت رسولؐ و اہل بیتؑ کو سامنے رکھ کر عقل کی مدد سے زمانے کے مطابق حکم کو استنباط کرتے تھے۔ مرحوم وحید بہبہانی اور مرحوم شیخ انصاری رحمۃ اللہ علیہما ان بزرگ ہستیوں نے اخباریوں کی جڑوں کو تشیع سے نکال دیا۔ خط امام آئیڈیالوجی میں یہ ہے کہ

اخباری جو ایک جامد سوچ ہے یہ سوچ نہ ہو۔ زندہ اجتہاد جو ہر زمانے میں اسلام کو زمانے کے حالات کے مطابق پیش کر سکے، ایسی سوچ ہو۔ غیر شیعہ مسلمان صدر سادات (مصر) لیبیا اور سعودیہ سب یہی کہتے ہیں کہ دیانت سیاست سے جدا ہے اور کہتے ہیں کہ ایرانی حج پر آتے ہیں اور سیاسی نعرے لگاتے ہیں یہ بدعت اور شرک ہے حج ایک خالص عبادی فریضہ ہے اس میں سیاست کو داخل نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہمارے اپنے بھائیوں میں بھی کچھ اس سوچ کے ہیں کہ دین کو سیاست سے جدا سمجھتے ہیں امام باڑے میں اگر آپ سیاسی بات کریں وہ بھی اسلامی سیاسی کہ امریکہ یہ سازش کر رہا ہے اور مسلمانوں کو یوں ہونا چاہیے تو وہ نوٹس دے دیں گے۔ اب تو الحمدللہ کچھ کچھ یہ چیز کم ہوگئی ہے۔ اسی طرح سب سے مقدس عالم وہ ہوتا تھا جو گھر سے نکلتا تھا تو سر پر عبا ڈالتا تھا اور سیدھا مسجد کے محراب میں پہنچتا تھا کسی سے بات نہیں کرتا تھا اور یہ نہیں دیکھتا تھا کہ معاشرے میں کیا ہو رہا ہے جوان کس طرح فساد میں بہہ رہے ہیں اسے اس سے کوئی واسطہ نہیں تھا پس خط امام سیاست میں یہ ہے کہ سیاست جزوِ دین ہے بلکہ امام کی تعبیر کے مطابق اسلام کے اکثر احکام سیاسی ہیں۔

خط امام دینداری اور عبادت کے لحاظ سے یہ ہے کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں وہ خدا کے لئے کریں۔ آپ کی منزل مقصود خدا ہو خدا کے علاوہ باقی سب چیزیں آپ کی نظر میں حقیر ہونی چاہئیں۔ جس طرح کہ شہید باقر الصدر نے فرمایا کہ

''ذُوبُوا فِی الْاِمَامِ الْخُمَیْنِیِ کَمَا هُوَ ذَابَ فِی الْاِسْلَام''

یعنی اپنے آپ کو امام خمینی کی ذات میں اس طرح فانی کرو جس طرح وہ خود اسلام میں فانی ہو گئے ہیں یعنی ان کے ذہن میں سوائے اسلام، قرآن اور اہل بیتؑ کے اور کچھ نہیں ہے جو کام بھی وہ کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کیا کہتا ہے اور رضایت اہل بیتؑ کیا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ شہید بہشتی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں جب انہوں نے قصاص کا قانون پیش کیا تھا۔ یعنی مرد کے مقابلے میں عورت کا قصاص اور دیت۔ تو وہ لوگ جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے تھے مثلاً بازرگان کہ

جس نے معارف اسلامی کی کتابیں بھی لکھی ہیں اس نے اس قانون کی مخالفت میں خوب شور مچایا اور جلوس نکالے۔ اس وقت امام خمینیؒ نے ان کے خلاف سخت نوٹس لیا اور یہاں تک کہ امام نے ان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ وہ چوہوں کی طرح اپنے اپنے سوراخوں میں گھس گئے اور دوبارہ کبھی نہ نکل سکے۔ جب انقلاب کامیاب ہو گیا تو نام پر اختلاف تھا کوئی کہتا تھا کہ نیشنل ڈیموکریٹک ایران کوئی اسلامک ڈیموکریٹک ایران کوئی کچھ کہتا تھا تو کوئی کچھ۔ امام نے اس وقت فرمایا کہ نہ کم اور نہ زیادہ صرف اسلامی جمہوریہ ایران۔ اسلامی یعنی ہمارا مرکز اسلام ہے جمہوری یعنی اس میں ڈکٹیٹر شپ نہیں ہے بلکہ لوگوں کی رائے کا احترام ہے۔

پس عبادت کے لحاظ سے انسان خدا کے علاوہ کچھ نہ دیکھے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ہے کہ

''اِنَّ الصَّلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالِمِیْنَ''

سونا، بیدار ہونا، کھانا، پینا، حیات وممات، نماز، روزہ اور حج سب کا سب خدا کے لئے ہو۔ تو اب اگر خط امام کی پیروی کرنا ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہمیں نہ عہدے کی فکر کرنا چاہیئے نہ تنظیم کی فکر کرنا چاہیے نہ ذات کی فکر کرنا چاہیے نہ اقتدار و کرسی وغیرہ کی فکر کرنا چاہیے صرف اور صرف خدا کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اسی طرح امام خمینی کی شخصی زندگی ہے۔ امام خمینیؒ جہاں ایک رہبر ہیں اور نائب برحق امام زمانؑ اور ولی فقیہ ہیں تو وہاں وہ اپنی شخصی زندگی میں اپنی اولاد کے لئے ایک مہربان و رؤف باپ بھی ہیں اور اپنی زوجہ کے لئے ایک مہربان و رؤف شوہر بھی ہیں اسی طرح اپنے نواسوں اور پوتوں یا دوسرے جو رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ وہی عادات و اخلاق اور وہی محبت اور صمیمیت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ خوب اب اگر ہم خط امام والے ہیں تو ہمارے اوپر جو والدین کا حق ہے وہ ہمیں اپنی جگہ ادا کرنا ہے شادی کی ہے تو اپنی بیویوں کا حق ادا کرنا چاہیے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ رات کو ایک دو بجے آئیں اور وہ بیچاری گھر میں ڈرتی رہے اور بعد میں مسئلہ خراب ہو جائے جہاں پر آپ

اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں گے وہاں اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی خیال رکھیں ہمارے مولوی حضرات کے بچے بعض اچھے نہیں نکلتے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جامعہ سازی کی فکر میں لگے رہتے ہیں جب معاشرے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں تو خود اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو اور اپنے بچوں کو بھول جاتے ہیں تو اگر ہم خط امامی ہیں اور اگر ہمیں امریکہ و روس کے ساتھ مبارزہ کرنا ہے

تو ساتھ ساتھ اپنے نفس سے بھی مبارزہ کرنا ہے۔ دنیا کے دوسرے مستضعفین اور اپنے معاشرے کے جوانوں کی بات کرنا ہے تو بھی اپنے بچوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں اب خود ہمارے لئے یہی مسئلہ ہے دس دن گھر سے باہر رہتے ہیں تو ہمیں علم نہیں ہے کہ ہمارے بچے سکول جاتے ہیں یا نہیں جاتے کیا مسئلہ ہے؟ اب اگر ہم خط امام والے ہیں تو شخصی زندگی میں بھی ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا ہے۔خصوصاً آپ کو اپنے ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کا پورا پورا حساب دینا ہے مثلاً امام خمینی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز شب بر وقت پڑھا کرتے تھے رات کو ان کا ایک خاص وقت تھا اس وقت وہ سویا کرتے تھے۔ابھی میں نے سنا ہے کہ رات کے بارہ بجے ایرانی ریڈیو سے جو خبریں نشر ہوتی ہیں انہیں وہ سن کر سوتے ہیں اور اسی طرح صبح سویرے صحیح وقت پر درس کے لئے جاتے تھے۔مثلاً امام خمینی کی بیرونی (بیٹھک) تھی آدھے گھنٹے کے لئے امام آتے تھے اور وہاں بیٹھتے تھے لوگوں کی باتیں سنتے تھے جب وقت ختم ہو جاتا تو سیدھے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔اسی طرح حرم مطہر کی زیارت۔

اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کریں

برادر عزیز! اگر آپ خط امام والے ہیں تو اس مسئلے کی طرف زیادہ توجہ کریں ہم اگر دین میں سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ خاندان نبوت وطہارت کے ساتھ رشتہ کو مضبوط کرنا ہے اگر ہم نے اس خاندان کے ساتھ رشتے کو کمزور کر دیا تو یہ بہت خطرناک ہے۔اگر

آپ یہ کہیں کہ ہم انقلابی ہو گئے ہیں اور ہمیں اب عزاداری کی کوئی ضرورت نہیں ہم انقلابی ہو گئے ہیں لہٰذا ہمیں دعائے توسل نہیں پڑھنا چاہیے۔ ہمیں زیارت عاشورا نہیں پڑھنی چاہیے۔ نہیں نہیں پہلے اگر آپ ان چیزوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے تو خط امامی بن کر آپ پر زیادہ ذمہ داری آتی ہے۔ آپ زیارت میں جو حضرت ولی العصرؑ کے ساتھ پیمان باندھتے ہیں اور ان کے ساتھ عہد کرتے ہیں اس کو ضرور پڑھا کریں آپ حضرت ولی العصر علیہ السلام کو نہ بھولیں آپ اہل بیتؑ کو نہ بھولیں یہ جو آپ کربلا یا مشہد میں نہیں ٹھیک ہے کہ ظاہر میں وہ آپ سے دور ہیں لیکن باطن میں تو وہ آپ سے دور نہیں ہیں اگر یہاں بیٹھ کر خلوص کے ساتھ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ" کہہ دیں گے۔ (یہ تو ہمارے اور آپ کے لئے مادی رکاوٹیں مانع ہیں ان کے لئے تو مادی رکاوٹیں مانع نہیں ہوسکتیں۔) یقیناً اگر آپ خلوص دل کے ساتھ کہیں گے تو وہ علیک السلام کے ساتھ آپ کو جواب دیں گے۔ پس اگر آپ خط امام والے ہیں تو اہل بیت اطہارؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کریں۔ عزاداری سید الشہداءؑ میں شرکت کریں کوشش کریں کہ مصائب پڑھنے والے کو غور سے سنیں اور کوشش کریں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اور ان آنسوؤں کے ذریعے آپ ثابت کرسکیں کہ آپ کے دل میں محبت اہل بیتؑ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مسائل کو حل کریں اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں تو اگر اہل بیتؑ کی طرف ہماری توجہ نہیں ہوگی تو ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم نے خود دیکھا کہ امام خمینی اتنی ذمہ داریوں کے باوجود مخصوص دنوں میں مثلاً روز عرفہؑ عید اور شب قدر کی زیارتوں کے لئے وہ کربلا مشرف ہوتے تھے۔ اگر کربلا نہ گئے ہوتے یا مریض نہ ہوتے تو کبھی بھی امام خمینی مولا امیر المومنینؑ کی روزانہ زیارت کو ترک نہیں کرتے تھے۔ یہ امام کا عرفان ہے اور یہ امام کا اہل بیتؑ کے ساتھ مضبوط واسطہ اور رشتہ ہے کہ وہ جب تک نجف میں رہے روزانہ مولا امیر المومنینؑ کے حضور میں حاضری دیتے تھے اور اس کا وقت بھی معین تھا رات کے تین بجے کہ جب حرم میں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ ہم اگر خط امام والے ہیں تو ہمیں امام زمانؑ کو اپنی مشکل کے لئے پکارنا ہے ان کے

ساتھ رابطہ برقرار کرنا ہے۔ زیارت جامعہ پڑھیں زیارت وارث پڑھیں زیارت عاشورا اور دعائے توسل پڑھیں دعائے ابوحمزہ ثمالی پڑھیں ابھی ماہ رمضان آنے والا ہے۔ اس رمضان میں آپ کو مشق کرنا ہے اور تربیت حاصل کرنا ہے آپ کو مضبوط ہونا ہے۔ آپ وہ دعائیں جو مولائے کائناتؑ سید الشہداءؑ اور امام زین العابدینؑ نے پڑھی ہیں اور مفاتیح میں ہیں ان کو پڑھیں اور نہ صرف زبان سے بلکہ ان کا ترجمہ دیکھیں۔ واقعاً انسان ان دعاؤں کو اس وقت درک کرتا ہے جب ان کے معانی کو درک کرتا ہے۔ ہم اور آپ اگر خط امامی ہیں تو ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کرنا ہے۔ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ وہ مثلاً پرانا زمانہ تھا کہ نوحہ خوانی اور عزاداری تھی نہیں نہیں بابا اس عزاداری کی وجہ سے تو ہم زندہ ہیں۔

میں یہ رسمی طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت میں جب آپ پانچ یا دس آدمی مل بیٹھتے ہیں آپ بھائی جمع ہوتے ہیں تو آپ یہ کوشش کریں کہ ایک بھائی کچھ کلمات امام حسینؑ کے بارے میں کہے اور مصائب پڑھے آپ کے ہفتہ وار، ماہانہ جو فنکشن ہوتے ہیں تو کم از کم آپ ایک آدمی کو اپنے رفقاء میں سے تیار کریں جو آپ کے لئے زیادہ نہیں تھوڑے سے مصائب پڑھے۔ آقا یہ اثر رکھتے ہیں۔ اگر ہم اہل بیتؑ کے علاوہ کسی اور در سے خدا کی طرف پہنچنا چاہیں تو یہ محال ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری غلط فہمی ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے:

''مَنْ سَمِعَ يُنَادِي يَا اَهْلَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ''

اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کی آواز کو سن لیا کہ وہ تم سے مدد مانگ رہا ہے اور آپ نے اس کے سوال کا جواب مثبت نہ دیا تو آپ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آج آپ کو پتا ہے کہ کویت کے مسلمان کس مشکلات میں مبتلا ہیں، عراق کے مسلمان کس حالت میں ہیں، عراق کے متعلق میں عرض کروں کہ پرسوں ہم جن شہداء کے جنازہ پر گئے تھے ان شہیدوں پر جو ظلم ہوا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کی ہڈیوں کو شہادت سے پہلے توڑ دیا گیا تھا۔ بدن پر گرم لوہے کے اثرات تھے یعنی ان کے بدن کو داغا گیا تھا اس کے علاوہ ان کی انگلیوں کو کاٹ دیا گیا تھا

اور سروں کو دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا کیوں کہ سروں کو قطع کر دیا گیا تھا۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے ان کی آنکھوں اور کانوں کو کاٹ دیا گیا تھا اور اس جرم کو چھپانے کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صدام کراچی سے ہزاروں میل دور ہے جب وہ یہاں رہنے والے مسلمانوں پر یہ مظالم کر رہا ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ مسلمان جوان جو نجف اور کربلا میں ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ اسی کراچی میں جو مسلمان عراقی ہیں بخدا وہ آ کر رو رہے تھے کہ ہم کہاں جائیں؟ کویت میں وہ ہمارے پیچھے تھے یہاں آئے ہیں تو یہاں ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ جو حال ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے وہی ہم تمہارے ساتھ کریں گے تو ہم کہاں جائیں؟ اے پاکستان کے شیعو! ہمیں تحفظ دو۔ وہ جو چند شیعہ مسلمان تھے وہ بیچارے رو رہے تھے کہ ہم اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں اور کاروبار پر نہیں جا سکتے۔ یہ بعثی غنڈے ہمارے پیچھے ہیں اور وہ ہم سے مدد مانگ رہے تھے۔ خدا کے لئے ان کے لئے کچھ کرو۔ یہ ۹ اپریل کا جو دن آ رہا ہے یہ شہید باقر الصدر کی شہادت کا دن ہے اس کے لئے کچھ پروگرام بناؤ۔ ٹیلی گرام دے دو۔ حکومت سے کہو کہ کراچی میں بعثی غنڈوں کی غنڈہ گردی کو بند کرے اور ان مظلوموں کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے ان کو سزا دے اور صدامی سفارت خانے کو پیغام دے دو کہ اگر تم نے غنڈہ گردی سے ہاتھ نہیں روکا تو اس کے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔ آپ ان کو دھمکی دے دیں اور ۹ اپریل کے دن کو پر امن مظاہرہ کریں۔ اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے دفتر کے سامنے تا کہ ان مظلوم شیعہ افراد کے ساتھ کچھ اظہار ہمدردی ہو سکے۔ صرف قرارداد پاس کر لیں اور پریس ریلیز دے دیں تو یہ کوئی کام نہیں ہوا۔ اسی طریقے سے کویت کے مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے خصوصاً یہ جو انہوں نے بیس مسلمان افراد کو گرفتار کر رکھا ہے اور ان پر جھوٹے مقدمات چلا رہے ہیں ان کے لئے کچھ کام کریں ان مظلوم شیعوں کے لئے۔ یہ نہیں کہ ہم صرف باتیں کر کے یہ سمجھ لیں کہ ہم نے اپنے مذہبی فریضہ کو ادا کر دیا ہے۔ نہیں بات اس پر ختم نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنی استطاعت کے مطابق اپنے ان بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہیئے۔

اس دن عراقی شیعوں کی جو حالت میں نے دیکھی ہے اس سے میرا دل خون ہو گیا ہے کہ یہ کتنے مظلوم ہو گئے ہیں کہ ہمارے سامنے اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اے خدا! کب کوئی ان مظلوموں اور بیچاروں کا فریاد رس آئے گا اور ان کو نجات دے گا اس طریقہ سے لبنان اور افغانستان کا مسئلہ ہے۔ ایران اسلامی کا مسئلہ ہے کہ امریکہ انہیں دھمکی دیتا ہے کہ آبنائے ہرمز پر اس نے جو میزائل نصب کئے ہیں ان پر وہ یہ کر دے گا وہ کر دے گا۔ اس پر بھی ہمارے کچھ بیانات آنے چاہئیں کہ تمہیں اس کا کیا حق ہے؟ ایران کا جو خلیج فارس ہے اس کی حدود میں تمہیں مداخلت کا کیا حق ہے؟ یہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج ہے کہ امریکہ ایک دہشت گرد اتنی دور جگہ پر ہم سے ایسی باتیں کرے۔ اگر ایران والے یا دوسرے مسلمان ممالک امریکہ کے ساحل پر میزائل نصب کرتے تو اس کو اعتراض کا حق حاصل تھا لیکن اگر ایران اپنی بندرگاہوں اور اپنے سمندر میں یہ کام کرتا ہے تو امریکہ کو اس میں مداخلت کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟ اس مسئلہ کو اگر ہم نے نہیں چھیڑا اور اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی تو ان کے ارادے اور بلند ہو جائیں گے لیکن اگر انہوں نے دیکھ لیا کہ پاکستان میں انقلاب اسلامی کے حامی موجود ہیں تو آئندہ اس قسم کی دھمکیوں کی وہ جرأت نہیں کریں گے۔ میں آپ حضرات سے یہ خواہش کروں گا کہ آپ ان مسائل کو درک کریں۔ ہم اپنے آپ کو دوسرے شیعوں سے اور انقلاب اسلامی سے الگ تھلگ نہیں سمجھ سکتے۔ اگر ہم نے سمجھ بھی لیا تو بخدا میں نے اس دن بھی ایک جگہ عرض کیا تھا کہ ہم مثلاً قرآن سر پر رکھ کر کہہ دیں کہ ہمارا انقلاب اسلامی سے کوئی تعلق نہیں تو یہ پھر بھی ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ہمیں انقلاب سے اور دوسرے شیعوں سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ جب وہ ہمیں علیحدہ نہیں سمجھتے اور وہ ہمیں مارنا چاہتے ہیں تو پھر کیوں ہم عزت کے ساتھ شہادت قبول نہ کریں اور ان کی مثلاً دھمکیوں کی کوئی پروا نہ کریں۔ ہم اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں کہ جہاں جہاں شیعہ پر کوئی مشکل آتی ہے ہم اپنے وسائل کے مطابق ان کے ساتھ ہمدردی کریں ان کی مشکل کو حل کرنے کے لئے اقدام کریں۔ چونکہ اذانیں ہو رہی ہیں اس لئے میں مزاحم نہیں ہوتا۔ بہر حال میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ ایک مسلمان ہیں

ایک اسلامی تنظیم کے رکن ہیں آپ اپنے اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے قدم بڑھاؤ اور للّٰہ کام کرو۔ دھڑہ بندی کو ختم کرو۔ ایک دوسرے کے خلاف زبان کے ذریعے جو تہمتیں لگائی جارہی ہیں ان کو ختم کرو۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ جو افراد آئی۔ او کے خلاف یا دوسرے علماء کے خلاف پمفلٹ بازی کرتے ہیں ہم ان کو شیاطین سمجھتے ہیں ہم ان کو ملک وقوم ومذہب کے دشمن سمجھتے ہیں یہ ایسے افراد نہیں ہیں کہ یہ اپنے نام کے ساتھ پیروئے خط امام لکھیں۔ خط امام یہ نہیں ہے۔ خط امام اخلاق ہے خط امام محبت ہے خط امام گالی گلوچ نہیں ہے اگر واقعاً دیندار ہوتے تو ایسے الفاظ اوراس قسم کا لہجہ استعمال نہ کرتے۔ اگر پیروئے خط امام ہوتے تو اس قسم کی گندی زبان استعمال نہ کرتے۔ ہم ان ناجوانمردانہ حرکات کی مذمت کرتے ہیں۔

حضرت امام خمینیؒ سے محبت وعشق

یہ حسن اتفاق ہی ہے کہ نجف اشرف میں زمانہ طالبعلمی کے دوران علامہ سید عارف حسین الحسینی کو حضرت امام خمینیؒ سے جو عقیدت ہوئی وہ روحانی باپ بیٹے کی صورت اختیار کر گئی۔ اس وقت کسے خبر تھی کہ اس وقت کا جلاوطن عالم دین آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ انقلاب اسلامی برپا کر کے پورے عالم کفر پر لرزہ طاری کر دے گا اور اِس وقت کا ایک طالب علم سید عارف حسین الحسینیؒ پاکستانی مسلمانوں کی قیادت سنبھال کر نمائندہ امام خمینیؒ کی حیثیت سے اپنے ملک میں دین شناسی کا احساس اُجاگر کرے گا۔

نمایندہ ولی فقیہ وفرزند خمینیؒ

اسلام سے بے پناہ محبت اور باہمی اخلاص کی بناء پر جب عارف حسین الحسینیؒ نے پاکستان میں قیادت کی عظیم ذمہ داری قبول کی تو حضرت امام خمینیؒ نے اُن کو پاکستان میں نمائندہ ولی فقیہ کی سند عطا فرمائی۔ حضرت امام خمینیؒ نے ایران میں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد عالم اسلام کے

تمام ممالک میں اسلامی حکومت کے قیام اور استعمار کے خاتمے کے لئے اپنے نمائندگان مقرر فرمائے جنہیں ولی فقیہ کی حمایت اور اعتماد حاصل تھا۔ عوام ان نمائندگان کو نمائندگان ولی فقیہ کے نام سے پکارتے مگر امام خمینیؒ ان نمائندگان کو فرزندگان تصور فرماتے تھے۔ جیسا کہ علامہ سید عارف حسین الحسینی کی شہادت پر امام خمینیؒ نے فرمایا تھا ''میں اپنے عزیز بیٹے سے محروم ہو گیا''۔

امام خمینیؒ کے مقلد

علامہ سید عارف حسین الحسینی زمانہ طالب علمی سے ہی حضرت امام خمینیؒ کے مقلد تھے جس کے ناطے آپ حضرت امام خمینیؒ کے ہر حکم کی تائید واجب سمجھتے تھے۔ جب عراق کی حکومت امام خمینیؒ کو کیمونسٹ اور ایک جنگجو مولوی سے تشبیہ دیتی تھی اس وقت عراق میں علامہ سید عارف حسین الحسینی ایک غیر ملکی طالبعلم ہونے کے باوجود حضرت امام خمینیؒ کی ذات میں جذب ہو گئے تھے۔ آپ نے حضرت امام خمینیؒ کے ہر حکم کی بجا آوری اور اطاعت کے لئے جو شب و روز جدوجہد کی اسے تاریخ صدیوں تک اپنے دامن میں محفوظ رکھے گی۔

امام خمینیؒ کے افکار و نظریات سے محبت

امام خمینیؒ کے افکار اور نظریات سے آپ کی محبت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے حضرت امام خمینیؒ کی ہر کتاب کو کئی بار پڑھا اور یہاں تک کہ آپ کو امام خمینیؒ کی تصانیف اور ان کے افکار پر مکمل عبور حاصل ہو گیا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے احباب کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت امام خمینیؒ کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ آپ نے ملک کے ممتاز مترجمین اور مصنفین کو حضرت امام خمینیؒ کی تصانیف کے تراجم اور ان کی ذات پر کتب تحریر کرنے کی فرمائش کی۔

قیادت سنبھالنے کے بعد جب آپ نے ملک گیر دورہ جات کئے تو آپ نے نوجوانوں اور عوام کو وسیع پیمانے پر حضرت امام خمینیؒ کے افکار عالیہ سے آشنا کیا اور اس فکر کی ترویج کے لئے

پاکستانی معاشرے میں ایک قومی لائحہ عمل اختیار فرمایا۔ آپ اپنے خطبات میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''آج عالم اسلام کے مسائل کے لئے واحد حل حضرت امام خمینیؒ کی راہ پر گامزن ہونا ہے''۔

آپ نوجوانوں کی محافل اور عوام کے بڑے بڑے اجتماعات میں یہاں تک فرماتے کہ حضرت امام خمینیؒ کی اطاعت ہم سب پر واجب ہے۔ پاراچنار کے ایک اجتماع میں آپ نے مکمل دلائل کے ساتھ فرمایا کہ ''آج ہم سب پر حضرت امام خمینیؒ کی اطاعت واجب ہو چکی ہے کیونکہ حضرت امام خمینیؒ امام آخرالزمان حضرت مہدی علیہ السلام کے نائب اور ولی فقیہ ہیں لہٰذا جس نے امام خمینیؒ کی اطاعت نہ کی گویا اس نے امام زمانہؑ کی اطاعت سے انکار کیا''۔

امام خمینیؒ معیار حق و باطل

پشاور میں اپنے احباب کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے فرمانے لگے ''عزیز دوستو! حضرت امام خمینیؒ اس وقت معیار حق ہیں لہذا ان کے خط پر چلنا اور اسی پر قائم رہنا ہی درحقیقت حق کا ساتھ دینا ہے''۔

آپ نے ہر مشکل سے مشکل وقت میں بھی امام خمینیؒ کے افکار کی ترویج اور حکم کی تعمیل میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ پاکستان میں یوم القدس کے سالانہ جلوس، یوم خواتین کے پروگرام، ہفتہ وحدت اور حج بیت اللہ کے سیمینار، اتحاد بین المسلمین کے جلوسوں میں امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کیا اور امام خمینیؒ کے احکامات کی تکمیل کی۔

آپ شہید باقر الصدرؒ کے اس فرمان کی عملی تفسیر تھے کہ امام خمینیؒ کی ذات میں اس قدر ضم ہو جائیں جیسے وہ اسلام میں ضم ہو چکے ہیں۔ آپ نے ملتان شیعہ میانی میں آئمہ مساجد کی ایک کانفرنس میں فرمایا کہ ''ہم سب پر فرض ہے کہ امام خمینیؒ کی اطاعت کریں اور ان کے افکار کی ترویج میں اپنی توانائیاں صرف کر دیں۔ علماء سیاست میں امام خمینیؒ کی پیروی کریں، آئمہ مساجد اور خطباء کو چاہیئے وہ اپنے محسن رہنما کے افکار کو عوام تک پہنچائیں چونکہ امام خمینیؒ نے اسلام کے دشمنوں سے ٹکر لے کر

ثابت کر دیا ہے کہ نام نہاد سپر طاقتوں کا وجود بے بنیاد ہے اور اصل حاکمیت خالق حقیقی کی ہے۔‘‘

امام خمینیؒ سے ملاقاتیں

آپ نے انقلاب کے بعد امام خمینیؒ سے کئی ملاقاتیں کیں عالم اسلام اور اس کے مسائل کے بارے میں امام خمینیؒ سے ہدایات حاصل کیں۔ البتہ آپ امام خمینیؒ سے اپنے ملاقاتوں کا عموماً ذکر نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ علامہ شیخ علی مدد صاحب خطیب پاراچنار کو شہید حسینی نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ امام خمینی سے شرف ملاقات کیلئے گئے تو امام خمینی اپنے گھر کے صحن میں ٹہل رہے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی آگے بڑھے آپ کا ہاتھ پکڑا اور علیحدہ کمرے میں لے گئے۔ آپ اس ملاقات پر بے حد خوش تھے۔

جنرل ریٹائرڈ سید تصور حسین نے بیان فرمایا کہ ۱۹۸۷ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں وہ علامہ سید عارف حسین الحسینی کے ساتھ ایران گئے تو وہاں اہم شخصیات کی جماران میں امام خمینیؒ سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں امام خمینیؒ اپنی جگہ مثل مہتاب اور ان کے گرد ان کے نمائندگان اور اعلیٰ روحانی شخصیات اپنے اپنے انداز میں تشریف فرما تھیں۔ جبکہ علامہ سید عارف حسین الحسینی سر جھکائے اور اپنے چہرے پر اشکوں کی لڑیاں سجائے امام خمینیؒ کی زیارت میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ نگاہ امام خمینیؒ کے چہرے پر اٹھتی اور پھر سر جھکا کر اشکبار ہو جاتے۔ جب آپ سے آپ کی اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے جب فرزند امام زمانہؑ اس قدر جمال وجلال رکھتے ہیں تو خدا معلوم امام زمانہ کا جمال وجلال کیسا ہوگا؟ پھر دعائیہ جملہ فرمایا ’’خدا امام زمانہؑ کے ظہور کے ساتھ امام خمینیؒ کو عمر دراز عطا فرمائے اور ہمیں امام خمینیؒ کے ساتھ امام زمانہؑ کے لشکر کا سپاہی بنائے۔‘‘

حضرت امام خمینیؒ کے ساتھ بین الاقوامی نمائندگان کی ملاقات کے بعد ایک نہایت متقی عالم دین نے دعا دی کہ خدا امام کے ان نمائندگان کو سلامت رکھے اور یہ دشمن کی نظر بد سے محفوظ رہیں۔ مگر افسوس کہ امام خمینیؒ کی زندگی ہی میں امریکہ کی خفیہ ایجنسیوں نے ان اعلیٰ روحانی

شخصیات کی قدر و قیمت کو جانچ لیا اور ان کے وجود کو مستقبل میں مغربی مفادات کے لئے خطرہ قرار دیا اور یکے بعد دیگرے مختلف ممالک میں اجرتی قاتلوں کے ذریعہ ان میں اکثر کو شہید کروا دیا۔

امام خمینیؒ سے قلبی لگاو

آپ نماز شب میں اپنی شہادت اور امام خمینیؒ کی عمر درازی کی دعا مانگا کرتے تھے۔

جب آپ امام خمینیؒ سے ملاقات کر کے پشاور تشریف لائے تو احباب نے امام خمینیؒ کی صحت کے بارے دریافت کیا تو کہنے لگے کہ دعا کریں اس مرتبہ امام خمینیؒ کافی نحیف لگ رہے تھے۔ مگر اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کریں بلکہ خصوصی دعائیں فرمائیں کہ خدا ہمارے سروں پر نائب امام کا سایہ قائم و دائم رکھے۔

آپ کا دل امام خمینیؒ کے دل کے ساتھ دھڑکتا تھا اور آپ کی نبضیں امام خمینیؒ کی نبضوں کی رفتار پر قائم تھیں۔ آپ پوری زندگی میں ظاہراً اس روز پریشان دکھائی دیئے جب امام خمینیؒ نے عراق سے جنگ بندی کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا تھا کہ انہوں نے زہر کا پیالہ پی لیا ہے۔ آپ امام خمینیؒ کا یہ فرمان سن کر کافی دیر تک اشکبار رہے اور اپنے احباب سے گلوگیر لہجے میں استفسار کرتے رہے کہ آخر میرے امام کو کیا مجبوری پیش آئی ہے کہ انہوں نے جنگ بندی کے اعلان کو زہر کا پیالہ پینے سے تشبیہہ دی ہے۔

امام خمینیؒ سے مستقیم رابطہ

آپ اہم معاملات میں خمینیؒ سے رجوع فرماتے تھے ایک مرتبہ رات کو کسی اہم مسئلہ پر آپ کا امام خمینی سے ٹیلیفون پر رابطہ ہوا۔ امام کے سلام کا جواب دینے کے بعد آپ کے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی آ گئی۔ آپ انتہائی مودب ہو کر زانو کے بل سمیٹ کر بیٹھ گئے اور پھر ایک مودب اور تھرتھراتے لہجے میں بات کرتے رہے۔ آپ باہر نکلے اور گاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ

وہاں پر موجود مظفر علی اخوندزادہ نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا۔آقا صاحب آپ کس شخصیت سے محو گفتگو تھے۔آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا ''الحمد اللہ حضرت امام خمینیؒ سے گفتگو کا شرف حاصل ہوا ہے مگر یہ کسی پر واضح نہیں کرنا۔''

آپ کا معمول تھا کہ عالم اسلام کو پیش آنے والی ہر مصیبت اور حضرت امام خمینیؒ کو استعمار کی جانب سے دی گئی ہر تکلیف کے موقع پر آپ حضرت امام خمینیؒ سے اپنے غم کا اظہار فرماتے۔عراق میں آقای محسن الحکیمؒ کے خاندان کا قتل، ایرانی پارلیمنٹ کے ارکان کی دردناک شہادت، خود آقای مہدی الحکیم کا وحشیانہ قتل اور اس قسم کے دوسرے واقعات میں آپ امام خمینیؒ کو تعزیت پیش کرتے اور گھر میں کبھی کبھار فرصت ملتی تو امام خمینیؒ کے خطبات کی ویڈیو کیسٹ دیکھتے۔ جونہی امام خمینیؒ کی تصویر سامنے آتی آپ کی آنکھوں میں چمک آجاتی۔

ایک مرتبہ آپ پشاور میں تشریف فرما تھے کہ وہاں بیٹھے ہوئے چند افراد نے امام خمینیؒ کی صحت اور اخباروں میں شائع ہونے والی خبروں پر تبصرہ کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا اخبار کی خبروں میں امام خمینیؒ کی صحت کے بارے میں صداقت نہیں ہے۔ استعمار اور اس کے ایجنٹوں کا پروپیگنڈہ ہے۔البتہ امام خمینیؒ ضعیف العمر ضرور ہیں مگر ہم قیاس آرائیوں پر یقین نہیں رکھتے۔اسی دوران کسی نے کہہ دیا کہ آقا صاحب امام خمینیؒ کی وفات سے عالم اسلام کو بہت بڑا دھچکا پہنچے گا۔امام خمینیؒ کی موت کا جملہ سنتے ہی آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور فرمایا خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے کہ جب مجھے ایسی خبر سننے کا اتفاق ہو''۔آخر ایسا ہی ہوا کہ آپ خود امام خمینیؒ کی زندگی میں ہی اس دار فانی کو الوداع کہہ کہ اپنا وعدہ وفا کر گئے۔

امام خمینیؒ کے نمائندگان سے والہانہ عقیدت

آپ کو جس قدر امام خمینیؒ کی ذات گرامی سے والہانہ عقیدت تھی اسی طرح امام خمینیؒ کے نمائندگان سے بھی آپ گہری عقیدت رکھتے تھے۔حضرت آیت اللہ علی خامنہ ای دامت برکاتہ

سابق صدر اسلامی جمہوریہ ایران کا دورہ پاکستان اگرچہ سفارتی سطح پر تھا مگر علامہ سید عارف حسین الحسینی اور ملت جعفریہ پاکستان نے ان کا استقبال امام خمینیؒ کے نمائندے کی حیثیت سے کیا تھا۔ حضرت آیت اللہ آقا سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کا تاریخ ساز استقبال علامہ سید عارف حسین الحسینی کی محنتوں اور عقیدت کا نتیجہ تھا۔

۱۳ جنوری ۱۹۸۶ء میں جب حضرت آیت اللہ آقا سید علی حسینی خامنہ ای پاکستان تشریف لائے تو علامہ سید عارف حسین الحسینی نے ہزاروں پرستاروں کے ساتھ اسلام آباد ائیر پورٹ کے باہر ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ پاکستان کی تاریخ کا کسی غیر ملکی صدر کے لئے دوسرا بڑا عوامی استقبال تھا۔ یاد رہے کہ پہلا استقبال عوای جمہوریہ چین کے صدر کا ہوا تھا مگر اس استقبال کی نوعیت قدرے مختلف تھی کیونکہ چینی صدر کا استقبال کرنے والے حکومت کی ایماء پر اور اخراجات پر آئے تھے۔ جبکہ ایرانی صدر کا استقبال خالصتاً عوامی امنگوں کا مظہر تھا۔ حضرت آیت اللہ آقا سید علی حسینی خامنہ ای کا استقبال جہاں انہیں خوش آمدید کہنے پر مبنی تھا وہاں امریکہ سے کھلم کھلا نفرت، دشمنان اسلام سے بیزاری اور ان کے خلاف جہاد کا اعلان بھی تھا۔

ظالم کے ساتھ کھڑے ہونے سے انکار

حضرت آیت اللہ آقا سید علی حسینی خامنہ ای کی ائیر پورٹ پر آمد کے موقع پر ضیاء الحق نے اپنی بیوروکریسی اور ایجنسیوں کے ذریعے لاکھ جتن کئے کہ وہ سید عارف حسین الحسینیؒ کے ساتھ کھڑے ہو کر ایران کے صدر کا استقبال کرے مگر آپ نے ضیاء الحق کی ان تمام کوششوں کو ٹھکرا کر اس کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا اور فرمایا کہ مجھے ضیاء کے عزائم کا بخوبی علم ہے۔ دوسرا میں اس آمر اور جابر کے ساتھ کیسے کھڑا ہوں جس کے ہاتھ میری قوم کے خون ناحق سے رنگین ہیں اور ہمارے بیسیوں کارکنان اور جید علماء کرام کوئٹہ میں تا حال جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

اسی موقع پر ضیاء الحق نے ایرانی سفیر کی منت ساجت تک بھی کی کہ وہ علامہ سید عارف حسین

الحسینی کو ائیر پورٹ کے اندر لے آئیں مگر آپ نے فرمایا تھا کہ ''میں حکومتی نمائندہ نہیں ہوں نہ حکومتی سطح پر استقبال کرنے آیا ہوں۔ میں امام خمینیؒ کے نمائندہ اور رفیق کو عوام کے ساتھ خوش آمدید کہوں گا۔''

آخر ایسا ہی ہوا کہ آپ نے پہلے اسلام آباد اور پھر لاہور میں اپنی عوام کے ساتھ نمائندہ امام خمینیؒ کا والہانہ اور تاریخی استقبال کیا۔ اور پھر دوسرے روز آپ علامہ سید صفدر حسین نجفی مرحوم کے ساتھ ایرانی سفیر کی قیام گاہ پر ایک دعوت میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای کو بالمشافہ خوش آمدید کہنے کے بعد ائیر پورٹ کے اندر استقبال نہ کرنے کی وجہ اور اصل صورت حال سے بھی آگاہ فرمایا۔ آپ کے احباب کے بقول زندگی میں پہلی بار آپ کو اس وقت بے حد خوش ہوتے ہوئے دیکھا گیا جب آپ نے نمائندہ امام خمینیؒ کا اپنے عوام کے ساتھ کامیاب استقبال کیا۔

آپ کی دلی خواہش تھی کہ امام خمینیؒ کے افکار کی روشنی میں پاکستان سے امریکہ کا تسلط ختم ہو اور یہاں کے مسلمان جسد واحدہ کی طرح اسلام کی بقاء اور سربلندی کے لئے سرگرم عمل ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے امام خمینیؒ کے ہر فرمان کو مسلمانان پاکستان تک کما حقہ پہنچایا اور خاطر خواہ ثمرات حاصل کئے۔

آپ کے مجاہدانہ انداز، اتحاد بین المسلمین کے حقیقی درد، انقلاب اسلامی کے قیام کی مخلصانہ جدوجہد، حضرت امام خمینیؒ سے روحانی عشق اور استعمار سے دلی نفرت کی بدولت اسلامیان پاکستان نے آپ کو نائب خمینیؒ قرار دیا اور ہر طرف ایک ہی نعرہ گونجتا سنائی دیا۔

اے عارف حسینی (رح)

تو نائب خمینی (رح)

☆---☆---☆